سب کو آزماؤ اور بہتر کو اختیار کرو (بائبل)

خُذ ما صفا ودع ما کدر (حدیث)

موازنۂ بائبل و قرآن

مصنفہ

خواجہ

جسکو

"اخوت اندریاسیہ" پنجاب لاہور کے شعبۂ تالیف و اشاعت کی طرف سے

ایف۔ایم نجم الدین

نے

انور منزل۔ساندھا روڈ۔لاہور سے شائع کیا۔

سنہ ۱۹۲۹ء

طبع دوم (۱۰۰۰) قیمت مہ

پادری ایس ایم پال صاحب

نہایت ہی عجیب تہلکہ مچا دینے والی تصانیف

جن کا نام ہندوستان بھر میں ہے

ایڈیٹر نور افشاں امر پروفیسر آف عربک فورمن کرسچن کالج لاہور

کی نادر تصانیف

ہمارا قرآن۔ اس عجیب و غریب اور بینظیر کتاب میں سارے قرآن کی جان نکال کر رکھ دی ہے۔ اس میں وہ سب کی سب تعلیمات و مسائل مندرج ہیں جو بائبل سے بعینہٖ یا قدرے تبدیلی کے ساتھ قرآن میں منقول و ماخوذ ہیں۔ ایک طرف بائبل کا اُردو ترجمہ دوسری جانب قرآن کا عربی متن مع اردو ترجمہ ہے۔ دونو کے حوالے موجود ہیں۔ اور یوں بائبل اور قرآن کی مشترکہ تعلیمات و مسائل ۱۶۴ مستقل عنوانات کے تحت مرتب ہیں۔ پھر لطف پر یہ لُطف کہ نہ نوٹ ہے نہ حاشیہ۔ یہی وجہ ہے کہ جو مُسلمان دیکھتا ہے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے اس نوعیت کی تمام اُردو لٹریچر میں آجتک ایک بھی کتاب نہیں۔ اس سے اول مسلمانوں کی آنکھیں کھُل جائینگی اور دوم مسیحیوں کو معلوم ہو جائیگا کہ بائبل کو نکال کر قرآن میں باقی کیا ہے! شائع ہوتے ہی تمام ہندوستان میں دھُوم مچ گئی ہے۔ کاغذ ۳۲ پونڈ کا سفید اور ولایتی ہے۔ سرورق رنگین۔ مصنف کا فوٹو بھی لگایا گیا ہے۔ جو دیکھتا ہے شیدا ہو جاتا ہے۔ ا روپیہ ۴ر

عیسیٰ ابن مریم۔ خداوند یسوع مسیح کی ذات۔ حیات۔ تعلیمات وغیرہ پر مسلمانوں کے تمام کے تمام اعتراضوں کا تشفی بخش جواب قرآن اور بائبل دونوں سے۔ آج اس کتاب کے بغیر کوئی مناد کامیاب نہیں ہو سکتا۔ صفحہ ۱۱۱ - ۶ر

ہبوط نسل انسانی قرآن سے حضرت آدم کے گناہ کا ثبوت جسے پڑھ کر قرآن کو سچا ماننے والے مسلمان کیلئے مسیحی دین کے ایک بنیادی عقیدہ یعنی کفارہ کی ضرورت تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہ جاتا صفحہ ۵۶ — ۴ر

انسان کامل ۔ قرآن۔ حدیث اور بائبل سے اِس بات کا ثبوت کہ مسیح کے سوائے اور کوئی شخص انسان کامل اور مظہر خدا نہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک سلیم الطبع مسلمان اس سے متاثر ہوئے بغیر رہ سکے۔ ۹ پائی۔

نزول مسیح۔ خداوند یسوع مسیح کی دوسری آمد پر ایک رسالہ خاص طور پر مسلمانوں کیلئے۔ صفحہ ۱۲ — ۶ پائی۔

تحقیق آریہ۔ نہایت وسیع تحقیق و بسیط تفصیل کے ساتھ اس حقیقت کو ثابت کر دیا ہے کہ آریہ دھرم کی تعلیمات۔ رسوم۔ عقاید وغیرہ سب کی سب قدیم زردشتی پارسی مذہب سے ماخوذ ہیں۔ ویدوں کے جامع پنڈت بیاس جی کے آریہ دھرم کو ترک کر کے زردشتی مذہب کو قبول کرنے کا ثبوت۔ صفحہ ۱۰۱ — ۴ر

وید۔ قرآن و بائبل کی دُعائیں۔ تینوں مذہبوں کی مقدس کتابوں کا غضب کا دلچسپ مقابلہ ہے۔

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
انتساب	۵
دیباچہ طبعِ ثانی	۷
تمہید	۱۱
دعوئے الہام	۱۵
خدا تعالیٰ	۱۸
دلائلِ ہستئ باری	۱۸
توحید	۱۹
ردِّ شرک و بت پرستی	۲۰
خدا نور ہے	۲۱
خدا محبّت ہے	۲۲
خدا رُوح ہے	۲۲
ازلی وغیرفانی	۲۳
نادیدہ	۲۳
کامل	۲۳
قدّوس	۲۳
لاتبدیل	۲۴
بلند و بالا	۲۴
دانا	۲۴
حاضر و ناظر	۲۵
علیم و بصیر	۲۵
قادرِ مطلق	۲۶
رحیم و غفور	۲۶
خالق	۲۷
رازق	۲۸
خُدا اور انسانی وُسعت	۲۸
دشمنِ کفّار	۲۸
سب پر مہربان	۲۸
بانئ گناہ	۲۹
باپ	۳۰
اسکے کوئی بیٹا نہیں	۳۱
تثلیث	۳۲
حُبِّ الٰہی	۳۳
خوفِ خُدا	۳۳
عبادات	
نماز	۳۴
نماز کا حکم	۳۴
آداب	۳۴
اوقات	۳۴
قبلہ	۳۵
وضُو	۳۵
اعتکاف	۳۵
بے ریائی	۳۵

مضمون	صفحہ
دعا اور یقین	۳۶
دعا میں استقلال	۳۷
دعا بہ عاجزی	۳۷
خلوص دل	۳۷
خدا کے حکموں پر عمل کرنا	۳۷
خدا کی مرضی کے موافق مانگنا	۳۸
بیگانی زبان میں دعا	۳۸
گیت گانا	۳۸
دعا کا نمونہ	۳۸
روزہ	۴۲
حج	۴۵
خیرات	۴۷
ترغیب و حکم	۴۷
پوشیدہ خیرات	۴۸
خیرات کے مستحق	۴۹
محتاج	۴۹
رشتہ دار یتیم	۴۹
سخاوت	۵۰
نیت خیرات	۵۰
قربانی	۵۲
حلال و حرام	۵۴
عمل کرنا	۵۹
توبہ	۶۰
توکل	۶۰

مضمون	صفحہ
قسم کھانا	۶۲
تبلیغ	۶۶
نعمائے بہشت	۶۹
حقوق العباد	
جہاد	۷۶
مال غنیمت	۸۰
قصاص و انتقام	۸۱
خون کرنا	۸۳
زنا	۸۴
لعان	۸۵
والدین کے حقوق	۸۷
عورات	۸۸
حیثیت	۸۹
مناکحت	۹۳
کثرت ازدواجی	۹۵
طلاق	۱۰۰
زینت اور پردہ	۱۰۲
دیندار اور بیدین میاں بیوی کے تعلقات	۱۰۴
پورا تولنا	۱۰۵
چوری اور دغابازی	۱۰۵
قرض و سود خوری	۱۰۶
جھوٹ بولنا	۱۰۷
جھوٹی گواہی	۱۰۸

مضمون	صفحہ
غیبت	۱۰۹
عیب جوئی	۱۰۹
برے القاب	۱۱۰
تمسخر	۱۱۰
سلام کرنا	۱۱۰
اطاعت بادشاہ و تحفظ امن	۱۱۲
مواخات	۱۱۳
باہمی محبت	۱۱۴
دشمن سے محبت و دوستی	۱۱۵
انصاف	۱۱۷
صلح کرنا	۱۱۸
معاف کرنا	۱۱۸

مضمون	صفحہ
شخصی زندگی	
شراب	۱۲۰
تعذیب	۱۲۰
امتناع بوجہ نقصانات	۱۲۱
پلانا منع	۱۲۱
پینا منع	۱۲۲
رخصت استعمال	۱۲۳
انشاء اللہ کہنا	۱۲۳
تکبر	۱۲۴
دنیوی مال و دولت	۱۲۴
نئی پیدائش	۱۲۷
قرآن کی متفرق تعلیمات	۱۲۹
بائبل کی متفرق تعلیمات	۱۳۲
آخری گزارش	۱۳۹

انتساب

اُس محبّت اور عقیدت کے باعث جو مجھے اپنے خدا شناس علم دوست اور غیر تمند برادر پادری آر۔ ڈبلیو کمنگس صاحب سے ہے۔ مَیں یہ ناچیز ہدیہ اُن کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور اس کتاب کو اُن کے اِسم گرامی پر منسوب کئے دیتا ہوں +

گر قبُول اُفتد زہے عزّ و شرف

ارادت کیش
خواجہ

دیباچہ طبع ثانی

از قلم

پادری سلطان محمد صاحب افغان

کسی کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس کی طباعت اوّل کی نشر و اشاعت سے ہو سکتا ہے۔ اور اُس کے محاسن و قبائح کا انکشاف اُس کے ناظرین کی آراء و تقاریظ سے حاصل ہوتا ہے۔ میں اپنے نوجوان نگر متین الطبع دوست خواجہ صاحب کو مبارکباد کہتا ہوں کہ ان دونوں اعتبار سے اُن کی یہ تصنیف ایک نہایت ہی کامیاب اور بدیع الشہرت کتاب ثابت ہوئی۔ مسیحیوں کی جمود و خمود طبعی کے باوجود ایک قلیل عرصہ میں اس کتاب کا ہاتھوں ہاتھ نکل جانا اور پھر دوبارہ طباعت سے مزین ہونا درحقیقت اس کتاب کا طغرائے امتیاز ہے +

اس کتاب کی سنجیدہ دلائل اور منصفانہ محاکمات کو دیکھکر ہمیں پورا یقین تھا کہ یہ کتاب نہ صرف مسیحیوں میں مقبول ٹھہریگی بلکہ مسلمان بھی اس کو وقعت کی نگاہ سے دیکھینگے اور اپنی دیرینہ روش کی تبدیلی پر مجبور ہونگے لیکن افسوس ہے کہ ہماری یہ توقع حسب المرام برنہ آئی۔ مسلمانوں کا وہ کثیر الافراد طبقہ جو ہندوستان کی اطراف و اکناف میں پھیلا ہوا ہے سراسر خاموش ہے اور "خموشی معنے دارد کہ در گفتن نمی گنجد"۔ البتہ اُنکے ایک قلیل الافراد فرقہ کی طرف سے ایک چرکین نویس شخص نے جسکو چرکین نویسی اُس کے استادِ ازل کی طرف سے وراثت میں ملی ہے چند اوراق سیاہ کئے ہیں۔ کسی مسئلہ کی بابت اپنی ناراضامندی اور اختلاف کا اظہار کرنا بشرطیکہ وہ احقاقِ حق اور شرافت پر مبنی ہو کوئی معیوب بات نہیں ہے، لیکن تہذیب و انسانیت کو بالائے طاق رکھکر کُھلے الفاظ میں گالیوں اور مغلظات کا ڈھیر لگانا، دلائل سے قطع نظر کرنا اور سبّ و شتم پر اُتر آنا کہاں کی تہذیب اور انسانیت ہے؟

یقیناً ناظرین میں سے بہت سے اصحاب ایسے ہونگے جو اس دشمنِ تہذیب اور ننگِ انسانیت کی زہر افشانیوں کے نمونے دیکھنے کے مشتاق ہونگے، اور ہم خود بھی چاہتے ہیں کہ اُن دلخراش اور وحشت زا جملوں میں سے چندے نمونتاً پیش کریں تاکہ ایک مسیحی اور

غیر مسیحی شخص کی متانت اور سنجیدگی میں جو تفاوت ہے وہ بھی آشکارا ہو جائے، لہذا اقتباسات ذیل ملاحظہ ہوں:-

(۱) "لعنت ہے ایسی تعلیم پر اور افسوس ہے اس عقل پر جو ایسی ناقص تعلیم پر ناز کرے" صـ۸

(۲) "پس اب بتاؤ کہ قرآن میں اس تعلیم کا نشان نہیں۔ یا تم خود جاہل مطلق ہو" صـ۹

(۳) "تم ہٹ دھرم ہو اور لوگوں کو جان بوجھ کر فریب دینا چاہتے ہو" صـ۱۱

(۴) "اپنی جہالت کا تمہیں احساس نہیں" صـ۱۲

(۵) "مجھے تمہاری شوخی پر غصہ آتا ہے اور تمہاری جہالت و نادانی مجھ سے رحم کی اپیل کرتی ہے" صـ۱۳

(۶) "پس عربی زبان کا علم حاصل کرکے اپنی جہالت کا علاج کرو۔ قرآن مجید پہ اعتراض کرکے اپنی ذلت کے سامان کیوں پیدا کرتے ہو" صـ۱۷

(۷) "ذرا عقل سے کام لیا ہوتا یا عقل ہی سے محروم ہو" صـ۲۶

(۸) "کیا صرف لوگوں کو دھوکا دیکر سچا عیسائی بننے کے لئے یا احمدیوں کے اس اعتقاد کہ پادری ہی دجال ہیں کا ثبوت دنیا کی آنکھوں کے سامنے رکھنے کے لئے" صـ۳۲

(۹) "اگر تم کوڑھ مغز نہیں اور صحیح الدماغ انسان ہو تو مجھے امید ہے کہ تمہارا دماغ اس حکمت کے سمجھنے سے قاصر نہیں رہیگا" صـ۳۶

(۱۰) "انجیل کے اس فقرے کو بیان کرتے ہوئے تم شرم میں ڈوب مرتے" صـ۴۵

(۱۱) "اس پر تمہیں فخر کیسا یہ تو ڈوب مرنے کا مقام ہے" صـ۴۵

(۱۲) "پھر تم نے یہ جھک کیوں ماری" صـ۴۶

(۱۳) "کیا آپ اپنی حالت بھول گئے کہ جب آپ نے جوشیلا اسلامی مشنری ہونا ظاہر کیا تھا تو پادری صاحب نے کتنے روپے آپ پر نچھاور کئے تھے عیسائیوں کی آنکھ میں مٹی ڈالو تو ڈالو دنیا تو اندھی نہیں" صـ۴۶

(۱۴) "کیوں خواجہ صاحب ابھی گھر لوٹا ہوا یا نہیں" صـ۴۸

(۱۵) "مجھے آپ کی جہالت پر رحم آتا ہے اور مجھے آپ کے ان دوست نما دشمنوں پر بھی افسوس ہے جنہوں نے اس کتاب کو شائع کرکے تمہاری ذلت کے سامان کو دنیا پر منتشر کیا" صـ۵۱

(۱۶) "لیکن تم ہو کہ مرغ کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہو پس یہ بیحیائی نہیں تو کیا ہے" صـ۵۳

(۱۷) "کیوں خواجہ صاحب خدا کی میز پر جب کھانا چنا جاویگا تو ہندوستانیوں کی طرح ہاتھ سے کھاؤ گے یا پادری صاحب کی میز پر چھری کانٹا چلانے کی کافی مشق کرلی ہے" صـ۶۱

(۱۸) "لعنت ہے ایسی عقل پر" صـ۶۷

(۱۹) "تعصب نے بالکل تمہاری مت ماردی ہے" صـ۶۷

(۲۰) "خواجہ صاحب مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے منافقانہ طور پر کسی سادہ لوح "محبت کی دیوی جو "وفا کے نام پر جان دیتی ہے"، کو پھنسانے کے لئے یہ جال بچھایا ہے، اور تمہارے یہ الفاظ ایک جوتشی اور رمال کے الفاظ ہیں جو کسی غرض مند دیوی کو سبز باغ دکھا کر اس کے کان سے بالی اتروا لیا کرتے ہیں یا اس راہگیر کے الفاظ ہیں جو مسافر کو تمہاری مایۂ ناز محبت کا جام پلاکر لوٹ لیا کرتے ہیں" صـ۶۸

(۲۱) "اس جرأت کو جہالت قرار دوں یا تعصب گو آپ کے لئے ہر دو لعنت ہی ہیں" صـ۷۹

(۲۲) "تعصب نے تمہیں اندھا کر دیا ہے" صـ۸۹

یہ ہیں ان لوگوں کی تہذیب کے چند نمونے جن کا یہ دعویٰ ہے کہ "ہم رسول اللہ کے اُسوہ حسنہ پر چلنے والے ہیں" اور "خلق محمدی" کے مجسم نمونے۔ اس تہذیب کے پتلے کے کلمات اس قدر درشت اور دل آزار واقع ہوئے ہیں کہ خود اس کی ضمیر اسکو ملامت کررہی ہے چنانچہ اپنی ضمیر کے خون کرنے کی غرض سے یہ نامعقول عذر گناہ بدتر از گناہ تراشنے پر مجبور ہوا کہ "مجھے اس کتاب میں بعض ایسے فقرات لکھنے پڑے ہیں جن کو میں ہرگز پسند نہیں کرتا، لیکن خواجہ صاحب کی روش مضمون کی پابندی اور وقتی ضرورت سے مجبور تھا کہ میں انہیں تحریر میں لاؤں" (سرورق کا دوسرا صفحہ)

"خواجہ صاحب کی روش" کے متعلق میں علی الاعلان کہنے کو تیار ہوں کہ نہایت شائستہ سنجیدہ مہذبانہ اور اعلیٰ درجہ پر محققانہ واقع ہوئی ہے آپ ان کی کتاب سے ایک لفظ بھی اس قسم کا پیش نہیں کرسکتے ہیں جو پایۂ تہذیب سے ساقط ہو یا جس سے کسی کی دل شکنی مقصود ہو۔ باقی رہی "مضمون کی پابندی"، اس کے متعلق صرف اتنا کہدینا کافی ہے کہ بجز "تنگ بندی اور دلخراشی کے آپ سے کچھ بن نہ سکا۔ البتہ آپ کی "وقتی ضرورت" کے عذر

کو میں تسلیم کرتا ہوں کیونکہ آپ اُس آب وہوا میں رہنے کے عادی ہیں جس کا ذرہ ذرہ گالی گلوچ کی زہر آلود عفونت سے مسموم ہوچکا ہے۔ اگر آپ اس "وقتی ضرورت سے مجبور" نہ ہوتے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی کتاب کا پوچھنے والا بھی کوئی نہ ہوتا۔ پس اس باب میں مجھکو آپ کے ساتھ پوری ہمدردی ہے +

مَیں ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ اس شخص کی کتاب میں ایک جملہ بھی ایسا معقول او رمدلل ہماری نظر سے نہیں گزرا جس کی جانب ہم خواجہ صاحب کو متوجہ کرا سکتے۔ درحقیقت یہ خواجہ صاحب کی بدقسمتی ہے کہ اُن کا سابقہ ایک ایسا شخص کے ساتھ پڑا ہے جس نے لکھنؤ کی بھٹیاریوں کو بھی مات کردیا ہے۔ لہٰذا ہمارے پاس بجز اس کے اور کوئی علاج نہیں کہ جوابِ جاہلاں باشد خموشی +

والسلام

تمہید

جانبداری اور تعصب ہمیشہ تحقیق کی راہ میں حائل رہے۔ اور عقیدتمندانہ یا متعصبانہ خام خیالیوں کے پردوں نے مذاہب کو اپنی اصلی ہیئت اور صورت میں پیش ہونے نہ دیا۔ ایسی طبائع بہت ہی کم ہوتی ہیں جو حق و باطل میں پورا امتیاز کرسکیں۔ اور ہر امر میں صائب رائے رکھیں یا صحیح فیصلہ دیں۔ ورنہ انسانی طبیعت کا یہ اقتضا ہے۔ کہ وہ کسی نہ کسی سمت جُھک جاتی ہے۔ اور پھر اُدھر ہی کی ہو رہتی ہے۔ جو شخص جن حالات میں پیدا ہوگا۔ اور جس گُرتہ ہوائی میں پرورش پائیگا۔ وہ اُنہیں سے متاثر بھی ہوگا۔ آبائی مذہب ہر ایک کو عزیز ہوتا ہے۔ اور قدرتی طور پر اُس سے طبیعت میں ایسا اُنس اور لگاؤ مرکوز ہوجاتا ہے۔ اس کے قبیح حسن اور عیب ثواب معلوم ہوتے ہیں۔ بھونڈی اور بدنما باتیں اور خود غرضانہ النفس پرستی کی تعلیمات بھی اگر اُس مذہب میں شامل ہوں تو اُن کی خلش اُسکے ماننے والوں کے دل کو محسوس نہیں ہوتی۔ یہانتک کہ وہ بظاہر معقول با خبر صحیح الدماغ اور روشن ضمیر انسان جو دیگر مذاہب پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی قابلیت تو تیز فیصلہ اور فلسفیانہ باریک بینی کا کما حقہٗ ثبوت دیتے ہیں جب اپنے دین و مذہب میں غور کرتے ہیں تو اُنکی عقل انہیں جواب دیدیتی ہے۔ اور وہ ہر غیر معقول اور ناقابل قبول بات کو بلا چون وچرا قبول کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں اُنکی ناقدانہ نظر جب دوسرے مذاہب پر پڑتی ہے۔ تو وہ خوب ہی بال کی کھال نکالتے ہیں۔ مگر خدا جانے یہ کیا ماجرا ہے کہ جونہی اُنہوں نے اپنے مذہب پر وہی محققانہ نظر لوٹائی وہیں اُنکی عقل مفقود ہوئی اور بصیرت زائل اور فہم وادراک اور تمیز و شعور یوں جاتے رہے۔ جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ یہ ایک ایسا مرض ہے جو کم و بیش ہر انسان میں پایا جاتا ہے۔ اور کسی خاص مذہب وملت سے مخصوص نہیں بلکہ جمیع ادیانِ عالم کے ماننے والے اسکا شکار رہے اور ہوتے جارہے ہیں +

اب اگر اسی پر بس ہوتا تو خیر تھی۔ انسانی طبیعت کا ایک طرف لُڑھک جانا یونہی کچھ کم خطرناک تھا لیکن اسپر دوسری آفت یہ ہے کہ ہر شخص جو خفیف سی مذہبی دلچسپی رکھتا ہے۔ وہ اپنے آپکو عالم متبحر سمجھتا ہے۔ اور نہ صرف اپنے ہی دینی معاملات میں دخل اندازی کرتا اور رائے دیتا ہے۔ بلکہ روئے زمین کے تمام مذاہب اور اُنکی تعلیمات و تفصیلات پر نظر و نقد کرتا اور اپنے تئیں تمام معلومات کا خزانہ سمجھتا ہے۔ حالانکہ حالات بالکل برعکس ہوتے ہیں +

ہندو تو ایک تجارتی قوم ہے جسے مذہب اور اسکی نشر واشاعت اور تائید و تبلیغ سے کچھ سروکار نہیں۔ ہاں بعض ہیں جو چند رسومات کو جو اُن تک نسلاً بعد نسل پہنچی ہیں۔ پابندی اور احتیاط کے ساتھ ادا کرتے ہیں لیکن اُنکی طبیعت کا رُخ اور دماغ کا میلان دوسری سمت یعنی دنیوی ترقی اور تجارت کی طرف ہے۔ اور علاوہ ازیں انکا مذہب بھی تبلیغی مذہب نہیں۔ اور نہ اُنکے ہاں خدا کی برکتیں بلا تمیز قوم عام ہیں ہاں آریہ سماجی اس سے کسی حد تک مستثنےٰ ہیں۔ رہے مسلمان اور عیسائی۔ کیونکہ عموماً یہی تین قومیں ہندوستان میں آباد ہیں سو عیسائی اس درجہ امن پسند اور صلح جُو ہیں۔ کہ بجز معدودے چند افراد کے سب کے سب صرف اپنی مذہبی خوبیوں پر قانع ہیں۔ اور وہی دوسروں کو پیش بھی کرتے ہیں۔ مباحثہ ومناظرہ کو وہ بمنزلہ مقابلہ ومجادلہ کے سمجھتے ہیں۔ اور اس جھگڑے کے میدان میں داخل ہونیکو پسند نہیں کرتے۔ اُن میں سے اکثر اِس بات کے قائل ہیں۔ کہ صرف اپنے مذہب کی صداقت پیش کیجائے اور دیگر مذاہب کی تکذیب سے اجتناب کیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب آفتابِ جہانتاب اپنے سارے نور چمک اور تمازت کے ساتھ طلوع کرتا ہے۔ تو مشعلیں خود ہی بجھا دیجاتی ہیں۔ اسلئے وہ دوسروں کی تردید وتکذیب نہیں کرتے بلکہ صرف اپنی تائید اور تصدیق ہی ضروری اور کافی جانتے ہیں اور بس لیکن مسلمانوں کی حالت اِس سے مختلف ہے۔ ان میں سے ہر ایک میں غیرت حمیت اور جوش وخروش پایا جاتا ہے۔ گو بسا اوقات اسکا استعمال نہایت غلط اور ناجائز طریق پر ہوتا ہے۔ اُن مسلمانوں میں جو مذہبی دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہی جوش جو اُن کا قومی امتیاز اور نشان بن چکا ہے۔ اس رنگ میں جلوہ نما ہوتا ہے کہ مذہب کے نام پر ہر شخص اپنی جان اور مال کو خطرے میں ڈالنے کو تیار ہوجاتا ہے اور مسلمان نوجوانوں میں سے بالعموم اور احمدیوں میں سے بالخصوص ہر ایک اپنے آپکو عالم اور فاضل تصور کرتا ہے اور نتیجۃً ہر مذہب کے متعلق اپنی رائے دیتا ہے حالانکہ ننانوے فیصدی سے بھی زیادہ ایسے ہوتے ہیں جنکو قرآن شریف کے مضامین پر عبور نہیں۔ ہاں چند ایسے ہونگے جو حصولِ ثواب کے لئے عربی عبارت کی تلاوت ضرور کرتے ہیں۔ پر مطالب ومعانی سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ اس پر بھی وہ لیکچروں کے دم بریدہ فقرے اور رسالوں اور اخباروں کے منقولہ حوالجات لیکر ہمہ دانی کا ادّعا کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہمچو ما دیگرے نیست کسی مضمون کی کامل واقفیت اُنہیں ہوتی نہیں۔ مگر ایک آیت مل گئی بس اُسی کو لے اُڑے اور اُسی پر اپنی رائے قائم کردی۔ نہ سیاق کی خبر نہ سباق کا پتہ۔ نہ دوسری موافق یا مخالف آیاتِ متعلقہ سے واقفیت۔ ایسے سینکڑوں مسلمان ہیں جنہوں نے مذہبی کتب کبھی کھولکر نہیں دیکھیں مگر الٰہیات اور دینیات پر رائے زنی اور بحث کرتے ہیں۔ اور اپنی جہالت کا بھی اِنہیں علم نہیں ہوتا

کسی شاعر نے اِنہیں کی شان میں کہا اور خوب کہا ہے ؎

ہر کس کہ نداند وندا اند کہ نداند
در جہلِ مرکب ابد الدہر بماند

میں نے جب اِن امور پر غور کیا تو سمجھا کہ یہ لوگ تصویر کا ایک ہی رُخ دیکھنے اور پیش کرنیکے یہاں تک عادی ہوگئے ہیں کہ تمام مذہبی علم ادب طرفداری سے مملو ہے۔ غیر کی خوبی کا اگر کسی کو علم بھی ہو تو وہ ذکر نہیں کرتا۔ اور یوں ہضم کرجاتا ہے کہ ڈکار نہیں لیتا۔ تو مجھے سخت رنج وافسوس ہوا۔ کہ جہالت اور تعصب دونوں نے سیاہ بادلوں کی طرح محیط ہوکر آفتابِ صداقت کو چھپا رکھا ہے اور میں نے مناسب جانا کہ بائبل اور قرآن کی جس قدر آیتیں مجھے ملیں مضامین کے اعتبار سے اُنہیں جمع اور مرتب کرکے یکجا اور باہم مقابل لکھدوں تاکہ کم از کم ان دو مذاہب کا جو ایک ہی سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اچھی طرح سے موازنہ اور مقابلہ ہوسکے اور جسقدر اخلاقی تعلیم دونوں میں پائی جائے اِسکو اکٹھا کردوں۔ کیونکہ میرے زعم میں اخلاق مذہب کی جان ہے۔ اور کینٹ صاحب کے خیال کے مطابق جو کہ ایک جلیل القدر جرمن فلاسفر ہوا ہے "اخلاق ہی مذہب ہے"۔ اسلئے میں نے اِس غرض سے کہ مضامین قرآن وانجیل پر عبور ممکن ہوسکے ہر مضمون پر پوری واقفیت بہم پہنچ جائے۔ اور نیز مقابلہ میں دونوں کے ذاتی جوہر کھل جائیں نہایت دیانتداری سے آیات قرآنی کا انتخاب شروع کیا اور کمال درجہ کی حزم واحتیاط برتی۔ تاکہ کوئی خوبصورت سے خوبصورت اخلاقی تعلیم رہ نہ جائے۔ اور جسقدر محنت وکاوش اور تجسس وتلاش میں نے آیاتِ قرآنی کی نسبت کی۔ اُسی کے لئے میں داد خواہ ہوں۔ ورنہ انجیل کے انتخاب میں تو مجھے اسکے عشر عشیر دقت کا بھی سامنا نہیں ہوا۔ میرا دعوےٰ ہے کہ انتخابِ مضامین میں میں نے نہایت دیانت وامانت کا حق ادا کیا ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ ہاں حواشی میں البتہ میں نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے ٭

ترجمہ قرآن کی بابت مجھے بہت جستجو کرنی پڑی۔ ترجمہ وہ درکار تھا جو عام فہم بامحاورہ اور سلیس ہو لیکن مستند بھی ہو۔ شاہ عبد القادر کا ترجمہ سب تراجم سے زیادہ معتبر اور صحیح سمجھا جاتا ہے۔ مگر وہ بہت عرصے کا ہے۔ اُسکی زبان اب اچھی طرح سمجھی نہیں جاتی۔ بہت سے محاورات متروک ہوچکے اور بہت سے الفاظ غیر مانوس اجنبی اور غیر موزوں معلوم ہوتے ہیں۔ مولوی نذیر احمد کے ترجمہ میں دونوں خوبیاں ہیں۔ بامحاورہ بھی ہے اور صحیح بھی لیکن اس میں ایک اور دقّت ہے۔ اور وہ یہ کہ خطوط وحدانیوں میں اس قدر تشریحی الفاظ وفقرات کی بھرمار ہے کہ وہ درحقیقت ایک تفسیر ہے نہ کہ ترجمہ جس میں الفاظ کی پوری رعایت رکھی گئی ہو۔ پادری عماد الدین صاحب کے ترجمۂ قرآن کو اہل اسلام تسلیم نہ کرینگے

اور پادری احمد شاہ شائق صاحب مسیحی ہیں آخرکار مجھے فیض بخش انجینی فیروزپور کا مطبوعہ ترجمہ قرآن بلامتن ملا۔ یہ شاہ عبدالقادر صاحب کا ہی اردو ترجمہ ہے۔ جسے مولوی نجم الدین سیوہاروی نے بامحاورہ سلیس اردو کی شکل دی ہے۔ اور متروک الفاظ کو نکالکر انکی بجائے مستعمل و مروّج تراکیب والفاظ رکھے ہیں۔ چنانچہ اسکے دیباچہ میں لکھا ہے کہ "ہمارا ترجمہ کوئی جدید ترجمہ نہیں بلکہ وہی شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ ہے جسکی صحت سب کے نزدیک مسلّم ہے۔ فقط اتنا فرق ہے کہ شاہ صاحب کا ترجمہ آجکل کی اردو کے لحاظ سے بامحاورہ نہیں ہے۔ اور ہم نے اسکو بامحاورہ کر دیا ہے"

اِس رسالہ کی ابتدا میں خدا تعالیٰ کی ذات وصفات دونوں کتابوں سے دکھائی ہیں۔ کیونکہ اُسی ذاتِ اقدس پر تمام مذاہب کا مدار ہے۔ وہی ایک بنیاد ہے جس پر مذہبوں کی عمارتیں کھڑی ہیں اور اسی لیئے خدا کی ہستی مذہب کے لیئے ایک جزو لاینفک ہے جسے اس سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا

ناظرین باتمکین سے استدعا ہے۔ کہ اس کو بلا تعصب و بغض مطالعہ فرمائیں میں نے اسے مفید مکمل اور جامع بنانے کی ہر امکانی کوشش کی ہے۔ کامل عرقریزی اور متواتر اور مسلسل جستجو کے بعد جسقدر آیات مجھے مل سکیں میں نے درج کر دیں اور کوئی ایسی آیت نہیں چھوڑی جسکا اندراج میری نظر میں ضروری ہو۔ لیکن ہر چند کہ میں نے ادنے سے ادنے درجہ کا بھی بخل نہیں کیا اور نہ فراخدلی و غیر جانبداری سے اِس فرض کو انجام دیا ہے۔ تو بھی میں اپنی بے بضاعتی اور کمزوری سے واقف ہوں اور جانتا ہوں کہ سہو و خطا سے مبرا نہیں۔ اسلیئے اگر کوئی صاحب کسی ایسی اخلاقی تعلیم کی طرف توجہ دلائیگا جسے میں نے نظرانداز کر دیا ہو۔ تو اُسکی رعایت آئندہ اشاعت میں رکھی جائیگی اس دفعہ بھی قرآن مجید کی جو اور اچھی آیت مجھے ملی ہے میں نے درج کر دی ہے کیونکہ میری غرض اس سے [illegible] ہے۔ کہ مسیحی و مسلم حضرات اپنی اپنی مقدس کتب کی حقیقت سے واقف ہو جائیں۔ اور جو بہتر ہو اسکو اختیار کریں +

اِس کتاب کی طبع اول پر بعض احباب نے اخبارات میں بعض مقامات کی تردید کی۔ اور ایک مستقل کتاب بھی اسکے جواب میں لکھی گئی جو ایک احمدی کی تصنیف ہے اور ہرگز توجہ کے لائق نہیں پھر بھی میں نے طبع ثانی میں اِن حضرات اور دیگر کرمفرماؤں کے اعتراضات کی رعایت رکھی ہے۔ ہاں گالیوں کا جواب مجھ سے ہو نہیں سکتا اور میں یہی کہتا ہوں ع

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو گفتی

دعوئے الہام

قرآن	بائبل
ہم نے اسکو قرآن بزبان عربی نازل کیا ہے شاید تم سمجھو (سورۂ یوسف آیت ۲) +	۱۔ لیکن ہم پر خدا نے انکو روح کے وسیلے سے ظاہر کیا۔ کیونکہ روح ساری باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے ... مگر ہم نے نہ دنیا کی روح بلکہ وہ روح پایا جو خدا کی طرف سے ہے تاکہ اُن باتوں کو جانیں جو خدا نے ہمیں عنایت کی ہیں۔ اور ہم ان باتوں کو ان الفاظ میں نہیں بیان کرتے جو انسانی حکمت نے ہمکو سکھائے ہیں بلکہ اُن الفاظ میں جو رُوح نے سکھائے ہیں (۱۔ کرنتھیوں ۲ / ۱۰-۱۳) +
یہ ذکر (قرآن) ہم نے آپ اتارا ہے اور ہم آپ اسکے نگہبان ہیں (حجر آیت ۹) +	۲۔ ہماری نصیحت نہ گمراہی ہے نہ ناپاکی سے نہ فریب کے ساتھ بلکہ جیسے خدا نے ہمکو مقبول کر کے خوشخبری ہمارے سپرد کی ویسے ہی ہم بیان کرتے ہیں۔ آدمیوں کو نہیں بلکہ خدا کو خوش کرنیکے لیئے جو ہمارے دلوں کو آزماتا ہے کیونکہ تم کو معلوم ہی ہے کہ نہ کبھی ہمارے کلام میں خوشامد پائی گئی۔ نہ وہ لالچ کا پردہ بنا خدا اسکا گواہ ہے۔ اور ہم آدمیوں سے عزت نہیں چاہتے۔ نہ تم سے نہ اوروں سے (۱۔ تھسلنیکیوں ۲ / ۳-۶) +
اور جو کلام ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا ہے اگر تمہیں اس میں کچھ شک ہو تو تم اس کی مانند ایک سورت لے آؤ (بقر آیت ۲۱) +	۳۔ خدا کا شکر ہے جو مسیح میں ہمکو ہمیشہ اسیروں کی طرح گشت کراتا ہے اور اپنے علم کی خوشبو ہمارے وسیلے سے ہر جگہ پھیلاتا ہے (۲۔ کرنتھیوں ۲ / ۱۴)
اور قرآن میں سے ہم وہ باتیں نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لیئے صحت اور رحمت ہیں (بنی اسرائیل آیت ۸۲)	۴۔ پولوس نے بھی اُس حکمت کے مطابق جو اُسے عنایت ہوئی تمہیں یہی لکھا ہے اور اپنے سارے خطوں میں ان باتوں کا ذکر کیا ہے جن میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور جاہل اور بےقیام لوگ انکے معنوں کو بھی اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں۔ (۲۔ پطرس ۳ / ۱۵-۱۶)
بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا کہ اہلِ جہان کے لیئے ڈرانے والا ہو (فرقان آیت ۱) +	
تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور یہ قرآن میری طرف اُترا ہے تاکہ میں تم کو اور جسکو یہ پہنچے ڈراؤں۔ (انعام آیت ۱۹)	
یہ کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف نازل کی کہ تو لوگوں کو اندھیرے سے نکالکر روشنی میں لائے (ابراہیم آیت ۱)	
تو کہہ میں تمہیں صرف ایک ہی نصیحت دیتا ہوں کہ تم دو دو اور ایک ایک اللہ کے لیئے اُٹھ کھڑے ہو پھر فکر کرو کہ تمہارا صاحب (محمدؐ) دیوانہ نہیں۔ وہ تو تم کو ایک سخت عذاب کے آگے ڈرانے والا ہے	

قرآن	بائبل
تو کہہ جو میں نے تم سے مزدوری مانگی ہو وہ تمہیں کو مبارک رہے میری مزدوری تو صرف اللہ پر ہے اور وہ ہر شے پر حاضر ہے۔ تو کہہ میرا رب سچا دین ڈالتا جاتا ہے۔ وہ خفیہ باتوں کا جاننے والا ہے ...... تو کہہ اگر میں گمراہ ہوا تو اپنے ہی برے کے لئے گمراہ ہؤا اور اگر میں نے ہدایت پائی تو اُس وحی کے سبب سے جو میرا رب مجھ پر نازل کرتا ہے (سبا آیت ۴۵-۴۹)	۵۔ ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے (۲۔ تمطاؤس ۳/۱۶) + ۶۔ نبوت کی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ خدا کے مقدس لوگ روح قدس کے بلائے بولتے ہیں (۲ پطرس ۱/۲۱) + ۷۔ جو خوشخبری میں نے سنائی وہ انسان کی سی نہیں کیونکہ وہ مجھے انسان کی طرف سے نہیں پہنچی اور نہ مجھے سکھائی گئی بلکہ یسوع مسیح کی طرف سے مجھے اس کا مکاشفہ ہوا (گلتیوں ۱/۱۱-۱۲) ۸۔ خدا نے ہر طرح کی حکمت اور دانائی کے ساتھ کثرت سے ہم پر فضل نازل کیا چنانچہ اُس نے اپنی مرضی کے بھید کو اپنے اُس نیک ارادے کے موافق ہم پر ظاہر کیا جسے اپنے آپ میں ٹھہرا لیا تھا (افسیوں ۱/۸-۹)

گو ہماری نظر میں دعوے کچھ شے نہیں۔ واقعیت اور حقیقت اور صداقت خود اپنا دعوے بھی ہے اور دلیل بھی۔ خوشبودار چیز خود نہیں پکارتی کہ مجھ میں خوشبو ہے۔ حُسن وخوبصورتی نے کبھی دعوئے جمال و رعنائی نہیں کیا۔ سورج نکلتا ہے اور جہان کو روشن کر دیتا ہے۔ مگر اس کے بے نقاب چہرے پر کبھی کسی نے اس کی جہانتابی و عالم آرائی کا اشتہار لکھا نہیں دیکھا لیکن خوشبو نے قوتِ شامہ سے اپنے اثر کی سند لے لی۔ اور حُسن نے عقل کو جلا وطن کر کے انسانی دلوں پر حکومت کی اور آفتاب نے اپنے نُورانی جلال کے سامنے ہر شوخ نظر کی آنکھیں خیرہ کر دیں اور کسی کو مجالِ انکار نہ رہی۔ بعینہٖ یہی حال خدا کے پاک کلام کا ہے۔ وہ جہاں ہوگا سونے کی طرح چمکتا اور کُندن کی طرح دمکتا ہوا نظر آئیگا۔ اور جس طرح لعلِ بدخشاں اور سڑک کے روڑے کنکر ایک نہیں ہو سکتے۔ جیسے گودڑ میں کمخواب کا پیوند نہیں کھپ سکتا۔ ویسے ہی انسانی کلام اور خدائی کلام میں عقلِ سلیم کے لئے تمیز کرنا دشوار نہیں۔ اس کی پاکیزہ و بلند تعلیم اور اعلیٰ و بالا اور بلند و برتر حکمت اس بات کی شہادت دیگی کہ یہ بشر کا کلام نہیں۔ لیکن بعض مسلمان جن کی نظر باطن پر نہیں

بلکہ محض ظاہر پر ہے۔ اور جو کسی چیز کے مغز اور گودے تک نہیں پہنچتے۔ بلکہ پوست اور چھلکے کو دیکھتے ہیں۔ اِس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ انجیل پر الہامی ہونیکا سائین بورڈ دکھاؤ اور ملہمانِ انجیل کے مُنہ سے کہلواؤ کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ خدا کا کلام ہے۔ گو یہ مطالبہ ہماری نظر میں التفات کے قابل نہیں کیونکہ کسی چیز کی ذاتی خوبی اور حقیقی جوہر کے مقابلہ میں دعوئے ایک بے حقیقت چیز ہے بلکہ کلام اللہ میں ہی کوئی مابہ الاختصاص ہونا چاہیے۔ جو اُس کے کلام الٰہی ہونے پر شاہد ناطق ہونیکا حکم رکھتا ہو۔ مگر اس ذہنیت کے لوگوں کی تسلی کے لئے ہم نے چند آیات انتخاب کر کے لکھدی ہیں جو ملہمانِ انجیل کے اپنے الفاظ میں دعوئے الہام ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو خوشخبری خدا نے ہمارے سپرد کی۔ بغیر سر مو اختلاف یا تصرّف کے "ہم ویسے ہی" بیان کرتے ہیں اور ہم خدا کے کلام میں آمیزش نہیں کرتے" بلکہ وما ینطق عن الھویٰ کے مصداق ہیں۔ اُسی کے بلائے ہوئے بولتے اور اُسی کے رُوح کی ہدایت سے گویا ہوتے ہیں۔ جو ہم کو اسیروں کی طرح گشت کراتا اور اپنے علم کی خوشبو ہمارے وسیلہ سے ہر جگہ پھیلاتا ہے"۔ ہمارا نُطق اُسی کی طرف ہے جس سے ہمیں حکمت و دانائی ملی اور کثرت سے فضل نازل ہوا۔ اور ہم آدمیوں سے عزت نہیں چاہتے۔ نہ انہیں خوش کرنا ہمیں مطلوب ہے۔ اِسی لئے نہ کبھی ہمارے کلام میں خوشامد پائی گئی۔ نہ وہ لالچ کا پردہ بنا۔ جب اُس نے "خوشخبری کا کوئی بھید" ہم پر ظاہر کیا"۔ ہم نے کہا اور دلیر و بیباک ہو کر کہا کہ ہم خدا کے پیغامبر ہیں اور گویا "زنجیر سے جکڑے ہوئے ایلچی" (افسیوں ۶/۲۰) اِس سے بڑھکر الہام کی سند اور کیا ہو سکتی ہے +

اب رہی حقیقتِ الہام۔ سو اس میں مسلمانوں کو ایک اصولی غلطی لگی ہوئی ہے۔ اور وہ بنائے فاسد بر فاسد رکھے چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج + تا ثریا می رود دیوار کج

وہ سمجھتے ہیں کہ وحی یا الہام وہی ہے جو خدا کے کسی پردا رکار ندے جبرئیل کی وساطت سے آسمان سے زمین پر پہنچا۔ جو کچھ خدا نے فرمایا۔ انسانی الفاظ اور عربی زبان میں فرمایا جو لفظ بلفظ جبرئیل امین نے حضرت محمد صلعم کو آسنایا اور آپ نے یاد کر لیا یا دوسروں کو حفظ کرا دیا۔ اُسے کہتے ہیں وہ کلامِ خدا۔ مگر مسیحی عقیدہ اور انجیل کی تعلیم کے مطابق خدا مضمون القا کرتا ہے۔ اور ایک پیغام دیتا ہے جسے ملہم خدا کی رُوح کی ہدایت کے مطابق اپنے الفاظ اور اپنی زبان اور اپنے محاورات میں بیان کرتا ہے۔ اور خدا فقط اُسے غلطی و خطا اور افراط و تفریط سے بچائے رکھتا

ہے اب خود ہی فیصلہ کرلو کہ کونسا الہام معقول اور کونسا طریق الہام قابل قبول ہے +

خدا تعالیٰ

دلائلِ ہستی

قرآن

اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے عورتیں پیدا کیں تاکہ تم اُن کے پاس آرام حاصل کرو اور تمہارے درمیان مہر و محبت پیدا کی بیشک اس میں دھیان کرنیوالوں کیلئے نشانیاں ہیں (روم آیت ۲۰) +

اس کی نشانیوں میں سے یہ کہ وہ بشارت دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے تاکہ اپنی رحمت سے کچھ تمہیں چکھائے تاکہ اُسکے حکم سے کشتیاں جاری ہوں تاکہ اُس کا فضل (روزی) تلاش کرو اور شائد تم شکرگذار ہو۔ (روم آیت ۴۵)

اور ایک نشانی اُن کے لئے رات ہے کہ ہم اُس سے (کھال کی طرح) دن کھینچتے ہیں۔ پھر ناگاہ وہ تاریکی میں آجاتے ہیں اور سورج اپنی قرارگاہ پر چلا جاتا۔ یہ اندازہ غالب جاننے والے کا ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کیں۔ یہانتک کہ وہ کھجور کی شاخ کی مانند ہو جاتا ہے۔ نہ سورج سے ہوسکتا ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن کے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب ایک ایک گھیرے میں تیرتے ہیں (سورہ یٰس آیت ۳۸-۴۰)

بائبل

ہر ایک گھر کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہوتا ہے۔ مگر جس نے سب چیزیں بنائیں۔ وہ خدا ہے (عبرانیوں $\frac{3}{4}$) + اسکی اندیکھی صفتیں یعنی اس کی ازلی قدرت اور الوہیت دُنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف صاف نظر آتی ہے یہاں تک کہ اُن کو کچھ عذر باقی نہیں (رومیوں $\frac{1}{20}$) +

جس خدا نے دُنیا اور اسکی ساری چیزوں کو پیدا کیا وہ آسمان اور زمین کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا ......

وہ تو خود سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے اور اُس نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی اور اُن کی معیادیں اور سکونت کی حدیں مقرر کیں تاکہ خدا کو ڈھونڈھیں۔ شاید کہ ٹٹول کر اُسے پائیں۔ کیونکہ وہ ہم میں کسی سے دُور نہیں۔ کیونکہ اُسی میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں (اعمال $\frac{17}{25-28}$) +

ہر شخص جو اس نگارخانۂ قدرت میں دیدۂ بینا اور اس نقارخانۂ ہستی میں گوشِ شنوا رکھتا ہو کائنات کے ہر ذرہ میں صانعِ ازل اور خالقِ لم یزل کی "ازلی قدرت اور الوہیت" کے کرشمے دیکھیگا۔ اور تمام مصنوعات جس میں خود حضرتِ انسان بھی شامل ہے زبانِ حال سے یہ کہتی ہوئی سُنائی دینگی اللھم مالك الملك تؤتی الملك من تشاء وتنزع الملك من تشاء۔ اے اللہ سب ملک کے مالک! تو جسے چاہے ملک دے اور جس سے چاہے ملک چھین لے۔ پس کوئی خدا کی ہستی کے کیا دلائل بیان کرے کہ "وہی سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے" "اور اُسی میں ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں"۔ سب سے پہلے انسان اپنے وجود پر غور کرے کہ یہی اُس ذاتِ واجب الوجود کی بہترین صنعت ہے اور سوچے کہ "ہر ایک گھر کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہوتا ہے" پھر کیا یہ عالمِ صغیر۔ یہ چھوٹی سی دُنیا یعنی جسمِ انسانی بن بنائے ہی بن گیا۔ پھر انسانی رُوح جو اپنے خالق و مالک کے عشق میں بیتاب اور اُسے ملنے کی خواہشمند ہے اُس حقیقتِ مستور پر شاہدِ ناطق ہے۔ غرض خدا کی ہستی کے بیشمار ثبوت ہیں لیکن دنیا میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتے۔ وہ جن کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا اور وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے" اور خدا کا انکار کر بیٹھے۔ ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے دا ے کاش کہ وہ تسلی پانا چاہیں) قرآن و انجیل میں بہت دلائل ہیں۔ مگر افسوس ہے اُن نیم ملاؤں پر جو کہتے ہیں کہ انجیل نے اس ضروری مضمون کو بیان نہیں کیا۔ ایسوں کی جہالت دور کرنے کے لئے یہی چند آیات جو اوپر لکھی جاچکی ہیں کفایت کرینگی +

توحید

قرآن

اور تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ کوئی معبود نہیں ہے مگر وہی (بقر آیت ۱۵۸) +

تو کہہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اسکو کسی نے جنا اور نہ وہ خود جنا گیا۔ اس کے جوڑ کا کوئی نہیں (سورۂ اخلاص) +

تمہارا معبود ایک معبود ہے (نحل آیت ۲۳) +

سو تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس اُسکے فرمانبردار رہو (حج آیت ۳۵) +

بائبل

اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے (مرقس $\frac{12}{29}$) +

اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد و برحق کو اور مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں (یوحنا $\frac{17}{3}$) +

ہمارے نزدیک تو ایک ہی اللہ ہے یعنی باپ جسکی طرف سے ساری چیزیں ہیں اور ہم اُسی کے لئے ہیں (۱ کرنتھیوں $\frac{8}{6}$)

میرے سوا کوئی خدا نہیں (یسعیاہ $\frac{44}{6}$)

وہ ایک ہی ہے اور اُسکے سوا اور کوئی نہیں (مرقس $\frac{12}{32}$)

ردّ شرک وبُت پرستی

قرآن	بائبل
اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہراؤ (نساء آیت ۴۰) + بیشک خدا شرک کو نہیں بخشتا۔ اور اس کے نیچے جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا وہ بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا (نسا آیت ۱۱۶) + تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچے رہو۔ (نحل آیت ۳۸) + خدا کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو وہ تمہاری مانند بندے ہیں۔ سو اگر تم سچے ہو تو انہیں اس حال میں پکارو۔ جب وہ تمہیں جواب دے سکیں کیا بتوں کے پیر ہیں کہ اُن سے چلیں یا اُن کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا اُن کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا اُن کے کان ہیں جن سے وہ سُنیں تو کہہ کہ تم اپنے شریکوں کو بلاؤ پھر میرا بُرا کرو اور مجھے کچھ فرصت دو (اعراف آیت ۱۹۳، ۱۹۷، ۱۹۱) + کیا ہمارے سوا ان کے اور بھی معبود ہیں کہ انہیں بچاتے ہیں وہ اپنی جانوں کی مدد نہیں کرسکتے اور ہمارے مقابلہ میں کوئی اُن کا ساتھی نہیں (انبیا آیت ۴۴) اور جن کو وہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ کچھ پیدا نہیں کرسکتے اور آپ پیدا ہوتے ہیں۔ مُردے ہیں جن میں جان نہیں اور انہیں معلوم نہیں کہ کب	میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہو۔ تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے۔ مت بنا۔ تو اُن کے آگے اپنے تئیں مت جھکا اور نہ ان کی عبادت کر (خروج ۲۰/۳-۵) + اے آدمزاد ان مردوں نے اپنے بتوں کو اپنے دل میں نصب کیا ہے۔ اور اپنی بدکاری کے ٹھوکر کھلانے والے لکڑ کو اپنے چہرے کے سامنے رکھا ہے۔ کیا ایسے مجھ سے سوال کریں (حزقی ایل ۱۴/۳) ان باطل چیزوں سے کنارہ کرکے اُس زندہ خدا کی طرف پھرو (اعمال ۱۴/۱۵) + اے بچو اپنے آپ کو بتوں سے بچائے رکھو (یوحنا ۵/۲۱) بُت دُنیا میں کوئی چیز نہیں اور سوائے ایک کے اور کوئی خدا نہیں اگرچہ آسمان و زمین میں بہت سے خدا کہلاتے ہیں (۱-کرنتھیوں ۸/۴) + پس خدا کی نسل ہو کر ہم کو یہ خیال کرنا مناسب نہیں کہ ذاتِ الٰہی اس سونے یا روپے یا پتھر کی مانند ہے جو آدمی کے ہنر اور ایجاد سے گھڑے گئے ہوں (اعمال ۱۷/۲۹) + اُن کے بُت روپا اور سونا ہیں۔ آدمیوں کی دستکاریاں وہ مُنہ رکھتے ہیں پر بولتے نہیں۔ وہ آنکھیں رکھتے ہیں پر دیکھتے نہیں وہ کان رکھتے ہیں پر سُنتے نہیں اُن کی ناکیں بھی ہیں۔ لیکن سونگھتے نہیں۔ وہ ہاتھ

قرآن	بائبل
اُٹھائے جائینگے (نحل آیت ۲۰-۲۲) +	رکھتے ہیں پر پکڑتے نہیں وہ پاؤں رکھتے ہیں پر چلتے نہیں وہ اپنے گلے سے بھی آواز نہیں نکالتے وہ جو اُنہیں بناتے ہیں اور وہ سب جو اُن کا بھروسہ رکھتے ہیں۔ اُنہیں کی مانند ہیں (زبور ۱۱۵/۴-۸) اُنہوں نے خدا کو جان تو لیا۔ مگر اُس کی خدائی کے لائق اُس کی بڑائی اور شکرگذاری نہ کی۔ بلکہ باطل خیالات میں پڑ گئے۔ اور اُن کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بیوقوف بن گئے اور غیرفانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا (رومیوں ۱/۲۱-۲۳) اُنہوں نے خدا کی سچائی کو بدل کر جھوٹ بنا ڈالا۔ اور مخلوقات کی زیادہ پرستش اور عبادت کی بہ نسبت اس خالق کے جو ابد تک محمود ہے۔ (رومیوں ۱/۲۵) +

(۳) نُور

قرآن	بائبل
اللہ آسمانوں اور زمین کا نُور ہے۔ اُس کے نُور کی مثال ایسی ہے۔ جیسے طاق جس میں چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشہ میں۔ شیشہ گویا چمکتا تارہ ہے۔ (سورۂ نُور آیت ۳۵) +	تیرا سورج پھر کبھی نہ ڈھلیگا اور تیرے چاند کا زوال نہ ہوگا۔ کیونکہ خداوند تیرا ابدی نُور ہوگا۔ (یسعیاہ ۶۰/۲۰) + ہر اچھی بخشش اور ہر کامل ایمان اوپر سے اور نُوروں کے باپ کی طرف سے ملتا ہے (یعقوب ۱/۱۷) + خدا نُور ہے اور اس میں ذرا بھی تاریکی نہیں (۱-یوحنا ۱/۵) +

(۴) محبّت

قرآن	بائبل
تو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبّت رکھتے ہو تو میرے تابع ہو۔ اللہ تم سے محبّت رکھیگا (آل عمران آیت ۲۹) +	جو محبّت خدا کو ہم سے ہے اس کو ہم جان گئے۔ اور ہمیں اس کا یقین ہے۔ خدا محبّت ہے۔ اور جو محبّت میں قائم رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا ہے اور خدا اُس میں قائم رہتا ہے۔ (۱۔ یوحنا ۴/۱۶) خدا محبّت ہے۔ جو محبّت خدا کو ہم سے ہے وہ اس سے ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دُنیا میں بھیجا ہے۔ تاکہ ہم اس کے سبب سے زندہ رہیں۔ محبّت اس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبّت کی۔ بلکہ اس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبّت کی (یوحنا ۴/۸-۱۰) + ہم اس لئے محبّت کرتے ہیں کہ پہلے اس نے ہم سے محبّت کی (۱۔ یوحنا ۴/۱۹) +

یہ سچ ہے کہ مذہب عیسوی کی بنیاد "محبّت" پر ڈالی گئی۔ مگر باہمی انسانی محبّت کے علاوہ اگر کسی مذہب نے خدا کو "محبّت" کہا ہے۔ تو وہ یہی مذہب ہے۔ خدا کی اس عدیم النظیر محبّت کا ذکر جس وضاحت و صراحت کے ساتھ کسی اور مذہبی کتاب میں نہیں ملتا۔ اور بالخصوص قرآن میں تو اس کا نشان ہی نہیں۔ ہاں ایک آیت ہے۔ جو لکھ دی گئی ہے مگر اس میں بھی مشروط الٰہی محبّت کا تذکرہ ہے۔ یعنی اگر کوئی خدا سے محبّت رکھے اور حضرت محمّد صلعم کے تابع فرمان ہو جائے تو خدا اس سے محبّت رکھیگا۔ یہ محبت کی توہین اور اس لفظ کی ہتک ہے۔ دراصل "محبّت اس میں نہیں کہ ہم نے محبّت کی بلکہ اس میں کہ اُس نے ہم سے محبّت کی" +

(۵) رُوح

قرآن	بائبل
	خدا رُوح ہے اور ضرور ہے کہ اس کے پرستار رُوح اور سچّائی سے پرستش کریں (یوحنا ۴/۲۴) اور وہ خداوند روح ہے اور جہاں کہیں خداوند کا رُوح

قرآن	بائبل
	ہے وہاں آزادی ہے۔ مگر جب ہم سب کے بے نقاب چہروں سے خداوند کا جلال اس طرح منعکس ہوتا ہے جس طرح آئینے میں تو اُس خداوند کے وسیلے سے جو روح ہے ہم اسی جلالی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتے جاتے ہیں۔ (۲۔ کرنتھیوں ۳/۱۷-۱۸) +

(۶) ازلی و غیر فانی

قرآن	بائبل
وہ سب سے پہلے ہے اور سب سے پیچھے (حدید آیت ۳) جو کوئی زمین پر ہے فانی ہے اور تیرے رب کی ذات باقی رہیگی (رحمٰن آیت ۲۶-۲۷) +	میں اول اور میں آخر ہوں (یسعیاہ ۴۴/۶) + بقا صرف اُسی کو ہے۔ اور وہ اُس نور میں رہتا ہے جس تک کسی کی گذر نہیں ہو سکتی (۱۔ تمطاؤس ۶/۱۶) + ازل سے ابد تک تو ہی خدا ہے (زبور ۹۰/۲) + زمین و آسمان نیست ہو جائینگے۔ پر تو باقی رہیگا۔ (زبور ۱۰۲/۲۶) +

(۷) نادیدہ

قرآن	بائبل
آنکھیں اسے نہیں پا سکتیں اور وہ آنکھوں کو پا سکتا ہے (انعام آیت ۱۰۳) +	خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا (یوحنا ۱/۱۸) + اب ازلی بادشاہ یعنی غیر فانی نادیدہ واحد خدا کی عزّت و تمجید ابدالآباد ہوتی رہے (۱۔ تمطاؤس ۱/۱۷) + نہ اُسے کسی انسان نے دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے۔ (۱۔ تمطاؤس ۶/۱۶) +

(۸) کامل

قرآن	بائبل
	تمہارا آسمانی باپ کامل ہے (متی ۵/۴۸) خدا چٹان ہے اور اسکا کام کامل ہے (استثنا ۳۲/۴)

(۹) قدوس

قرآن	بائبل
وہ ان کے شرک سے پاک اور بلند ہے (یونس آیت ۱۹) اللہ پاک ہے (یونس آیت ۶۹)	خدا سچّا ہے اور بدی سے مبرّا ہے (استثنا ۳۲/۴) + خداوند ہمارا خدا قدوس ہے (زبور ۹۹/۹) +

قرآن	بائبل
اے اللہ تو پاک ہے (نور آیت ۱۵) +	تمہارا بلانے والا پاک ہے۔ (۱ پطرس ۱/۱۵) + اے میرے خداوندا اے میرے قدوس تیری آنکھیں ایسی پاک ہیں۔ کہ تو بدی کو دیکھ نہیں سکتا (حبقوق ۱/۱۲-۱۳) +

خدا کی پاکیزگی اور قدوسیت بس یہی نہیں کہ وہ پاک ہے اور اس میں کچھ ناپاکی نہیں۔ بلکہ یہ کہ وہ بدی کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور گناہ کی اُسے برداشت نہیں۔ لیکن لطف یہ ہے کہ پھر بھی وہ گنہگاروں سے پیار کرتا اور بدکاروں کی برداشت کرتا ہے +

(۱۰) لاتبدیل

قرآن	بائبل
اللہ ہی معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور سب کا قائم رکھنے والا ہے۔ نہ اُسے اونگھ آتی ہے نہ نیند (بقر آیت ۲۵۶) +	ہر اچھی بخشش اور ہر کامل انعام اوپر سے ہے۔ اور نوروں کے باپ کی طرف سے ملتا ہے جس میں نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ گردش کے سبب اُس پر سایہ پڑتا ہے (یعقوب ۱/۱۷) + زمین و آسمان مبدل ہو وینگے۔ پر تو وہی ہے اور تیرے برسوں کی انتہا نہ ہوگی (زبور ۱۰۲/۲۶-۲۷) +

(۱۱) بلند و بالا

قرآن	بائبل
اللہ کی صفت بلند ہے۔ (نحل آیت ۶۲) + بیشک اللہ بلند بڑا ہے (نسا آیت ۳۸) +	تو ہی اکیلا جسکا نام یہواہ ہے۔ ساری زمین پر بلند و بالا ہے (زبور ۸۳/۱۸) آسمان میرا تخت ہے اور زمین میرے تلے کی چوکی۔ تم میرے لئے کیسے گھر بناؤ گے۔ یا میری آرامگاہ کونسی ہے یہ سب چیزیں میرے ہاتھ سے نہیں بنیں (اعمال ۷/۴۹) +

(۱۲) دانا

قرآن	بائبل
اللہ زبردست ہے حکمت والا (بقر آیت ۲۰۵) اور بیشک خدا غالب حکمت والا ہے (آل عمران آیت ۵۵)	خداوند دانش کا خدا ہے (۱ سموئیل ۲/۳) + خدا کی دانش غالب ہے (ایوب ۳۶/۹) + خدا کی دانش کامل ہے (ایوب ۳۷/۱۶) + واہ۔ خدا کی حکمت کیا ہی عمیق ہے۔ اس کے فیصلے کس قدر ادراک سے پرے اور اسکی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں۔ خداوند کی عقل کو کس نے جانا (رومیوں ۱۱/۳۳-۳۴)

(۱۳) حاضر و ناظر

قرآن	بائبل
	تیری رُوح سے میں کدھر جاؤں اور تیرے حضور سے میں کہاں بھاگوں۔ اگر میں آسمان کے اوپر چڑھ جاؤں تو تُو وہاں ہے۔ اگر میں پاتال میں اپنا بستر بچھاؤں تو دیکھ تو وہاں بھی ہے۔ اگر صبح کے پنکھ لیکر میں سمندر کی انتہا میں جا رہوں تو وہاں بھی تیرا ہاتھ مجھے لے چلیگا اور تیرا دہنا ہاتھ مجھے سنبھالیگا (زبور ۱۳۹/۷-۱۰)

(۱۴) علیم و بصیر

قرآن	بائبل
اللہ دلوں کی باتیں جانتا ہے۔ (آل عمران آیت ۱۱۵) آسمانوں اور زمینوں کا علم غیب اللہ کو ہے (نحل آیت ۷۹) + میں آسمان زمین کی چھپی باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو مجھے معلوم ہے۔ (بقر آیت ۳۱) + پھر تم اس کی طرف جو ظاہر و باطن سے واقف ہے لوٹائے جاؤگے (توبہ آیت ۱۰۶) + زمین اور آسمانوں کی پوشیدہ بات خدا کے پاس ہے (ہود آیت ۱۲۳) +	کیا کوئی آدمی چھپی جگہوں میں اپنے کو چھپا سکتا ہے کہ میں اُسے نہ دیکھوں (یرمیاہ ۲۳/۲۴) + وہ تو دلوں کے رازوں سے بھی آگاہ ہے (زبور ۴۴/۲۱) اے خداوند تو مجھے جانتا اور پہچانتا ہے۔ تو میرا بیٹھنا اور میرا اُٹھنا جانتا ہے۔ تو میرے اندیشے کو دُور سے دریافت کرتا ہے۔ تو میرا چلنا اور میرا لیٹنا خوب جانتا ہے۔ بلکہ تو میری ساری روشوں سے خوب واقف ہے کہ دیکھ میری زبان پر کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے تو اے خداوند بالکل آگاہ نہیں۔ تو آگے پیچھے میرے گھیرنے والا ہے (زبور ۱۳۹/۱-۵) + انسان کی راہیں خدا کی آنکھوں کے سامنے ہیں (امثال ۵/۲۱) +

قرآن	بائبل
	خداوند سارے دلوں کو جانچتا ہے۔ اور خیالوں کے سارے تصور کو پہچانتا ہے (۱۔تواریخ ۲۸/۹)+

خدا کی ہمہ دانی کا کیا ہی بے نظیر اور عجیب تصوّیر ان آیات میں دلایا گیا ہے۔ یہ کس قدر راست ہے کہ "اے خداوند تو مجھے جانتا اور پہچانتا ہے۔ تو میرا بیٹھنا اور میرا اُٹھنا جانتا ہے۔ تو میرے اندیشے کو دُور سے دریافت کرتا ہے تو میرا چلنا اور میرا لیٹنا خوب جانتا ہے بلکہ تو میری ساری روشوں سے خوب واقف ہے۔ میری زبان پر کوئی ایسی بات نہیں کہ جس سے تو آگاہ نہیں"۔ اس سے زیادہ خوبصورت مرقع اَور کیا ہو سکتا ہے +

قرآن	بائبل
(۱۵) قادرِ مطلق	
بیشک خدا ہر شے پر قادر ہے (بقر آیت ۱۰۳) خدا ہر شے پر قادر ہے (بقر آیت ۱۹)	میں خدائے قادر ہوں (پیدایش ۱/۱۷)+ میں خداوند ہوں اور میں نے ..... خدائے قادرِ مطلق کے نام سے اپنے تئیں ظاہر کیا (خروج ۶/۳-۲)+
(۱۶) رحیم وغفور	
وہ تو آدمیوں پر شفیق اور مہربان ہے (بقر آیت ۳۸) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (بقر آیت ۱۶۸) اور جانو کہ اللہ بخشنے والا بُردبار ہے (بقر آیت ۲۳۶) بیشک خدا معاف کرنیوالا بخشنے والا ہے (نسا آیت ۴۶) جسے چاہیگا بخشیگا اور جسے چاہیگا عذاب دیگا (بقر آیت ۲۸۴) بیشک خدا آدمیوں پر فضل کرنیوالا ہے (بقر آیت ۲۴۴)	تمہارا باپ رحیم ہے (لوقا ۶/۳۶)+ خداوند خدا رحیم اور مہربان۔ قہر میں دھیما اور رب الفیض ووفا۔ ہزار پشتوں کے لئے فضل رکھنے والا۔ گناہ اور تقصیر او خطا کا بخشنے والا (خروج ۳۴/۷-۶)+ تو اے خداوند بھلا ہے اور بخشنے والا۔ اور تیری رحمت اُن سب پر جو تجھے پکارتے ہیں۔ وافر ہے (زبور ۸۶/۵)+ وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچّا اور عادل ہے۔ (یوحنا ۱/۹) وہ غصے میں دھیما اور شفقت میں بڑھکر ہے (نحمیاہ ۹/۱۷)

شانِ کریمی ملاحظہ ہو۔ الٰہی سیرت کا کیا عجیب نقشہ ہے "غصہ میں دھیما اور شفقت میں بڑھکر +

قرآن	بائبل
(۱۷) خالق	
وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے (انعام آیت ۱۰۱) وہ ہر شے کا پیدا کرنیوالا ہے (انعام آیت ۱۰۲)+ تو کہہ آسمانوں اور زمینوں کا رب کون ہے۔ تو کہہ اللہ ہے (رعد آیت ۱۷)+ اُس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا ... آدمی کو نطفہ سے پیدا کیا ... اور تمہارے لئے چارپائے پیدا کئے ..... اور اُس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے تمہاری سواری اور زینت کے لئے پیدا کئے اور اب پیدا کرتا رہتا ہے .... وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اوتارا ... اور تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کیا اور ستارے اُسکے حکم کے تابع ہیں .... اور اُس نے تمہارے لئے زمین میں مختلف رنگوں کی چیزیں پھیلائی ہیں .... اور وہی ہے جس نے دریا کو قابو کیا ... اور اُسنے زمین میں پہاڑوں کو اس لئے گاڑا کہ وہ تمہیں لیکر ہل نہ جائے۔ اور نہریں اور سڑکیں بنائیں اور علامات بنائیں .... تو کیا خالق غیر خالق کے برابر ہو جائیگا (نحل آیت ۳-۱۷)	ابتدا میں خدا نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا۔ (پیدایش ۱/۱)+ تُو ہاں تو ہی اکیلا خداوند ہے۔ تُو نے آسمان کو اور آسمانوں کے آسمان کو اور اُن کی ساری آبادی کو اور زمین کو اور جو کچھ اُس پر ہے اور سمندروں کو اور جو کچھ اُن میں ہے بنایا اور تو سبھوں کا پروردگار ہے (نحمیاہ ۹/۶) خداوند خدا آسمانوں کو خلق کرتا اور اُنہیں تانتا۔ زمین کو اور اُنہیں جو اُس میں سے نکلتے ہیں پھیلاتا اور اُن لوگوں کو جو اُس پر ہیں سانس دیتا اور اُن کو جو اُس پہ چلتے ہیں روح بخشتا ہے (یسعیاہ ۴۲/۵)+ خدا نے آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ اُن میں ہے پیدا کیا (اعمال ۴/۱۵)+ وے خداوند کے نام کی ستائش کریں کہ اُس نے حکم دیا اور وے موجود ہو گئے (زبور ۱۴۸/۵)+ خدا نے دُنیا اور اُسکی ساری چیزوں کو پیدا کیا (اعمال ۱۷/۲۴)+ اور اُس نے ایک ہی اصل سے آدمیوں کی ہر ایک قوم تمام روئے زمین پر رہنے کے لئے پیدا کی اور اُن کی میعادیں اور سکونت کی حدیں مقرر کیں (اعمال ۱۷/۲۶)

عہد نامۂ عتیق کی سب سے پہلی کتاب "پیدائش" ہی کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں خدا تعالیٰ کی صفت خالقیت کا مفصل و مسلسل بیان ہے اور اس ترتیب و تفصیل کے ساتھ قرآن میں اِس کا کہیں ذکر نہیں +

قرآن کی یہ آیت خاص توجہ کے لائق ہے کہ "خدا نے زمین میں پہاڑوں کو اس لئے گاڑا کہ وہ

قرآن	بائبل

تمہیں بیکار پل نہ جائے"۔ ایک اور مقام پر یوں لکھا ہے کہ "خدا نے پہاڑوں کو میخیں بنایا ہے" +

(۱۸) رازق

قرآن	بائبل
تو پوچھ کون تمہیں آسمان وزمین سے رزق پہنچاتا ہے . . . . سو وہ جواب دینگے۔ اللہ۔ تو کہہ پھر کیا تم نہیں ڈرتے (یونس آیت ۳۲) + اللہ جو ہے بے شک وہی روزی دینے والا صاحب قدرت زبردست ہے (طور آیت ۵۸) +	ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ نہ بوتے ہیں۔ نہ کاٹتے۔ نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں تو بھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے۔ کیا تم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے (متی ۶/۲۶) + چوپایوں کے لئے گھاس اور انسان کی خدمت کے لئے سبزی وہی اُگاتا ہے (زبور ۱۰۴/۱۴) +

(۱۹) خدا اور انسانی وسعت

قرآن	بائبل
ہم کسی نفس کو اُس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے (انعام آیت ۱۵۳)	تم کسی ایسی آزمائش میں نہیں پڑے۔ جو انسان کی برداشت سے باہر ہو اور خدا سچا ہے۔ وہ تم کو تمہاری طاقت سے زیادہ آزمائش میں نہ پڑنے دیگا بلکہ آزمائش کے ساتھ نکلنے کی راہ بھی پیدا کر دیگا۔ تاکہ تم برداشت کرسکو (۱۔کرنتھیوں ۱۰/۱۳) +

(۲۰) دشمن کفار

قرآن	بائبل
جو کوئی اللہ کا اور اُسکے فرشتوں کا اور اُس کے رسولوں کا اور جبرائیل اور میکائیل کا دشمن ہوگا تو خدا اُن کافروں کا دشمن ہوگا (بقر آیت ۹۲) +	

(۲۱) سب پر مہربان

قرآن	بائبل
	خداوند سب کے لئے بھلا ہے (زبور ۱۴۵/۹) + کیونکہ خدا ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے (لوقا ۶/۳۵) خدا اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے (متی ۵/۴۵) +

قرآن	بائبل

خدا بھی خوب ہے ٹھٹھا کرنیوالوں کے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے (بقر آیت ۱۴) فریبیوں کے ساتھ فریب میں گوئے سبقت لیجاتا ہے جیسا کہ قرآن کے دیگر مقامات سے ظاہر ہوتا ہے اور یہاں اپنے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ مگر انجیل میں اسکے برعکس لکھا ہے کہ "خداوند سب کے لئے بھلا ہے" اور وہ "ناشکروں اور بدوں پر بھی مہربان ہے"۔ مقابل کی آیات پڑھئے اور انصاف کیجئے +

قرآن

(۲۲) بانئ گناہ

اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی دین پر کر دیتا۔ لیکن وہ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت دے (نحل آیت ۹۵)
اور ہم نے آدمیوں اور جنوں میں اکثروں کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے (اعراف آیت ۱۷۸) +
اور جب ہم کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ تو وہاں کے دولتمندوں کو حکم دیتے ہیں۔ پھر وہ اس میں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب اُن پر وعدۂ عذاب ثابت ہو جاتا ہے پھر ہم اُنہیں اکھاڑ پھینکتے ہیں (بنی اسرائیل آیت ۱۷) +
جسے اللہ نے گمراہ کیا۔ اُسکے لئے کوئی راہ نہیں (شوریٰ آیت ۴۵) +
اور جو اللہ تمہیں گمراہ کرنا چاہیگا تو میری نصیحت تمہیں مفید نہ ہوگی (سورہ ہود آیت ۳۶) +
اور اگر تیرا رب چاہتا تو سب لوگوں کو راہ پر کر دیتا اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہینگے مگر جس پر تیرے رب کا رحم ہوا اور خدا نے انہیں اسی لئے پیدا کیا ہے (کہ اختلاف کریں) اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی کہ البتہ میں جنات اور آدمیوں سب سے دوزخ بھر دونگا (سورہ ہود آیت ۱۲۰) +

مندرجہ صدر آیات نے بہت سے اہل فکر کو ششدر اور حیران کر رکھا ہے۔ میری رائے میں یہ خدا پر افترا ہے کیونکہ وہ "ابتری کا نہیں بلکہ امن کا بانی ہے"۔ بدی کا نہیں بلکہ نیکی کا خالق ہے۔ اِن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا عمداً اور ارادتاً گناہ کا وجود دنیا میں رکھتا ہے بہتوں کو خود ہی جادۂ مستقیم سے ہٹا کر اُنہیں گمراہ کرتا ہے اور کچھ اس طور پر گمراہ کرتا ہے کہ اُنکے لئے کوئی نصیحت سُودمند نہیں ہوتی۔ اُس نے اکثروں کو دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور جس بستی کا ہلاک کرنا اُسے مطلوب ہوتا ہے۔ اسکے دولتمندوں کو خود ہی نافرمانی کا حکم دیتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نافرمانی کرتے ہیں اور خدا اُن پر عذاب نازل کرتا اور انہیں اکھاڑ پھینکتا ہے۔ سُبحانک هذا بُهتانٌ عظیم +

بعض دوست جنہیں ژرف نگاہی میسر نہیں اس کے جواب میں یوں کہہ دیتے ہیں کہ بائبل

بائبل	قرآن

میں بھی ایسی آیات موجود ہیں مثلاً لکھا ہے کہ "خدا نے ایک تقدیر مقرر کی ہے جو ٹل نہیں سکتی" (زبور ۱۴۸/۶) اور "خدا نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا" (استثنا ۲/۳۰) وغیرہ۔ حالانکہ ان آیات سے خدا کا بانئ گناہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور اس کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں کہ فرعون نے جب شقاوت اپنا شعار اور بدعنوانی اپنا طریق بنا لیا تو خدا نے اُسکے ہی افعال کا نتیجہ مرتب کر دیا اور اُس کا مزاج کڑا اور دل سخت ہو گیا۔ قرآنِ مجید میں بھی اس قسم کی آیات ہیں کہ "جب وہ ٹیڑھے چلے تو اللہ نے اُن کے دل ٹیڑھے کر دئے" (سورۂ صف آیت ۵) "خدا نے مُہر کر دی ہے کافروں کے دلوں پر اور اُن کے کانوں پر اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے" (بقر آیت ۶) گویا جو لوگ کفر و بے دینی پر اصرار کے ساتھ قائم رہتے۔ خدا سے آنکھیں چُراتے اور کجروی اختیار کرتے ہیں۔ خدا انہیں اُن کی آزاد مرضی پر چھوڑ دیتا ہے اور ہلاکت کی راہ پر انہیں چلنے دیتا ہے۔ انجیل کے محاورہ کے مطابق انہیں "ناپسندیدہ عقل کے حوالے کر دیتا ہے" جس سے اُنکے دل سخت ہو جاتے ہیں تعصب اُنکو اندھا کر دیتا ہے اور رفتہ رفتہ حق کے قبول کرنے کی صلاحیت ہی اُن سے جاتی رہتی ہے۔ اور یہ اُن کے اپنے ہی افعال زشت کا انجام اور اپنی ہی بغاوت و عُدوان کا ثمرہ ہوتا ہے۔ خدا صرف اُن کے حسب حال نتائج مرتب کر دیتا ہے اور بس۔ مگر ہم اپنے استدلال کی بُنیاد اس قسم کی آیات پر نہیں رکھتے۔ اور وہ آیاتِ قرآن جو زیبِ عنوان ہیں۔ ناقابل تاویل ہیں۔ اور خدا کو صریح طور پر بدی کا موجد اور گناہ کو دوست رکھنے والا ثابت کر رہی ہیں +

انجیل

(۲۴۳) باپ

اے باپ آسمان اور زمین کے خداوند (متی ۱۱/۲۵) +

تم اس طرح دعا مانگا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے (متی ۶/۹) +

تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو (متی ۵/۴۵) +

یتیموں کا باپ خدا ہے (زبور ۶۸/۵) +

بس جب تم بُرے ہو کر اپنے بچّوں کو اچھی چیزیں دینی جانتے ہو تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دیگا۔ (متی ۷/۱۱) +

انسانی محاورہ میں خدا کی عظمت اور بزرگی اور اُس کی ربوبیت کے اظہار کے لئے باپ سے

بائبل	قرآن

زیادہ موزوں اور پیارا کوئی لفظ نہیں۔ اِسی لئے انجیل و تورات میں خدا کو جا بجا باپ کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے لیکن تعجب ہے کہ قرآن میں جہاں خدا کے متعدد اسماء الحسنہ بیان ہوئے ہیں جو انجیل سے ماخوذ ہیں وہاں یہ نام موجود نہیں اور مسلمان اسے کفر جانتے ہیں۔ ہاں ایک جگہ قرآن میں یوں لکھا ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا۔ یعنی خدا کو اس طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اب اس سے کوئی چاہے جو سمجھ لے +

قرآن

(۲۴۱) اُسکے بیٹا نہیں

وہ آسمانوں اور زمینوں کا موجد ہے۔ اسکے بیٹا کیونکر ہو گیا۔ حالانکہ اُسکے کوئی جورو نہیں (انعام آیت ۱۰۱)

خدا کو لائق نہیں کہ کوئی بیٹا رکھے۔ وہ پاک ہے (مریم آیت ۳۶) +

وہ کہتے ہیں کہ رحمان اولاد رکھتا ہے۔ وہ اس تہمت سے پاک ہے (انبیا آیت ۲۶) +

انجیل میں بکثرت ایسی آیات پائی جاتی ہیں۔ جن میں حضرت مسیح کو ابن اللہ کہا گیا ہے جُہلا عموماً ان سے چونک پڑتے ہیں۔ اور قرآن بھی انہیں کے ہم آہنگ ہو کر کہتا ہے کہ خدا کے تو کوئی بیوی نہیں اسکے ہاں کس طرح بیٹا ہو گیا۔ کاش کہ تعصب اور جہالت اِن لوگوں کی آنکھوں کو بے بصارت نہ کر دیتے اور وہ دیکھتے کہ جب خدا جسم نہیں بلکہ انجیل میں صاف منقول ہے کہ "وہ روح ہے" تو اس کے تعلقات روحانی ہونگے نہ جسمانی۔ اور جب ذات باری جسم نہیں۔ تو اُسکے جسمانی بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے؟ خدا کی شان ہے کہ اگر ابن السبیل مسافر کو کہیں تو عجب نہیں۔ کسی امرتسری مولوی کو ابوالوفا کہدیں تو مضائقہ نہیں اور کسی اور کو ابوالبلاغت[1] کے نام سے پکاریں تو جائز ہے۔ مگر ابن اللہ کہا نہیں کہ ایک تیر ان کے دلوں میں جا لگا بھلا ان سے پوچھو تو۔ راستے کی کوئی بیوی ہوتی ہے جس سے مسافر پیدا ہوا کرتے ہیں۔ یا وفا اور بلاغت بھی کوئی انسان ہیں جن کے باپ ہوتے ہیں۔ پس جب رات دن یہ الفاظ و محاورات استعمال کرتے ہیں۔ اور کسی کو اِن سے ٹھوکر نہیں لگتی۔ تو ابن اللہ کہنے سے کیوں اُنہیں الٰہی ذات کی نسبت جسمانی تعلقات کا گمان ہوتا ہے۔ بے شک خدا اِس سے پاک ہے کہ وہ جسمانی آلائشوں

[1] قرآن نے بھی ایک جگہ ہاویہ کو دوزخیوں کی ماں کہا ہے (سورۂ قارعہ آیت ۶) +

قرآن	بائبل

سے ملوث ہو۔ اور زناشوئی کے تعلقات رکھے۔ مگر یہ ایک روحانی رابطۂ فرزندی ہے جو بیوی کا محتاج نہیں۔ کتاب مقدس میں اس محاورہ کی ایسی توضیح و تشریح ہے کہ غلط فہمی کی مطلق گنجائش نہیں۔ لکھا ہے کہ "جو شخص گناہ کرتا ہے وہ ابلیس سے ہے (یعنی شیطان کی ذریت ہے) کیونکہ ابلیس شروع سے گناہ کرتا رہا۔ جو کوئی خدا سے پیدا ہوا۔ وہ گناہ نہیں کرتا کیونکہ خدا سے پیدا ہوا۔ اسی سے خدا کے فرزند اور ابلیس کے فرزند ظاہر ہوتے ہیں (۱۔ یوحنا ۳/۹-۱۰) +

اور پھر لکھا ہے کہ جتنے خدا کی رُوح کی ہدایت سے چلتے ہیں وہی خدا کے بیٹے ہیں (رومیوں ۸)

حیرت تو یہ ہے کہ مسیح کی ابنیت پر زیادہ اعتراضات احمدی اصحاب کرتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ خود جنابِ مرزا کو خدا کہہ رہا ہے۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ (اے مرزا تو میرے بیٹے کی بجائے ہے) مرزا خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے۔ اور خدا کی ذات میں نقص نہیں ٹھہرتا۔ مگر مسیح کے ابن اللہ ہونے کے لئے خدا کو بیوی کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ خدا جانے ان کی عقلیں کیوں غارت ہوگئیں کہ ایک صاف اور سیدھی بات کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔ یہ لوگ ہر بات کی خلاف اور ناجائز تاویل کرنے کے اس حد تک خوگر ہو گئے ہیں کہ ان کی عقلیں بھی سلب ہو چکی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ +

(۲۵) تثلیث

بیشک وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے ایک ہے (مائدہ آیت ۷۷) +

تین نہ کہو۔ باز آؤ۔ تمہارا بھلا ہوگا۔ اللہ جو ہے وہ تو ایک ہی معبود ہے۔ (نسا آیت ۱۶۹) +

اور جب خدا کہیگا کہ اے عیسےٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ سے الگ دو خدا مانو (مائدہ آیت ۱۶) +

قرآن مجید نے جس تثلیث کی تردید کی ہے اور جس کا اقنوم ثانی مریم کو بنایا گیا ہے۔ مسیحی اس کے ہرگز قائل نہیں اور جب وجہ اتہام ہی غلط نکلی۔ تو وہ متہم کیونکر ہو سکتے ہیں۔ انجیل میں خدا کی توحید پر جس قدر زور دیا گیا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اُسے خدائے "واحد و حق" کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اور پھر یہ کہکر کہ "سوائے ایک کے اور کوئی خدا نہیں" شرک کی بنیاد اکھاڑ دی۔ مگر ہاں خدا کی ذاتِ واحد میں عیسائی اقانیم ثلاثہ کے قائل ہیں۔ ذات باری باعتبار غیرِ واحد ہے۔ اور لاشریک ہے اور ہر عیسائی صدقِ دل سے کہتا ہے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ

قرآن	بائبل

وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ لیکن بطونِ توحید کی کیفیت اور ماہیت کو کوئی انسان نہیں سمجھ سکتا۔ اور نہ انسانی دماغ اسکی کنہ کو پا سکتا ہے۔ یہاں ہماری عقل لنگڑی اور فراست بیکار ٹھہرتی ہے۔ یہیں انسان اپنی بیچارگی کو محسوس کرتا اور پکار اُٹھتا ہے۔ کہ اُس کی راہیں بے نشان ہیں،، خود صوفیائے کرام کا یہ مذہب ہے کہ خدا کی صفات میں تدبّر اور اُن کی تقلید نیکی کا باعث ہے لیکن اسکی ذات میں فکر کرنا داخلِ کُفر ہے۔ اور اس میں تو کلام ہی نہیں کہ ہم اُس ذاتِ باری تعالیٰ کی نسبت براہِ راست کامل علم اور پوری واقفیت حاصل نہیں کر سکتے۔ اور الہام کا محتاج ہونا پڑتا ہے حقیقت یہ ہے کہ ؎

ذہن میں جو گھر گیا لاانتہا کیونکر ہوا　　جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا

"کیا تو اپنی تلاش سے خدا کا بھید پا سکتا ہے یا قادرِ مطلق کے کمال کو پہنچ سکتا ہے۔ وہ ایسا بلند ہے جیسے آسمان۔ تو کیا کر سکتا ہے اور تو پاتال سے گہرا ہے۔ تو کیا جان سکتا ہے"۔ (ایوب ۱۱/۷-۹) +

(۲۶) حُبِّ الٰہی

قرآن	بائبل
وہ جو ایماندار ہیں۔ وہ خدا کی محبت میں ایسے بڑھے ہوئے ہیں (بقر آیت ۱۶۰) +	تو اپنے سارے دل اور سارے جی اور اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ (استثنا ۶/۵) خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبّت رکھ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے (متی ۲۲/۳۷) +

خدا کے ساتھ محبّت رکھنے کی تعلیم بھی انجیل میں کیسی زبردست ہے کہ قرآن اسکا لگّا نہیں کھا سکتا۔ "اپنے سارے دل اور سارے جی اور سارے زور سے خدا سے محبّت رکھ" +

(۲۷) خوفِ خُدا

قرآن	بائبل
مومنو خدا سے ایسا ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے (آل عمران آیت ۹۷) + البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے تھرتھراتے ہیں (مومنون آیت ۵۹) +	خدا سے ڈرو (۱۔ پطرس ۲/۱۷) + خداوند کا خوف دانش کی ابتدا ہے (امثال ۱/۷) + خداوند کا خوف زندگانی کا چشمہ ہے تاکہ موت کے پھندوں سے چھٹکارا ہو (امثال ۱۴/۲۷) +

(۱) نماز

نماز کا حکم

قرآن	بائبل
نماز پڑھو...... اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو (بقرآیت ۴۰) +	آؤ ہم سجدہ کریں اور جُھکیں۔ ہم اپنے خالق خداوند کے حضور گھٹنے ٹیکیں (زبور ۹۵/۶) + جب تک کہ خداوند مل سکتا ہے تم اُسے ڈھونڈو جب تک کہ وہ نزدیک ہے تم اُسے پکڑو (یسعیاہ ۵۵/۶) +

آداب

قرآن	بائبل
مسلمانو جب تم نشہ میں ہو۔ تو نماز کے پاس مت جاؤ۔ یہانتک کہ سمجھنے لگو کہ کیا کہتے ہو۔ اور بحالت جنابت جب تک غسل نہ کرلو۔ البتہ اگر مسافرت میں ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر تم بیمار یا مسافر ہو۔ یا کوئی تم میں سے پاخانہ سے آیا ہو۔ یا تم نے عورتوں کو ہاتھ لگایا ہو۔ اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو یعنی اپنے مُنہ اور ہاتھوں سے مسح کرلیا کرو (نساء آیت ۴۶) +	

اوقات

قرآن	بائبل
پس پاکی ہے اللہ کو جب تم صبح کرو اور جب تم شام کرو اور آسمانوں اور زمین میں اسی کے لئے تعریف ہے اور تیسرے پہر اور جب تم دوپہر کرتے ہو (روم آیت ۱۷-۱۸) + اور دن کی دونوں طرفوں میں اور کچھ رات گئے نماز پڑھا کر (ہود آیت ۱۱۶) + سُورج ڈھلنے کے وقت سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کر (بنی اسرائیل آیت ۸۰) + سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے	ہر وقت دعا مانگتے رہنا اور ہمت نہ ہارنی چاہیے (لوقا ۱۸/۱) + پس ہر وقت جاگتے اور دعا مانگتے رہو (لوقا ۲۱/۳۶) اور ہر وقت اور ہر طرح سے روح میں دعا اور منت کرتے رہو (افسیوں ۶/۱۸) + بلاناغہ دعا مانگو (۱ تھسلنیکیوں ۵/۱۷) +

قرآن	بائبل
کے ساتھ اُس کی تسبیح کیا کرو اور رات کی بعض گھڑیوں اور دن کی اطراف میں تسبیح کرو (طٰہٰ آیت ۱۳۰) +	

قبلہ

قرآن	بائبل
ہم نے تیرے منہ کا پھرنا آسمان میں دیکھا۔ سو ہم ضرور تجھے اس قبلہ کی طرف پھیر دینگے جس سے تو راضی ہے پس پھیر لے اپنا مُنہ مسجد حرام کی طرف اور جہاں تم ہو اپنے مُنہ اسکی طرف پھیرو (بقرآیت ۱۳۹) عنقریب بیوقوف لوگ کہینگے کہ کس چیز نے مسلمانوں کو اُن کے اس قبلہ سے پھیرا جسپر وہ تھے +	میں چاہتا ہوں کہ مرد ہر جگہ بغیر غصے اور تکرار کے پاک ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا مانگا کریں (۱ تمطاؤس ۲/۸) +

وضو

قرآن	بائبل
مسلمانو جب تم نماز پڑھنے کھڑے ہو۔ تو اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھو لیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کرلیا کرو۔ اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھو لیا کرو اگر ناپاک ہو تو غسل کرلیا کرو اور جو بیمار ہو یا مسافر یا کوئی تم میں سے پاخانہ سے آئے یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ اس مٹی سے اپنے مُنہ اور ہاتھ مل لیا کرو (مائدہ آیت ۸-۹)	[illegible]

اعتکاف

قرآن	بائبل
جب تم مسجدوں میں اعتکاف کے لئے بیٹھتے ہو۔ اس وقت عورتوں سے مباشرت نہ کرو۔ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں۔ سو انکے نزدیک نہ جاؤ (بقرآیت ۱۸۳)	

بے ریائی

قرآن	بائبل
اور اپنے رب کو اپنے دل میں صبح و شام گڑگڑا کر اور ڈر کر بغیر بلند آواز کے یاد کر اور غافلوں میں نہ ہو۔	اور جب تم دعا مانگو تو ریاکاروں کی مانند نہ بنو۔ کیونکہ وہ عبادتخانوں میں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے

قرآن	بائبل
(اعراف آیت ۲۰۴)+ سو اُن نمازیوں کی خرابی ہے۔ جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ وہ جو لوگوں کو دکھلاتے ہیں (ماعون آیت ۴۰۶)+	ہو کر دعا مانگنی پسند کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ انہیں دیکھیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کر کے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا مانگ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلا دیگا۔ اور دعا مانگتے وقت غیر قوموں کی طرح بک بک نہ کرو۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب ہماری سنی جائیگی۔ پس اُن کی مانند نہ بنو۔ کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے سے پہلے ہی جانتا ہے۔ کہ تم کن کن چیزوں کے محتاج ہو (متی ۶/۵-۸)+

دُعا اور یقین

قرآن	بائبل
جب میرے بندے میری بابت تجھ سے سوال کریں تو کہہ کہ میں نزدیک ہوں۔ پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے۔ میں اُس کی پکار کا جواب دیتا ہوں (بقر آیت ۱۸۲)+	جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے۔ وہ سب تمہیں ملیگا (متی ۲۱/۲۲)+ مانگو تو تمہیں دیا جائیگا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائیگا۔ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے۔ اُسے ملتا ہے۔ اور جو ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے۔ اور جو کھٹکھٹاتا ہے۔ اُسکے واسطے کھولا جائیگا تم میں ایسا کونسا آدمی ہے۔ کہ اگر اُس کا بیٹا اس سے روٹی مانگے تو وہ اُسے پتھر دے۔ یا اگر مچھلی مانگے تو اُسے سانپ دے۔ پس جبکہ تم بُرے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینی جانتے ہو۔ تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دیگا۔ (متی ۷/۷-۱۱)+ جو کچھ تم دُعا مانگتے ہو یقین کرو کہ تم کو مل گیا اور تمہارے

بائبل

لئے ہو جائیگا (مرقس ۱۱/۲۴)+

دعا میں استقلال

تم میں سے کون ہے جسکا ایک دوست ہو اور وہ آدھی رات کو اُس کے پاس جا کر اس سے کہے کہ اے دوست مجھے تین روٹیاں دے۔ کیونکہ میرا ایک دوست سفر کر کے میرے پاس آیا ہے۔ اور میرے پاس کچھ نہیں کہ اُسکے آگے رکھوں اور وہ اندر سے جواب میں کہے۔ مجھے تکلیف نہ دے۔ اب دروازہ بند ہے۔ اور میرے لڑکے میرے پاس بچھونے پر ہیں میں اُٹھکر تجھے دے نہیں سکتا۔ میں تم سے کہتا ہوں۔ اگرچہ وہ اس سبب سے کہ اسکا دوست ہے۔ اُٹھکر اُسے نہ دے تاہم اس کی بیحیائی کے سبب اُٹھکر جتنی درکار ہیں اُسے دیگا۔ پس میں تم سے کہتا ہوں۔ مانگو تو تمہیں دیا جائیگا۔ (لوقا ۱۱/۵-۹)+

دعا بہ عاجزی

دو شخص ہیکل میں دعا مانگنے گئے۔ ایک فریسی دوسرا محصول لینے والا۔ فریسی کھڑا ہو کر اپنے جی میں یوں دعا مانگنے لگا کہ اے خدا میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ باقی آدمیوں کی طرح ظالم بے انصاف زناکار یا اس محصول لینے والے کی مانند نہیں ہوں میں ہفتے میں دو بار روزہ رکھتا اور اپنی ساری آمدنی پر دہ یکی دیتا ہوں +
لیکن محصول لینے والے نے دُور کھڑے ہو کر اتنا بھی نہ چاہا کہ آسمان کی طرف آنکھ اُٹھائے۔ بلکہ چھاتی پیٹ پیٹ کر کہا کہ اے خدا مجھ گنہگار پر رحم کر۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ شخص دوسرے کی نسبت راستباز ٹھہر کر اپنے گھر گیا (لوقا ۱۸/۱۰-۱۴)+

خلوص دل

سچے پرستار باپ کی پرستش روح اور سچائی سے کرینگے کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا ہے۔ خدا رُوح ہے۔ اور ضرور ہے کہ اس کے پرستار رُوح اور سچائی سے پرستش کریں (یوحنا ۴/۲۳-۲۴)
مَیں اپنے سارے دل سے پکارتا ہوں اے خداوند میری سُن (زبور ۱۱۹/۱۴۵)+
اگر میرا دل بدکاری پر مائل ہے تو خدا میری نہ سُنیگا (زبور ۶۶/۱۸)+
اور جب تم کھڑے ہو کر دعا مانگتے ہو۔ اگر تمہیں کسی سے کچھ شکایت ہو۔ تو اُسے معاف کرو تاکہ تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہارے قصور معاف کرے (مرقس ۱۱/۲۵)+

خدا کے حکموں پر عمل کرنا

قرآن	بائبل
اور ایمانداروں کی جو بھلے کام کرتے ہیں دعا قبول	اور جو کچھ ہم مانگتے ہیں۔ وہ ہمیں اس کی طرف سے

قرآن	بائبل
کرتا ہے۔ (شوریٰ آیت ۲۵) +	ملتا ہے کیونکہ ہم اس کے حکموں پر عمل کرتے ہیں اور جو کچھ وہ پسند کرتا ہے۔ اُسے بجا لاتے ہیں (۱یوحنا ۳/۲۲) اگر تم مجھ میں قائم رہو اور میری باتیں تم میں قائم رہیں۔ تو جو چاہو مانگو۔ وہ تمہارے لئے ہو جائیگا (یوحنا ۱۵/۷)

خدا کی مرضی کے موافق مانگنا

ہمیں اس کے سامنے دلیری ہے۔ اُس کا سبب یہ ہے کہ اگر اس کی مرضی کے موافق کچھ مانگتے ہیں تو وہ ہماری سُنتا ہے (۱۔یوحنا ۵/۱۴) +

بیگانی زبان میں دُعا

اگر میں کسی بیگانی زبان میں دُعا مانگوں تو میری رُوح تو دُعا مانگتی ہے۔ مگر میری عقل بیکار ہے۔ پس کیا کرنا چاہئے۔ میں رُوح سے بھی دعا مانگونگا اور عقل سے بھی مانگونگا روح سے بھی گاؤنگا۔ اور عقل سے بھی گاؤنگا۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۴/ ۱۵-۱۴) +

گیت گانا

اور آپس میں مزامیر اور گیت اور روحانی غزلیں گایا کرو۔ اور دل سے خداوند کے لئے گاتے بجاتے رہا کرو (افسیوں ۵/۱۹) +

دعا کا نمونہ

پس تم اس طرح دعا مانگا کرو کہ اے ہمارے باپ۔ تو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے تیری بادشاہت آئے تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ہو۔ ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے۔ اور جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف کیا ہے۔ تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا۔ بلکہ برائی سے بچا۔ (متی ۶/ ۹-۱۳) +

نماز۔ قرآن کریم میں یہ تو لکھا ہے کہ نماز پڑھو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ لیکن موجودہ نماز جو مسلمانوں میں مروّج ہے۔ نہ تو اُس کے مضمون کا پتہ چلتا ہے اور نہ اُس کے تمام ارکان اور ترتیبِ ارکان کی خبر ملتی ہے۔ لیکن اگر اسلامی نماز درحقیقت یہی نماز ہے۔ جو عبادتخانوں اور بازاروں کے موڑوں پر، پڑھی جاتی ہے۔ تو اس میں بہت ہی بیجا تکرار ہے۔ ہر روز سورہ فاتحہ وسورۂ اخلاص دونوں تقریباً چونتالیس دفعہ اَللهُ اَکبر۔ دوسو بتیس دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ

دوسو چونسٹھ بار۔ سُبحان ربی العظیم ایک سو بتیس بار دُہرایا جاتا ہے بتیس دفعہ التحیات و کلمہ شہادت اور سولہ بار آنحضرت پر درُود بھیجا جاتا ہے انجیل میں اس کے خلاف لکھا ہے۔ کہ "دُعا مانگتے وقت غیر قوموں کی طرح بک بک نہ کرو۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بہت بولنے کے سبب ہماری سُنی جائیگی" کوئی مسلمان آنکھوں سے تعصب کے پردوں کو دور کرکے انصاف سے گواہی دے کہ یہ تکرارِ لفظی اور پھر ایک اجنبی زبان میں جس کے مضمون کو بھی اکثر نہیں سمجھتے اور طوطے کی طرح رٹے جاتے ہیں۔ کیا حقیقی نماز ہو سکتی ہے ؟ پولوس رسول لکھتا ہے کہ "اگر میں کسی بیگانی زبان میں دعا مانگوں تو . . . . . میری عقل بیکار ہے"۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی نماز سے کچھ حاصل نہیں پھر نماز میں اُٹھنے بیٹھنے۔ جُھکنے اور سجدہ کرنے کی بھی تعداد مقرر ہے۔ کبھی قیام ہے۔ کبھی رکوع کبھی سجدہ ہے کبھی جلسہ۔ غرض بہت سی نشست و برخاست کرنی پڑتی ہے۔ ہاں بلا تکلف انسان کی سرکش گردن خدائے جل وعلاء کے حضور جُھک جائے اور اس کی پیشانی خاک پر ٹک جائے تو محلِ اعتراض نہیں بلکہ تضرع و ابتہال اور خشوع وخضوع کی علامت ہے۔ خلوصِ نیت کی دلیل ہے اور درحقیقت خالص عبادت یہی ہے۔ نہ یہ کہ رکعتوں کی تعداد معین ہو اور ہر رکعت میں رکوع وسجود کی تعداد مقرر۔ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں الفاظ مقررہ کے دُہرانے کی تعداد خاص پھر ایک رکعت ختم ہوئی تو از سرِ نو انہی الفاظ وحرکات کا اِعادہ۔ کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ رکعتوں کی تعداد بھول جاتی ہے اور یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں ادا کی ہیں۔ کیونکہ آخر انسان ایک ہی طرف پوری توجہ کر سکتا ہے۔ یا تو خدا کے ساتھ محو ہو۔ اس صورت میں وہ گنتی نہیں کر سکتا۔ یا وہ گنتی تو خوب کریگا مگر عبادت میں حضوریٔ قلب اُسے میسّر نہ آسکیگی۔ اب یہ ہے اسلامی نماز جس کی متذکرہ بالا تفصیلات کا قرآن میں ذکر نہیں۔ اِسی لئے مسلمانوں کے ایک فرقہ "اہلِ قرآن" نے قرآن سے دعائیں انتخاب کرکے ایک علیحدہ نماز ایجاد کر لی ہے۔ جو مضمون کے اعتبار سے تو جمہورِ اہلِ اسلام سے مختلف ہے۔ مگر ادا کرنے کا طریق وہی ہے۔ جس کی بنیاد حدیثوں پر ہے۔ فقط قرآن میں جو باتیں مذکور ہیں۔ ان میں ایک تو حالتِ خمار وجنابت میں نماز نہ پڑھنا ہے۔ پھر جب پڑھنا ہو تو اسکے لوازمات ہیں وضو کرنا قبلہ رو کھڑا ہونا۔ اور معین اوقات میں ادا کرنا اب یہ تینوں ظاہری باتیں ہیں جن کا نہ دل سے کچھ تعلق ہے نہ نماز پر اثر۔ ظاہری پاکیزگی اور وضو سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ خدا بھی محض ظاہر بین ہے۔ گندے ہاتھوں کو باہر سے دھو لیا اور اس کے سامنے پیش کر دئے حالانکہ اول تو خدا جسمانی صفائی کی بجائے روحانی پاکیزگی کا طالب ہے۔ اور پھر

اُس کے علاوہ اگر ظاہری جسمانی صفائی کر بھی لیجائے تو انتڑیوں میں جو غلاظت بھری رہتی ہے اُسے کوئی کیونکر صاف کریگا۔ کیونکہ اُس علیم و بصیر خدا پر تو اس جسم کی اندرونی کیفیت بھی اسی طرح ظاہر ہے۔ جس طرح بیرونی حالت۔ بھولا اور سادہ انسان دل میں سمجھتا ہے کہ میں پاک اور صاف ہو کر خدا کے حضور چلا ہوں لیکن معدے میں گندگی ہوتی ہے مگر پھر بھی وہ خدا کسی کو اپنے حضور سے نکال نہیں دیتا۔ ہاں اس میں کوئی کلام نہیں کہ وہ قدوس اور پاک خدا پاکیزگی کو پسند کرتا ہے مگر وہ باطنی اور دلی صفائی اور خلوص نیت ہے۔ دوسرے قبلہ رو کھڑے ہونے کی قید بھی گویا لامحدود خدا کو محدود بنانا ہے۔ خود قرآن میں ایک اور مقام پر لکھا ہے۔ کہ خدا چاروں طرف ہے جس سمت تم مُنہ کرو اُدھر خدا کو پاؤ گے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ تعیّن جہت سے کیا مقصد ہے۔ اہل یہود بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت بھی پہلے اسی طرف مُنہ کیا کرتے تھے۔ لیکن بعد میں مسجدِ حرام کی طرف منہ پھیرنے کا حکم نازل ہوا۔ مگر خدا جانے کیوں۔ مسیح نے "اِس پہاڑ اور اُس پہاڑ"، اِس سمت اور اُس سمت کی قید اُٹھا دی اور فرمایا کہ اِن رسوم و قیود سے باہر نکل آؤ جانو کہ "خدا روح ہے" رُوح اور سچائی سے اُس کی پرستش کرو۔ کاش کہ لوگ اِسے سمجھ سکیں اور ظاہریت اور رسم پرستی سے باز آئیں جس کی ایک شاعر نے کیا ہی عمدہ تصویر پیش کی ہے

کبھی قبلہ رو جو ہو اکھڑا تو حرم سے آنے لگی صدا ترا دل تو ہے صنم آشنا۔ تجھے کیا ملیگا نماز میں

اسلامی نماز کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ ادا کرنے کے اوقات بھی مقرر ہیں۔ مسلمان پانچ وقت بارگاہِ الٰہی میں نماز گزارتے ہیں۔ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا (تہجد و اشراق شامل نوافل ہیں)۔ اِن مقررہ اوقات نماز میں بھی کوئی رموزِ حکمت ہوگی۔ جس کے سمجھنے سے ہمارے دماغ قاصر ہیں۔ خصوصاً ظہر اور عصر کی نمازیں تو نہایت مصروفیت کے اوقات میں ادا کی جاتی ہیں جبکہ انسانی دماغ دنیوی تفکرات سے بھرا ہوتا ہے لیکن انجیل میں کوئی وقت نماز و دعا کے لئے مخصوص نہیں جسوقت طبیعت حاضر ہو اور رُوح مستعد وہی وقت وقتِ دعا ہے۔

اسلامی نماز تو آپ نے دیکھ لی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر حقیقی اور فطری نماز کیا

ؔ باوجود اس تمام ظاہری تخالف کے ایک جہت سے اسلامی اور عیسوی نماز و قبلہ میں کم فرق ہے۔ کیونکہ عیسوی روحانی تعلیم کے موافق عیسائی ہر وقت نماز کر سکتا ہے۔ حتّٰی کہ اِن پانچ مقررہ وقتوں میں بھی جو اسلام کا معمول ہے اور وہ ہر سمت کو اپنا قبلہ بنا سکتا ہے حتّٰی کہ وہ کعبہ کی طرف بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ وقت جو

ہے۔ میں کہتا ہوں حقیقی نماز وہ ہے جس میں تکلّفاتِ ظاہری کو دخل نہ ہو۔ جو رسوم و آداب کی پابند نہ ہو اور نہ ہی مخصوص بالزمان والمکان ہو۔ بلکہ یہانتک کہ وہ خاص الفاظ و محاورات اور خاص طریقِ بیان کی بھی مقیّد نہ ہو۔ نمازی کے قلب سے آوازیں اُٹھیں اور خدا کی تعریف و ستائش کے راگ بر بطِ دِل سے نکلیں۔ بلکہ اس کی تاروں پر اُسی محبوب حقیقی کی انگلیاں رقص کریں۔ زبان صرف ترجمان ہو دلی جذبات و خیالات کی ظاہرداری نہ ہو تصنّع نہ ہو۔ بناوٹ نہ ہو۔ بلکہ دل میں خدا کی محبت ہو خلوص ہو۔ اور سچی جستجو ہو۔ ہاں ریاکاری کی گنجایش نہ رہے۔ مسیح نے کہا "اپنی کوٹھڑی میں جا اور دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے پوشیدگی میں دعا مانگ"۔ سوتے جاگتے اُٹھتے بیٹھتے ذاتِ باری کے احسانات اور اُس منعمِ حقیقی کے انعامات کا نقش دل میں جما رہے۔ اور بے اختیار اُس کی شکرگزاری کے الفاظ زبان سے نکل جائیں۔ انسان اپنے نفس پر غور کرے۔ اپنی بے مائگی پر نگاہ ڈالے۔ اور پھر جب خداوند بزرگ و برتر کے جلال و عظمت پر نظر کرے اسکی بڑائی اور بزرگی اور اپنی بیچارگی کا اقرار کرے۔ اُسے صاحبِ الطافِ عمیم جانے۔ رحمان و رحیم سمجھے۔ اسکی نگاہِ لطف پر اپنی زندگی کا مدار جانے اور اُسی سے طلبِ استعانت کرے مجبوری سے نہیں بلکہ دلی شوق۔ خوشی اور رغبت کے ساتھ۔ ایمانداروں کی گویا یہ ایک غذا ہے۔ جنّت کا طمع ہے نہ دوزخ کا ڈر ؎

عبادت کرتے ہیں جو لوگ جنّت کی تمنّا میں عبادت تو نہیں ہے اک طرح کی وہ تجارت ہے
جو ڈر کر نارِ دوزخ سے خدا کا نام لیتے ہیں عبادت کیا وہ خالی بُزدلانہ ایک خدمت ہے
مگر جب شکرِ نعمت میں جبیں جھکتی ہے بندہ کی
وہ سچی بندگی ہے اک شریفانہ اطاعت ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴۔ ہوگی وہ مسلمان کو بھی کیونکہ اسکی نماز میں خالص روحانیت کی رعایت نہیں رکھی گئی اُسکا سمت قبلہ ایک ہے اور وہی ہے۔ نماز کے وقت وہ سورج کے ٹھکانے کی کھوج میں ہوتا ہے۔ یا قبلہ نما سے مدد لیتا ہے اور چاہتا ہے کہ کعبہ میری ناک کی سیدھ پر ہے۔ اسکی نماز کے اوقات بھی معیّن ہیں۔ نماز قضا ہو جاتی ہے۔ مگر عیسائی کی نماز کبھی قضا نہیں ہوتی۔ وہ رُو بہ قبلہ ہوتا ہے مگر تعینِ قبلہ میں پریشان و مضطرب نہیں رہتا۔ وہ سجدہ کرتا ہے۔ رکوع کرتا ہے مگر ان کے شمار میں سرگرداں نہیں رہتا۔ نہ اُسکو قضا پڑھنے کی ضرورت ہے۔ نہ سجدہ سہو کرنے کی پس دیکھ لو افضل طریق وہی ہے جو عیسائیوں کی عبادت کا ہے۔ وہی طریق تمام دنیا کی قوموں کا ہو جائیگا مگر جس دین میں اسلام کی سی ظاہری پابندی ہے وہ عالمگیر دین ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا عیسویت میں ہر جگہ خدا کا منہ ہے۔ ہر وقت نماز ہے جسکے لئے کوئی وقت اور کوئی جگہ مکروہ نہیں (تجلی ستمبر ۱۹۰۶ء)

دوستو! یہ ہے سچی عبادت اور حقیقی اطاعت اور یہی ہے سچی طریقِ دعا۔ ع
ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

پھر ذرا دیکھئے کہ دعا میں کس قدر زور ہے۔ سچی تلاش اور ایمان پر۔ دل کھول کر اُس مالک کے سامنے رکھ دینے پر۔ استقلال پر کہ گھبرا نہ جائیں۔ عاجزی پر کہ یہ خدا کو منظور ہے۔ اور بُرے اعمال پر فخر کرنے والا اُسے ناپسند ہے۔ خالص اور پاکیزہ اور بدکاری سے بیزار دل پر۔ خدا کی مرضی کے مطابق مانگنے پر۔ اسکے احکام کی تعمیل پر۔ اور دوسروں کے گناہوں کو معاف کرنے پر۔ یہ ہیں دعا کی خصوصیات جنہیں گویا شرائطِ قبولیت ٹھہرایا ہے۔ اور اگر دعا مانگنے والے کو اُس کی دعا کا کافی جواب اس امر کی بابت جس کے لئے تو فتح اور امید کی جا رہی ہو اُسی وقت نہ ملے تو لکھا ہے کہ "خداوند کی طرف چپکے رجوع ہو اور اُسکے انتظار میں ٹھہرا رہ" (زبور ۳۷/۷) اب خدا کے لئے سوچو۔ اور انصاف کرو کہ کونسی نماز روحانی تقاضوں کو پورا کرتی ہے اور کونسا صحیح طریق خدا سے ملنے کا معلوم ہوتا ہے ؎

زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند　　حق را بسجودے و نبی را بدرودے

انجیل کی تعلیم کے مطابق خدا کی تعریف میں گیت گانا بھی جزوِ عبادت ہے۔ اسی لئے عیسائی عموماً مزامیر اور روحانی غزلیں گایا کرتے ہیں۔ جو مسلمانوں کو نہایت ناگوار معلوم ہوتی ہیں کیونکہ اوّل تو قرآن میں شاعری کی مذمت ہے (دیکھو سورۂ یٰسین آیت ۶۹) پھر گانا بھی اسلامی عقائد کی رُو سے ناجائز ہے لیکن صوفیا اسکو جائز سمجھتے ہیں۔ وہ گاتے اور بجاتے ہیں۔ اپنے آپ سے باہر ہو جاتے ہیں اور وجد کرتے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اچھے پاکیزہ اور روحانی گیت گانے سے کیوں منع کیا جاتا ہے راگ اپنی ذات میں بُرا نہیں۔ مخش مضامین اُسے خراب کرتے ہیں +

روزہ

قرآن	بائبل
مومنو تم پر روزہ فرض ہوا ہے جیسے تم سے پہلے لوگوں پہ فرض ہوا تھا۔ شاید تم پرہیزگار رہو۔ چند روزے ہیں شمار کئے ہوئے۔ پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا مسافر وہ دوسرے دنوں میں شمار کرے اور جنہیں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں وہ فدیہ دیں ایک فقیر کی خوراک۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرتا ہے۔ اُسکے لئے بہتر ہے اور جو تم روزہ رکھو۔ تمہارے لئے اچھا ہے۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ کہ وہ لوگوں کے لئے ہدایت اور ہدایت کی کھلی دلیلیں اور فرقان ہے پھر جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پائے چاہئے کہ اُس میں روزے رکھے اور جو مریض یا مسافر ہو اُسے دوسرے دنوں میں شمار چاہئے۔ خدا تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور مشکل ڈالنا نہیں چاہتا تاکہ تم شمار پوری کرو (بقر آیت ۱۷۹-۱۸۱) + روزہ کی رات میں اپنی عورتوں سے ہمبستر ہونا تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔ عورتیں تمہاری پوشاک ہیں اور تم اُن کی پوشاک ہو۔ اللہ کو تمہاری چوری معلوم ہو گئی ہے۔ سو اُس نے تم کو معاف کیا۔ اور تم سے درگذر کی سو اب عورتوں سے مباشرت کرو۔ اور جو کچھ خدا نے تمہارے لئے لکھدیا ہے اُسکو ڈھونڈو اور جب تک فجر کو سفید دھاگا کالے دھاگے سے جُدا نظر نہ آوے کھاؤ پیو پھر رات تک روزہ تمام کرو (بقر آیت ۱۸۳) +	اور جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت اُداس نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ اُنہیں روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر میں تیل ڈال اور منہ دھو۔ تاکہ آدمی نہیں بلکہ تیرا باپ جو پوشیدگی میں ہے تجھے روزہ دار جانے اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے۔ تجھے بدلہ دیگا۔ (متی ۶/۱۶-۱۸) + کیا یہ وہ روزہ ہے۔ جو مجھ کو پسند ہے۔ ایسا دن کہ اس میں آدمی اپنی جان کو دُکھ دے اور اپنے سر کو جھاؤ کی طرح جھکائے اور ٹاٹ اور راکھ بچھائے کیا تم اس کو روزہ اور ایسا دن جو خدا کو منظور نظر ہو کہو گے۔ کیا وہ روزہ جو میں چاہتا ہوں یہ نہیں کہ ظلم کی زنجیریں توڑیں اور جُوئے کے بندھن کھولیں اور مظلوموں کو آزاد کریں بلکہ ہر ایک جُوئے کو توڑ ڈالیں کیا یہ نہیں کہ تو اپنی روٹی بھوکوں کو کھلائے اور مسکینوں کو جو آوارہ ہیں اپنے گھر میں لائے۔ اور جب کسی کو ننگا دیکھے۔ تو اُسے پہنائے اور تو اپنے ہمجنس سے روپوشی نہ کرے۔ تب تیری روشنی صبح کی مانند پھوٹ نکلیگی اور تیری عافیت کی ترقی جلد ظاہر ہوگی تیری راستبازی تیرے آگے آگے چلے گی اور خداوند کا جلال تیرا چنڈاول ہوگا (یسعیاہ ۵۸/۵-۸) اِس وقت یوحنا کے شاگردوں نے اُس کے پاس آکر کہا کیا سبب ہے کہ ہم اور فریسی تو اکثر روزہ رکھتے ہیں اور تیرے شاگرد روزہ نہیں رکھتے یسوع نے اُن سے کہا کیا براتی جبتک دولہا اُنکے ساتھ ہے

؎ ہمارے ایک معترض ایسے بھی ہیں جنہیں خدا کی مرضی کے مطابق دعا مانگنا بہت ہی ناگوار ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ "وہ مانگنا ہی کیا جو غیر کی مرضی کے ماتحت ہو یہ کیا امنگوں کا کچل دینے والا خیال نہیں" ہم اس اعتراض کی داد دیتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہوا و نفس کی پیروی کرنا چاہتے ہیں اور شیطان کی غلامی میں بے طرح پھنسے ہوئے ہیں واقعی روحانی شریعت جسمانی طبیعت کے لئے ایک بار ہے +

بائبل

ماتم کرسکتے ہیں مگر وہ دن آئینگے کہ دُولہا اُن سے جُدا کیا جائیگا۔ اُس وقت وہ روزہ رکھینگے۔ کورے کپڑے کا پیوند پُرانی پوشاک میں کوئی نہیں لگاتا۔ کیونکہ وہ پیوند پوشاک میں سے کھینچ لیتا ہے۔ اور وہ زیادہ پھٹ جاتی ہے۔ اور نئی مے پُرانی مشکوں میں نہیں بھرتے۔ ورنہ مشکیں پھٹ جاتی اور مے بہ جاتی ہے۔ اور مشکیں برباد ہو جاتی ہیں بلکہ نئی مے نئی مشکوں میں بھرتے ہیں اور وہ دونوں بچی رہتی ہیں (متی ۹ / ۱۴-۱۷) +

یہ مضمون کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں۔ بلکہ خود مُنہ بولتی تصویر ہے۔ ایک نظر اس پر اوڈال لیجئے۔ اور آپ پر روشن ہو جائیگا کہ ماہ رمضان کے مقررہ روزے محض ایک رسم پرستی ہے یا ان میں کوئی حقیقی سود و بہبود بھی ہے ان روزوں میں کسی قدر ریا اور ظاہرداری کا امکان ہے اور اگر یہ عُقدہ آپ پر حل نہ ہوا ہو کہ روزہ دار کیوں اپنے خشک ہونٹ اور سُوکھی زبانیں نکال نکال دوسروں کو دکھاتے اور یقین دلاتے ہیں کہ انہوں نے روزہ رکھا ہے۔ تو آج آپ پر یہ راز کُھل جائیگا۔ بالمقابل انجیل کی آیت پڑھئے۔ اور دیکھئے کہ کس قدر بے ریائی کی تعلیم ہے۔ روزہ سے منع نہیں کیا۔ لیکن تاکید کردی کہ "آدمی تجھے روزہ دار نہ جانیں"۔ پھر یہ نہیں کہ دن مقرر کردئے ہوں کہ بس بجز کسی عذر کے انہیں ایام میں پابندئ صوم ہو۔ بلکہ روزہ تو گناہوں کے غم کی علامت ہے حقیقی اور دلی رنج و تاسف اور ضمیر کی ملامت جس کے باعث کھانا سوجھتا نہیں۔ اور نفس کُشی اصلی مقصد ہے۔ جو اسلامی روزوں میں میسر نہیں آسکتی۔ بلکہ ماہِ رمضان میں ملوّن و مرغن کھانے کھا کھا کر نفس کو پالا جاتا ہے اور اس فاقہ کشی کے مہینہ میں جس قدر فضول خرچی اور تن پروری کی جاتی ہے۔ سال کے کسی اور مہینہ میں نہیں ہوتی اور یہ روزہ کہ "جب تک فجر کو سفید دھاگا کالے دھاگے سے صاف جدا نظر نہ آئے۔ کھاؤ پیو۔ پھر رات تک روزہ تمام کرو"۔ گویا پو پھٹنے سے دن ڈوبنے تک کھانے پینے سے پرہیز رکھنا۔ یہاں تو کسی سے بن آگیا۔ لیکن قطبین میں جہاں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات رہتی ہے۔ بھلا کب ممکن ہے اس کے علاوہ بھوکا پیاسا رہنا اور اپنی جان کو دُکھ دینا حقیقی تقویٰ نہیں اور نہ خدا کو یہ پسند ہے بلکہ وہ فرماتا ہے کہ "کیا وہ روزہ جو میں چاہتا ہوں یہ نہیں کہ ظلم کی زنجیریں توڑیں اور مظلوموں کو آزاد کریں بلکہ ہر ایک جوئے کو توڑ ڈالیں۔ کیا یہ نہیں کہ تو اپنی روٹی بھوکوں کو کھلائے اور مسکینوں کو جو آوارہ ہیں۔ اپنے گھر میں لائے اور جب کسی کو ننگا دیکھے تو اُسے پہنائے۔ اور تو اپنے ہمجنس سے رُوپوشی نہ کرے"۔

حج

قرآن

سب سے پہلا گھر جو آدمیوں کے لئے مقرر کیا گیا۔ وہی ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ برکت والا اور سارے جہان کے لئے ہدایت ہے اس میں کُھلے نشان ہیں (یعنی ابراہیم کے کھڑے ہونیکی جگہ) اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پاتا ہے۔ اور اللہ کے لئے اُس گھر کا حج اس شخص پر لازم ہے۔ جو اُس تک آسانی سے راہ پاوے (آل عمران آیت ۹۰-۹۱) +

اور اللہ کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو۔ پھر اگر تم روکے جاؤ تو جو کچھ میسر ہو۔ قربانی بھیجو۔ اور اپنے سر نہ منڈاؤ جبتک قربانی اپنی جگہ میں نہ پہنچے۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اُسکے سر میں کوئی دُکھ ہو تو چاہئے کہ وہ فدیہ دے۔ روزہ یا صدقہ یا ذبیحہ۔ پھر جب تم امن پاؤ تو جس نے حج کے ساتھ عُمرہ ملا کر فائدہ اُٹھایا ہے۔ اسکو چاہئے کہ جو کچھ میسر ہو۔ قربانی دے۔ پھر جسکو قربانی میسر نہ ہو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے۔ اور سات روزے اسوقت رکھے جب تم اپنے گھروں کو لوٹو۔ یہ پُورے دس دن ہو گئے (البقر آیت ۱۹۲)

حج کے چند مہینے ہیں معلوم سو جس نے ان میں سے اپنے پر حج فرض کر لیا تو حج میں جماع اور گناہ اور جھگڑا نہیں چاہئے اور جو نیکی تم کرو گے۔ اللہ معلوم کریگا۔ اور راہ کا خرچ لیکر آیا کرو۔ اور اچھا راہ خرچ پرہیزگاری ہے اور اے عقلمندو مجھ سے ڈرتے رہو (البقر آیت ۱۹۳) +

جب تم میدانِ عرفات سے واپس ہو تو مشعر الحرام کے پاس خدا کو یاد کرو ۔ ۔ ۔ ۔ پھر تم طواف کو چلو جہاں سے سب لوگ چلتے ہیں۔ اور خدا سے اپنے گناہ بخشواؤ (البقر آیت ۹۴-۹۵)

بائبل

جس خدا نے دنیا اور اُس کی ساری چیزوں کو پیدا کیا وہ آسمان اور زمین کا مالک ہو کر ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا (اعمال ۱۷ / ۲۴) +

خداوند یوں فرماتا ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ گھر کہاں ہے کہ میرے واسطے بنایا چاہتے ہو اور میری آرامگاہ کہاں ہے کہ یہ سب چیزیں تو میرے ہاتھ نے بنائیں اور یہ سب موجود ہوئی ہیں ۔ ۔ ۔ لیکن میں اُس شخص پر نگاہ کرونگا۔ اسی پر جو غریب اور شکستہ دل ہے (یسعیاہ ۶۶ / ۱-۲) +

شور کیوں گبر و مسلماں نے مچا رکھا ہے ؎ دیر میں کچھ بھی نہیں کعبہ میں کیا رکھا ہے

حاجیو۔ خدا را کچھ ہمیں بھی بتاؤ کہ حج سے کیا روحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ زر کثیر صرف کرکے اور راہ کی صعوبتیں اُٹھا کر جو حج تم کرتے ہو کیا تمہارے ٹوٹے ہوئے رشتے کو پھر خدا سے جوڑ دیتا ہے۔ کیا تم محسوس کرتے ہو کہ کچھ روحانی ترقی تمہاری زندگی میں اس سے ہو جاتی ہے۔ بلکہ مشہور ہے کہ تمہاری حالت اس کے برعکس ہوتی ہے اور یہ ایک مثل بن گئی ہے کہ حج کے بعد حاجیوں کے دل بیش از بیش سخت ہو جاتے ہیں۔ لاکھوں اونٹ جو وہاں ذبح کئے جاتے ہیں۔ انہیں کون کھاتا ہوگا۔ جشنم زدن میں کروڑوں جانوروں کے حلق پر چھریاں پھر جاتی ہیں۔ اُن کا گوشت بھی کسی کام نہیں آتا۔ بلکہ اُس کے گل سڑ جانے کے باعث سخت وبا پھیلتی ہے خدا کا گھر کونسا ہے جو اُس کی زیارت کو جاتے ہو۔ کیا وہ مکہ میں بستا ہے کہ اُس کے گھر کی طرف دُور دُور سے قصد کرکے جاتے اور جا کر اُس کے گرد گھومتے اور طواف کرتے ہو۔ اس کی سمت سجدہ کرتے ہو۔ اسکی طرف جانور لیجاتے اور وہاں منتیں مانتے ہو۔ اُس پر غلاف ڈالتے ہو اور اُس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں اور التجائیں اور دین و دنیا کی مرادیں مانگتے ہو۔ اور ایک پتھر کو بوسہ دیتے اور اسکی دیوار سے اپنا مُنہ اور چھاتی ملتے اور اُس کے غلاف کو پکڑ کر دُعا کرتے ہو اور اُس کے گرد روشنی کرتے اور اُس کے کنوئیں کے پانی کو متبرک سمجھ کر پیتے۔ بدن پر ڈالتے۔ آپس میں بانٹتے اور غائبوں کے واسطے لیجاتے ہو۔ رخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلتے اور اُس کے گرد پیش کے جنگل کا ادب کرتے ہو یعنی نہ وہاں شکار کرتے ہو نہ درخت کاٹتے ہو۔ اور نہ گھاس اُکھاڑتے ہو نہ مواشی چراتے ہو۔ احرام باندھتے اور عمرہ کرتے ہو۔ خاص مقام پر کھڑے ہو کر روڑے پھینکتے اور دو پہاڑوں کے درمیان دوڑتے ہو انہی باتوں کو دیکھ کر مغرب کے نہایت ہی ذی وقار نو مسلم لارڈ ہیڈلے نے بھی کہا کہ حج کی رسوم میں ترمیم ہونی چاہئے۔ اگر یہ محض رسمیں ہیں تو ان کی کورانہ تقلید سے اب بھی باز آؤ کعبہ میں کیا رکھا ہے۔ اور وہاں کسے ڈھونڈنے جاتے ہو۔ خدا تو "ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا"، ہاں اس کی تلاش ہو تو کسی "غریب اور شکستہ دل" میں اُسے دیکھو ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است ؎ از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل آزر است ؎ دل گزرگاہ جلیل اکبر است

ؑ تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمت اللہ علیہ +

خدا تو تمہاری شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے"، بلکہ "کیا تم نہیں جانتے کہ خود تم ہی خدا کے مقدس ہو اور اُس کا روح تم میں بسا ہوا ہے" (۱ کرنتھیوں ۳/۱۶) تو پھر اُس کی تلاش میں کیوں سرگرداں ہو ؎

تجھ کو طلب ہے جس کی دونوں ہیں اُس سے خالی + دروازہ کھول دل کا دیر و حرم میں کیا ہے
کس نیند میں ہے بندے ہر سانس میں خدا ہے

خیرات

قرآن	بائبل
اور جنہیں خدا نے اپنے فضل سے دیا ہے۔ اور وہ اُس میں بخل کرتے ہیں۔ نہ سمجھیں کہ یہ اُن کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے حق میں برائی ہے۔ جس پر وہ بخل کرتے ہیں وہ قیامت کے دن اِن کے گلے کا طوق ہوگا (آل عمران آیت ۱۷۵-۱۷۶) + مومنو اپنی کمائی کی اچھی چیزوں میں سے اور اُس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے۔ خرچ کرو اور ناکارہ شے پر نیت نہ دھرو کہ اُس میں سے خرچ کرنے لگو (البقر آیت ۲۶۹) + وہ جو بخل کرتے اور لوگوں کو بخل سکھلاتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے اُسے چھپاتے ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے رسوائی کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو اپنا اموال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں (نسا آیت ۴۱-۴۳) +	بخیل کے ہتھیار زبون ہیں۔ وہ بُرے منصوبے باندھا کرتا ہے۔ ... لیکن صاحب مروت سخاوت کے منصوبے باندھتا ہے اور وہ سخاوت کے کاموں میں ثابت قدم رہیگا (یسعیاہ ۳۲/۷-۸) + وہ جو مسکین کو دیتا ہے۔ محتاج نہ ہوگا۔ پر جو چشم پوشی کرتا ہے اس پر بہت لعنتیں ہونگی (امثال ۲۸/۲۷) + اگر کوئی بھائی یا بہن ننگی ہو اور اُن کو روزانہ روٹی کی کمی ہو۔ اور تم میں سے کوئی اُن سے کہے کہ سلامتی کے ساتھ جاؤ۔ گرم اور سیر رہو۔ مگر جو چیزیں تن کے لئے درکار ہیں۔ وہ انہیں نہ دے تو کیا فائدہ (یعقوب ۲/۱۵-۱۷) + اس وقت بادشاہ اپنے دہنی طرف والوں سے کہیگا کہ آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو۔ جو بادشاہت بنائے عالم کے وقت سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے۔ اُسے میراث میں لو۔ کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا تم نے مجھے اپنے گھر میں اُتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا۔ تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا۔ تم میرے پاس آئے۔ تب راستباز جواب

بائبل

ہیں اس سے کہیں گے۔ اے خداوند ہم نے کب تجھے بھوکا دیکھکر کھانا کھلایا یا پیاسا دیکھکر پانی پلایا ہم نے کب تجھے پردیسی دیکھکر گھر میں اُتارا۔ یا ننگا دیکھکر کپڑا پہنایا۔ ہم کب تجھے بیمار یا قید میں دیکھکر تیرے پاس آئے۔ بادشاہ جواب میں ان سے کہیگا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ کیا۔ اِس لئے میرے ہی ساتھ کیا۔ پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہیگا۔ اے ملعونو میرے سامنے سے اِس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ . . . . . کیونکہ میں بھوکا تھا۔ تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ پردیسی تھا تم نے مجھے گھر میں نہ اُتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بیمار اور قید میں تھا۔ تم نے میری خبر نہ لی۔ تب وہ بھی جواب میں کہیں گے اے خداوند ہم نے کب تجھے بھوکا یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھکر تیری خدمت نہ کی۔ اُس وقت وہ اُن سے جواب میں کہیگا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے اِن سب سے چھوٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ نہ کیا۔ اِس لئے میرے ساتھ نہ کیا۔
(متی ۲۵/۴۴-۴۵)

پوشیدہ خیرات

قرآن	بائبل
احسان جتا کر اور ایذا دیکر اپنی خیرات کو رائیگاں نہ کرو۔ جیسے وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھلانے کو خرچ کرتا ہے . . . . اس کی مثال اُس صاف پتھر کی مانند ہے۔ جس پر کچھ مٹی پڑی ہو پھر اُس پر موسلا دھار پانی برسے اور وہ اس کو صاف کردے (بقر آیت ۲۶۵-۲۶۶) + اور تم جو خیرات دیتے ہو یا نذر مانتے ہو اللہ اسکو جانتا ہے اور اگر تم خیرات کو ظاہر کر کے دو تو اچھی بات ہے۔ اور اگر اُسے چھپاؤ اور فقیروں کو دو تو وہ تمہارے لئے اور بھی بہتر ہے (بقر آیت ۲۷۳) +	خبردار اپنی راستبازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کیلئے نہ کرو۔ نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمان پر ہے تمہارے لئے کچھ اجر نہیں پس جب تو خیرات کرے۔ تو اپنے آگے نرسنگا نہ بجوا جیسا ریاکار عبادتخانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ انکی بڑائی کریں۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پاچکے۔ بلکہ جب تو خیرات کرے تو جو تیرا داہنا ہاتھ کرتا ہے اِسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے۔ تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دیگا۔ (متی ۶/۱-۴) +

قرآن	بائبل

خیرات کے مستحق

قرآن	بائبل
زکوٰۃ کا مال صرف فقیروں اور محتاجوں کے لئے ہے۔ اور اُن کے لئے جو اس پر کارندے ہیں اور اُن کے لئے ہے۔ جن کے دل اسلام کی طرف راغب کرنے منظور ہیں۔ اور گردنوں کے چھڑانے اور قرضداروں اور خرچ جہاد اور مسافروں کے لئے ہے۔ خدا سے فرض ہوا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (توبہ آیت ۶۰) +	ہمارے خدا وند اور باپ کے نزدیک خالص اور بے عیب دینداری یہ ہے۔ کہ یتیموں اور بیوہ عورتوں کی مصیبت کیوقت اُنکی خبرلیں۔ اور اپنے آپکو دنیا سے بیداغ رکھیں (یعقوب ۱/۲۷) + مسکین زمین پر سے کبھی جاتے نہ رہینگے۔ اسلئے میں یہ کہکے تجھے حکم کرتا ہوں۔ کہ تو اپنے بھائی کیواسطے اور اپنے مسکین کے لئے اور اپنے محتاج کیواسطے جو تیری زمین پر ہے اپنا ہاتھ کشادہ رکھیو (استثنا ۱۵/۱۱) +

محتاج

قرآن	بائبل
خیرات اُن محتاجوں کے لئے ہے جو خدا کی راہ میں رُکے پڑے ہیں۔ زمین پر چل پھر نہیں سکتے۔ بے خبر آدمی اُن کے عدم سوال کے سبب اُن کو غنی گمان کرتا ہے۔ تو اُن کے چہرے سے اُن کو پہچانیگا۔ وہ آدمیوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے اور جو مال تم خرچ کرو گے خدا اُسکو معلوم ہے (بقر آیت ۲۷۳) +	اگر تیرا دشمن بھوکا ہو۔ اُسے روٹی کھانے کو دے اور اگر وہ پیاسا ہو اُسے پانی پینے کو دے (امثال ۲۵/۲۱) جس کے پاس دنیا کا مال ہو۔ اور وہ اپنے بھائی کو محتاج دیکھکر رحم کرنے میں دریغ کرے۔ تو اس میں خدا کی محبت کیونکر قائم رہ سکتی ہے (۱ یوحنا ۳/۱۷) میں نے تم کو سب باتیں کر کے دکھا دیں کہ اس طرح محنت کر کے کمزوروں کو سنبھالنا اور خداوند یسوع کی باتیں یاد رکھنی چاہیں (اعمال ۲۰/۳۵) + اور بھلائی اور سخاوت کرنی نہ بھولو۔ اسلئے کہ خدا ایسی قربانیوں سے خوش ہوتا ہے (عبرانیوں ۱۳/۱۶) +

رشتہ دار یتیم

پھر بھی وہ گھاٹی پر ہو کر نہ گزرا۔ اور تو کیا سمجھا کہ گھاٹی کیا ہے۔ وہ گردن چھڑانا ہے۔ یا بھوک کے دن کھانا کھلانا رشتہ دار یتیم کو یا محتاج کو جو خاک پر لوٹتا ہے (آیت) +

قرآن	بائبل
سخاوت	
اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ اور بالکل اسے کھول بھی نہ دے کہ بیٹھا پچھتایا کرے۔ اور لوگوں کی ملامت سُنے (بنی اسرائیل آیت ۳۱) +	خیرات بانٹنے والا سخاوت سے بانٹے (رومیوں ۱۲/۸) اپنا مال اسباب بیچکر خیرات کرو اور اپنے لئے ایسے بٹوے بناؤ جو پُرانے نہیں ہوتے یعنی آسمان پر خزانہ جو خالی نہیں ہوتا (لوقا ۱۲/۳۳) +

نیتِ خیرات   بائبل

پھر اُس نے آنکھ اُٹھا کر اُن دولتمندوں کو دیکھا جو اپنی نذروں کے روپے ہیکل کے خزانے میں ڈال رہے تھے اور ایک کنگال بیوہ کو بھی اس میں دو دمڑیاں ڈالتے دیکھا اس پر اُس نے کہا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اِس کنگال بیوہ نے سب سے زیادہ ڈالا کیونکہ اُن سب نے تو اپنے مال کی بہتات سے نذر کا چندہ ڈالا۔ مگر اُس نے اپنی ناداری کی حالت میں جتنی روزی اس کے پاس تھی سب ڈالدی (لوقا ۲۱/۴) +

اگر نیت ہو تو خیرات اس کے موافق مقبول ہوگی جو آدمی کے پاس ہے۔ نہ اس کے موافق جو اس کے پاس نہیں (۲۔ کرنتھیوں ۸/۱۲) +

اے فریسیو۔ تم پر افسوس ہے کہ پودینے اور سداب اور ہر ایک ترکاری پر دہ یکی دیتے ہو۔ اور انصاف اور خدا کی محبت سے غافل رہتے ہو۔ لازم تھا کہ یہ بھی کرتے اور وہ بھی نہ چھوڑتے (لوقا ۱۱/۴۲)

اگر میں اپنا سارا مال غریبوں کو کھلا دوں یا اپنا بدن جلانے کو دیدوں اور محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں (۱۔ کرنتھیوں ۱۳/۳) +

جس قدر ہر ایک نے اپنے دل میں ٹھہرایا ہے۔ اُسی قدر دے نہ دریغ کرکے اور نہ لاچاری سے۔ کیونکہ خدا خوشی سے دینے والے کو عزیز رکھتا ہے۔ (۲۔ کرنتھیوں ۹/۷) +

میں اس اصول کا قائل ہوں کہ ہر چیز کو اپنی وکالت آپ کرنی چاہیئے۔ اگر کسی شے میں کچھ ذاتی جوہر ہیں۔ تو وہ خود ہی کھلیں گے۔ یہ نہیں کہ وہ خود تو کچھ نہ کہے مگر ہم اس کی بیجا وکالت کرتے پھریں اور بات کا بتنگڑ بنا کر دکھائیں اِس لئے میں طویل حاشیہ آرائیوں کے خلاف ہوں۔ میرا مقصد صرف توجہ دلانا ہے مضمون آپ کے پیشِ نظر ہے۔ انجیل وقرآن سے آیات نکال کر رکھدی گئی ہیں بخل کی دونوں کتابوں میں ممانعت ہے۔ مگر زور زیادہ

انجیل میں دیا گیا ہے۔ پھر سخاوت کی جس قدر پُرزور ترغیب انجیل میں ہے۔ اُس سے قرآنی بیان کو سوا ایک کی بھی نسبت نہیں قرآن میں خیرات پوشیدہ دینے کو ترجیح دی گئی ہے دکھلا کر خرچ کرنے سے روکا ہے۔ لیکن مسیح اس سے چھ سو سال قبل کہہ چکا ہے کہ "جو خیرات تیرا دایاں ہاتھ کرتا ہے۔ اُسے تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے" +

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس خیرات کا صحیح مصرف کیا ہے۔ اور کون اس کے مستحق ہیں۔ قرآن کہتا ہے محتاجوں کو دو۔ رشتہ داروں کو دو۔ مساکین و یتامے کو دو۔ مسافروں کو دو۔ اور بھوکوں کو دو اور انجیل بھی کہتی ہے کہ بیواؤں یتیموں اور حاجتمندوں کو دو غریبوں مسکینوں کو اور کمزوروں کو دو۔ یہاں تک تو دونوں کتابیں متفق ہیں۔ مگر قرآن ایک عجیب بات پیش کرتا ہے۔ اور وہ یہ کہ زکوٰۃ کا مال ان کے لئے ہے جن کے دل اسلام کی طرف راغب کرنے منظور ہیں۔ اور خرچ جہاد کے لئے" مال دیکر لوگوں کو مذہب اسلام کی طرف راغب کرنا جب از روئے قرآن جائز ٹھہرا تو پھر کونسا اور طریق ناجائز سمجھا جا سکتا ہے۔ جہاد پر خرچ کرنا بھی خیرات کا کیا عمدہ مصرف ہے اِدھر یہ ایک اچنبھا ہے۔ جو قرآن پیش کرتا ہے اور اُدھر ایک اور نرالی بات ہے جو انجیل پیش کرتی ہے کہ "اگر تیرا دشمن بھوکا ہو۔ اُسے روٹی کھانے کو دے اور اگر پیاسا ہو اُسے پانی پینے کو دے"۔ اِن دونوں باتوں میں کس قدر زمین و آسمان کی دُوری ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ جہاد کرکے دشمنوں کو ہلاک اور تہ تیغ کرنے کے لئے زکوٰۃ کا مال خرچ کیا جائے اور انجیل کہتی ہے کہ بھوک سے رنجور دشمنوں کے اس سے پیٹ پالے جائیں +

پھر انجیل میں خیرات کے متعلق کئی اور اعلیٰ باتیں مرقوم ہیں۔ جن کا قرآن میں نام تک نہیں۔ مثلاً یہ کہ خیرات بلا رحم و انصاف بیکار اور بلا محبت بے سود ہے "اگر میں اپنا سارا مال غریبوں کو کھلا دوں یا اپنا بدن جلانے کو دیدوں اور محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں" مجبوری اور لاچاری سے دینے میں کچھ حاصل نہیں "کیونکہ خدا خوشی سے دینے والوں کو عزیز رکھتا ہے"۔ اس کے علاوہ خیرات میں اعتبار نیت کا بڑا دخل ہے۔ جیسا کہ کنگال بیوہ کی تمثیل میں بتایا ہے۔ ایک اور مقام پر بھی لکھا ہے کہ "اگر نیت ہو تو خیرات اُس کے موافق مقبول ہوگی جو آدمی کے پاس ہے۔ نہ اس کے موافق جو اُس کے پاس نہیں"۔ ناظرین خود ہی پڑھیں اور اپنی قوتِ فیصلہ سے کام لیں +

قربانی

قرآن

اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کیا ہے تاکہ مویشی چوپایوں پر جو اس نے انہیں دئے ہیں۔ اللہ کا نام یاد کریں (حج آیت ۳۵)

اور بُدنے (قربانی کے اونٹ) ہم نے تمہارے لئے اللہ کے نشان مقرر کئے ہیں۔ اُن میں سے تمہارے لئے خیر ہے۔ سو جب وہ قطار باندھے کھڑے ہوں۔ اُن پر اللہ کا نام پڑھو۔ پھر جب وہ اپنی کروٹوں پر گر پڑیں تو اُن میں سے کھاؤ۔ اور قانع اور مانگنے والے فقیر کو کھلاؤ۔ یوں ہم نے وہ تمہارے قابو میں کئے۔ شاید تم شکر کرو۔ (حج آیت ۳۷)

اللہ کو اُن کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن اسکو تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔ یوں اُنہیں ہم نے تمہارے بس میں کیا تاکہ تم اس بات پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت کی۔ اللہ کی بڑائی کرو (حج آیت ۳۸) +

بائبل

تمہارے ذبیحوں کی کثرت سے مجھے کیا کام میں مینڈھوں کی سوختنی قربانیوں سے اور فربہ بچھڑوں کی چربی سے سیر ہوں۔ اور بیلوں اور بھیڑوں اور بکروں کا لہو نہیں چاہتا (یسعیاہ ۱۱/۱) +

اپنے تئیں دھوؤ۔ آپ کو پاک کرو۔ اپنے بُرے کاموں کو میری آنکھوں کے سامنے سے دُور کرو۔ بدفعلی سے باز آؤ (یسعیاہ ۱۶/۱) +

وہ جو بیل ذبح کرتا اُسکی مانند ہے جس نے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ اور وہ جو ایک برہ قربانی کرتا ہے اُس کے برابر ہے جس نے ایک کُتے کی گردن کاٹی ہے۔ جو ہدیہ چڑھاتا ہے۔ ایسا ہے جیسے اُس نے سُور کا لہو گزرانا ہے۔ وہ جو یادگاری کے لئے لوبان گزرانتا ہے اُسکی مانند ہے جس نے بُت کو مبارک کہا ہے۔ ہاں انہوں نے اپنی اپنی راہیں چُن لیں۔ اور اُن کے جی اُن کی نفرتی چیزوں سے مسرور ہیں (یسعیاہ ۳/۶۶) +

تیری سوختنی قربانیاں مجھے پسند نہیں اور تیرے ذبیحے خوش نہیں آتے (یرمیاہ ۲۰/۶) +

میں کیا لیکے خدا کے حضور میں آؤں اور خدا تعالے کے آگے کیونکر سجدہ کروں۔ کیا سوختنی قربانیوں اور ایک سالہ بچھڑوں کو لے کر اُس کے آگے آؤں گا .... خداوند تجھ سے اور کیا چاہتا ہے۔ مگر یہ کہ تو انصاف کرے اور رحمدلی کو پیار کرے۔ اور اپنے خداوند کے ساتھ فروتنی سے چلے (میکاہ ۶/۶-۸) +

بائبل

کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتا ہوں یا بکروں کا لہو پیتا ہوں۔ تو شکر گزاری کی قربانیاں خدا کے حضور گزران (زبور ۵۰/۱۳-۱۴) +

پس ہم اس کے وسیلے سے حمد کی قربانی۔ یعنی ان ہونٹھوں کا پھل جو اس کے نام کا اقرار کرتے ہیں۔ خدا کے لئے ہر وقت چڑھایا کریں (عبرانیوں ۱۳/۱۵) +

اور (مسیح) بکروں اور بچھڑوں کا خون لیکر نہیں۔ بلکہ اپنا ہی خون لیکر پاک مکان میں ایک ہی بار داخل ہو گیا (عبرانیوں ۹/۱۲) +

قربانی ایک نہایت اعلےٰ وصف ہے۔ مگر اپنی قربانی اپنے وقت کی قربانی۔ اپنے مال کی قربانی اور اپنی جان کی قربانی۔ دوسروں کے لئے اپنے آپ کو نثار کر دینا۔ رضا کے ساتھ۔ ارادہ کے ساتھ اور شوق کے ساتھ۔ نہ کہ ایک بے زبان جانور کو اپنے لئے اور وہ بھی اُس کے خلافِ ارادہ ذبح کرنا اور رحمٰن و رحیم خدا کا نام لیکر اُس پر خنجر چلا دینا + ــــ

یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروزِ عیدِ قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا

اسلامی قربانی محض ایک رسم ہے۔ جانوروں کے ذبح کرنے سے کچھ حاصل نہیں لیکن جو خدا کو منظور ہیں وہ "حمد و شکر گذاری کی قربانیاں" ہیں۔ وہ "اپنے آپ کو پاک کرنا۔ بُرے کاموں کو دُور کرنا اور بدکرداری سے باز آنا"، ہے۔ لکھا ہے کہ "اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری مقبول عبادت ہے"۔ (رومیوں ۱۲/۱) اور لکھا ہے کہ "میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں" (متی ۹/۱۳) +

اور پھر لکھا ہے کہ "راستی اور انصاف کرنا خداوند کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے" (امثال ۲۱/۳) +

خود قرآن میں مذکور ہے کہ "اللہ کو اُن کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا" جو خدا کے اس قول مندرجہ زبور سے ماخوذ ہے کہ "کیا میں بیلوں کا گوشت کھاتا ہوں یا بکروں کا لہو پیتا ہوں"۔ بائبل کی آیات منقولہ الصدر سب پڑھنے کے قابل ہیں۔ دیکھئے خدا ان رسمی قربانیوں اور ذبیحوں سے کس قدر بیزار ہے پھر اس رسم سے کیا حاصل۔ سال میں ایک ہی دن اتنے جانوروں کو ذبح کرنے سے لوگ بھی نہیں کھا سکتے بلکہ عید الضحےٰ کے موقعہ پر اس افراط سے گوشت ہوتا ہے کہ اکثر لوگ زیادہ کھانے کے باعث بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور دل بھر جاتا ہے۔

اگر یہی گوشت غربا کو سال بھر میں وقتاً فوقتاً دیا جائے تو کیا ہی مفید ہو اسکی قیمت اگر جائز طریق سے استعمال کی جائے تو کئی قومی وملکی مشکلات کا حل ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ حضرت ابراہیم کے ایمان کی محض یادگار اور اُس کی قربانی کا صرف نشان ہے۔ تو بیکار نشان سے کیا فائدہ۔ کیا وہ شانِ ابراہیمی اس قربانی میں پیدا ہو سکتی ہے یا اُسکا ایمان کسی بکرا قربان کرنے والے میں موجود ہوتا ہے۔ اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ان باتوں میں کوشش کرو۔ جن کی بدولت ابراہیم کی قربانی ایسی عظیم اور شاندار شمار کی گئی اور وہ خود "ایمانداروں کا باپ" سمجھا گیا +

ایک صاحب نے قربانی کے جواز میں بہت زور مارا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنی موت کو یاد کرے کس طرح ہم ایک جانور کو جو ہماری ملک ہے ذبح کر دیتے ہیں۔ اِسی طرح خدا جب ہم کو ذبح کریگا تو کوئی ہمیں نہیں بچا سکیگا۔ گویا موت کو یاد کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ بے زبان جانور ہلاک کیئے جائیں۔ اور دوسروں کو مار کر ہی اپنا مرنا یاد آتا ہے۔ کتنے حیوان اور انسان ہر روز ہماری آنکھوں کے سامنے مرتے اور جان دیتے ہیں بعض اپنی طبعی عمر کو پورا کرکے اور بعض کسی ناگہانی حادثہ یا بیماری سے جب یک اجل آجاتا ہے تو کسی کو بجز کوچ کے کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ پھر کیا ہمیں خیال ہے کہ ہم نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے۔ اور یہ خیال صرف اس طریق سے دُور ہو سکتا ہے کہ ہم بلا ضرورت جانداروں کی جانیں لیں جس سے اور بھی دل سخت ہو جاتا ہے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ قبرستان کی زیارت کیا کریں۔ اور اپنے انجام کو دیکھیں +

قرآن — حلال و حرام — بائبل

قرآن	بائبل
مومنو ستھری چیزیں جو خدا نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔ حرام نہ ٹھیراؤ (مائدہ آیت ۸۹) اللہ کے دیئے ہوئے میں سے ستھری اور حلال چیزیں کھاؤ (مائدہ آیت ۹۰) + تجھے پوچھتے ہیں کہ اُن کو کیا حلال ہے۔ تو کہہ تم کو ستھری چیزیں حلال ہیں۔ اور وہ شکاری جانور جنکو تم سدھاؤ اور شکار کرنے کے لئے تم اُن کو وہ سکھلاؤ جو خدا نے تمہیں سکھلایا ہے لیس	بتوں کی مکروہات اور حرامکاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کریں (اعمال ۱۵/۲۰) تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور حرامکاری سے پرہیز کرو۔ اور تم اُن چیزوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو گے تو سلامت رہو گے (اعمال ۱۵/۲۹) تو کسی گھنونی چیز کو مت کھائیو۔ وہ چارپائے کہ جنہیں تم کھا سکتے ہو۔ یہ ہیں۔ بیل اور بھیڑ میں

قرآن — حلال و حرام — بائبل

قرآن	بائبل
جو کچھ وہ تمہارے لئے پکڑیں اس میں سے کھاؤ اور اُس پر اللہ کا نام لو (مائدہ آیت ۶) + آج سب ستھری چیزیں تم پر حلال کی گئیں۔ اور اہلِ کتاب کا کھانا تمہیں حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کو حلال ہے۔ (مائدہ آیت ۷) + تمہارے لئے دریائی شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کے لئے حلال کیا گیا ہے (مائدہ آیت ۹۷) + تم پر جنگلی شکار حرام ہے جب تک تم احرام میں ہو (مائدہ آیت ۹) تو کہہ کہ جو وحی مجھ پر نازل ہوئی ہے۔ اُس میں کسی کھانے والے پر کوئی چیز کہ وہ اُسے کھائے حرام نہیں پاتا۔ مگر یہ کہ وہ چیز مُردہ ہو۔ یا بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت۔ کیونکہ وہ ناپاک ہے۔ یا کوئی فسق کہ بوقت ذبح غیر اللہ کا نام اس پر پکارا جائے (انعام آیت ۱۴۶) + یہود پر ہم نے ہر ناخن والا جانور حرام کیا۔ اور گائے اور بکری میں سے ان کی چربی حرام کی۔ مگر جس قدر اُن کی پُشت پر ہو یا انتڑیوں میں یا ہڈی میں لگی ہو (انعام آیت ۱۴۷) + مردہ اور لہو اور سور کا گوشت اور اللہ کے سوا کسی غیر کے نام کا ذبیحہ تم پر حرام ہوا ہے۔ اور گلا گھونٹا اور چوٹ سے مارا ہوا اور اوپر سے گر کے مرا ہوا۔ اور سینگوں سے مارا ہوا اور درندوں	سے بھیڑ اور بکری اور ہرن اور آہو۔ اور یحمور اور بُز کوہی اور ریم اور گاؤ میش اور بکرکوہی اور ہر ایک چارپایہ جس کے کُھر چرے ہوئے ہوں اور اُس کے کُھر میں شگاف ہو۔ ایسا کہ اُس سے دو پنجے ہوتے اور جُگالی کرتا ہو۔ تو تم اُسے کھاؤ گے لیکن ان میں سے کہ جگالی کرتے ہیں یا ان کے کُھر چرے ہوئے ہیں تم اُنہیں مت کھائیو۔ جیسے اونٹ اور خرگوش اور بربوع اس لئے کہ یہ جگالی کرتے ہیں لیکن ان کے کُھر چرے ہوئے نہیں ہیں سو یہ تمہارے لئے ناپاک ہیں اور سور بھی کہ اُس کے کُھر چرے ہوئے ہیں پر جگالی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہے۔ تم اُن کا گوشت نہ کھائیو نہ اُن کی لاش کو ہاتھ لگائیو۔ آبی جانوروں میں سے یہی کھاؤ گے۔ جتنوں کے پر ہوں اور چھلکے۔ تم اُنہیں کھاؤ گے۔ مگر جس کے پر اور چھلکے نہ ہوں تم اُسے مت کھائیو۔ وہ تمہارے لئے ناپاک ہے۔ ہر ایک پرندہ جو پاک ہے۔ تم اُسے کھاؤ گے۔ لیکن وہ جن کا کھانا حرام ہے یہ ہیں۔ عقاب اور استخواں خوار اور بحری عقاب اور چیل اور سفید چیل اور گدھ اور جو اُن کی جنس سے ہیں۔ ہر ایک جنس کا کوا اور شتر مرغ اور اُلو اور بحری بگلا اور باز کی ہر ایک قسم اور بوم اور جُغد اور چکوا اور حواصل اور رخم اور ماہی خوار اور لک لک اور بگلا اور جو اُن کی

قرآن

کا کھایا ہو تم پر حرام ہے۔ مگر جسے تم ذبح کر لو اور کھڑے پتھروں پر جو ذبح ہو حرام ہے (مائدہ آیت ۳) پس جو کوئی بھوک سے ناچار رہو۔ اور گناہ کی طرف مائل نہ ہو (اور حرام چیزوں میں سے کھائے) تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے (مائدہ آیت ۵) +

بائبل

جنس سے ہوں اور ہدہد اور چمگاڈڑ اور ہر ایک حیوان جو رینگ کے چلے اور اڑے تمہارے لئے ناپاک ہے۔ تم اُسے مت کھائیو۔ سب وہ پرندے جو پاک ہیں۔ تم اُنہیں کھاؤ گے۔ جو حیوان آپ سے مرجائے تم اُسے مت کھائیو (استثنا ۱۴/۳-۲۱) +

خبردار کہ لہو مت کھائیو (استثنا ۱۲/۲۳) +

جو چیز منہ میں جاتی ہے۔ وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی۔ مگر جو منہ سے نکلتی ہے وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے۔ (متی ۱۵: ۱۱) +

کیا تم نہیں سمجھتے کہ جو کچھ منہ میں جاتا ہے۔ وہ پیٹ میں پڑتا اور پاخانہ میں نکل جاتا ہے۔ مگر جو باتیں منہ سے نکلتی ہیں۔ وہ دل سے نکلتی ہیں۔ اور وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔ کیونکہ بُرے خیال خونریزیاں زناکاریاں حرامکاریاں چوریاں جھوٹی گواہیاں بدگوئیاں دل ہی سے نکلتی ہیں (متی ۱۵/۱۷-۱۹) +

کوئی چیز بذاتہٖ حرام نہیں۔ لیکن جو کوئی جسے حرام سمجھتا ہے اسکے لئے حرام ہے۔ اگر تیرے بھائی کو تیرے کھانے سے رنج پہنچتا ہے۔ تو پھر تو محبت کے قاعدے پر نہیں چلتا (رومیوں ۱۴/۱۴-۱۵)

ہر چیز پاک تو ہے۔ مگر اُس آدمی کے لئے بُری ہے جس کو اُس کے کھانے سے ٹھوکر لگتی ہے۔ یہی اچھا ہے کہ تو نہ گوشت کھائے نہ مے پیئے اور نہ کچھ ایسا کرے جس کے سبب سے تیرا بھائی ٹھوکر کھائے (رومیوں ۱۴/۲۰-۲۱) +

بائبل

اگر کھانا میرے بھائی کو ٹھوکر کھلائے۔ تو میں کبھی ہرگز گوشت نہ کھاؤنگا۔ تاکہ اپنے بھائی کی ٹھوکر کا سبب نہ ہوں (۱۔کرنتھیوں ۸/۱۳) +

کھانا ہمیں خدا سے نہیں ملائیگا (۱۔کرنتھیوں ۸/۸) +

خدا کی بادشاہت کھانے پر نہیں۔ بلکہ راستبازی اور میل ملاپ اور اُس خوشی پر موقوف ہے جو روح القدس کی طرف سے ہوتی ہے +

جو کچھ قصابوں کی دوکانوں میں بکتا ہے۔ وہ کھاؤ اور دینی امتیاز کے سبب کچھ نہ پوچھو (۱۔کرنتھیوں ۱۰/۲۵) +

خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے۔ اور کوئی چیز انکار کے لائق نہیں۔ بشرطیکہ شکر گزاری کے ساتھ کھائی جائے۔ (۱۔تمطاؤس ۴/۴) +

حلت وحرمت کا مسئلہ بھی عجیب دلچسپ ہے۔ قرآن نے حلال وحرام کی ایک نامکمل فہرست پیش کی ہے۔ لیکن توراۃ میں اُس کے مقابلہ میں زیادہ شرح وبسط اور تفصیل کے ساتھ اس کا ذکر آیا ہے۔ از روئے قرآن جانوروں میں سے سؤر حرام ہے۔ لیکن آبی جانوروں اور پرندوں میں سے نہ کسی کو حلال کہا ہے نہ حرام۔ سؤر توراۃ کی رو سے بھی حرام ہے لیکن اس کے علاوہ اور بہت سے جانور حرام ہیں جن کو خود مسلمان نہیں کھاتے مگر قرآن میں اس کا ذکر نہیں۔ ہاں مُردار اور لہو کا استعمال دونوں کتابوں میں حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ پس یہ نور روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ توریت میں مفصل اور صریح احکام ہیں جن کی رو سے حلال وحرام میں امتیاز ہو سکتا ہے اور قرآن نے دو ہزار برس بعد آ کر کچھ مزید روشنی اس مضمون پر نہیں ڈالی +

اب رہا یہ سوال کہ اس حلال وحرام ٹھہرانے کی فلاسفی کیا ہے۔ کیوں ایک عادل اور حکیم خدا بلا وجہ کچھ چیزیں تو حلال اور حرام ٹھہرا دیتا ہے اور وہ بھی بقید استمرار۔ احکام مندرجہ توراۃ کی نسبت تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ خدا نے بنی اسرائیل کی قوم کو چن لیا تھا اور اُنہیں تیار کر رہا تھا۔ کیونکہ ہنوز وہ قوم ان بڑی صداقتوں کے سمجھنے سے قاصر تھی جن کے باب مسیح نے آ کر کھول دیئے۔ اِس لئے ان کی وُسعتِ دماغ اور قدرتِ تفہیم کے مطابق اُنہیں پاکیزگی کی طرف کھینچا گیا اور جانوروں کو حلال وحرام بتا کر اُنہیں رغبت دلائی کہ وہ حلال اور پاک چیزیں

کھائیں۔ اور پاکیزگی کی طرف مائل ہوں تاکہ جب حکمت الٰہی اُنہیں کسی اعلیٰ اور حقیقی پاکیزگی کی طرف بُلائے تو وہ اُس کے لئے پہلے سے ہی تیار ہوں۔ پس یہ قوانین ایک خاص زمانہ اور خاص قوم کے لئے تھے اور انجیل نے بتا دیا کہ کوئی چیز بذاتہ حرام نہیں "بلکہ خدا کی پیدا کی ہوئی ہر چیز اچھی ہے۔ اور کوئی چیز انکار کے لائق نہیں۔ بشرطیکہ شکرگذاری کے ساتھ کھائی جائے" ہاں جس چیز کا استعمال صحت پر بُرا اثر رکھے۔ وہ نہ کھائی جائے۔ یا جس شے کے "کھانے سے بُرے بھائی کو رنج پہنچتا ہے" یا جس کے سبب سے تیرا بھائی ٹھوکر کھائے" اس کے استعمال کی ممانعت ہے کیونکہ ہر چیز پاک تو ہے۔ مگر اس آدمی کے لئے بُری ہے۔ جس کو اس کے کھانے سے ٹھوکر لگتی ہے" اور یہ کیسی پاکیزہ تعلیم ہے۔ جس کی تہ میں کمال درجہ کی انسانی محبت کام کرتی ہے کہ باوجود ایک چیز کے طیّب اور پاک ہونے کے اس کے استعمال کو اپنے بھائیوں کی خاطر ترک کر دیا جائے۔ اس انسانی محبت اور پیار کی نظیر کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی میں ایسے مشنریوں سے واقف ہوں جو اسی "محبت کے قاعدے" پر چلتے ہوئے لحم خنزیر سے مجتنب رہتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کو صدمہ نہ پہنچے +

ایک اور بات جو انجیل نے بتائی وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ "کہ خدا کی بادشاہت کھانے پینے پر نہیں بلکہ راستبازی اور میل ملاپ اور اُس خوشی پر موقوف ہے۔ جو روح القدس کی طرف سے ہوتی ہے" اور مجھے بہت حیرت ہوتی ہے کہ اہل اسلام نے کھانے پینے کی چیزوں میں مذہب سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ "کھانا ہمیں خدا سے نہیں ملائیگا" اسی لئے تو حضور مسیح نے ان ظاہری باتوں پر زور نہیں دیا۔ بلکہ صاف کہا کہ "جو چیز مُنہ میں جاتی ہے۔ وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی مگر جو مُنہ سے نکلتی ہے۔ وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہے" کیونکہ "جو کچھ مُنہ میں جاتا ہے وہ پیٹ میں پڑتا اور پاخانہ میں نکل جاتا ہے۔ مگر جو باتیں مُنہ سے نکلتی ہیں وہ دل سے نکلتی ہیں۔ اور وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔ کیونکہ بُرے خیال۔ خونریزیاں۔ زناکاریاں حرامکاریاں چوریاں۔ جھوٹی گواہیاں۔ بدگوئیاں دل ہی سے نکلتی ہیں" اور رسول کہتا ہے کہ "تم اُن کی مانند جو دنیا میں زندگی گزارتے ہیں۔ آدمیوں کے حکموں اور تعلیموں کے موافق ایسے قاعدوں کے کیوں پابند ہوتے ہو۔ کہ اسے نہ چھونا۔ اُسے نہ چکھنا اور اُسے ہاتھ نہ لگانا۔ کیونکہ یہ ساری چیزیں کام میں لاتے لاتے فنا ہو جائینگی۔ (کلسیوں ۲/۲۰-۲۲) +

عمل کرنا

قرآن

مومنو وہ بات کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے؟ اللہ کے نزدیک یہ بات نہایت ناپسند ہے۔ (صف آیت ۲-۳) +

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو۔ اور اپنی جانوں کو بھولے جاتے ہو (بقر آیت ۴۱) +

اور نیک عمل کرو۔ جو تم کرتے ہو۔ میں جانتا ہوں (مومنون آیت ۵۳) +

جو ثابت قدم اور نیک اعمال ہیں۔ ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے (ہود آیت ۱۴) +

مرد ہوں یا عورت جو مسلمان ہو کر نیک کام کرے ہم اسے اچھی زندگی سے زندہ کرینگے۔ اور ان کے اچھے کاموں کا جو وہ کرتے ہیں بدلہ دینگے (نحل آیت ۹۹)

پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہے اسکو چاہیئے کہ عمل نیک کرے (کہف آیت ۱۱۰) +

اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کے لئے مغفرت اور بڑا ثواب ہے (فاطر آیت ۸)

بائبل

جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے (متی ۷/۲۱) +

پس جو کوئی میری یہ باتیں سُنتا اور اُن پر عمل کرتا ہے وہ اس عقلمند کی مانند ٹھہریگا جس نے چٹان پر اپنا گھر بنایا۔ اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اُس گھر پر ٹکریں لگیں۔ لیکن وہ نہ گرا کیونکہ اس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی (متی ۷/۲۴-۲۵) +

اے میرے بھائیو اگر کوئی کہے کہ میں ایماندار ہوں مگر عمل نہ کرتا ہو تو کیا فائدہ۔ کیا ایسا ایمان اُسے نجات دے سکتا ہے (یعقوب ۲/۱۴) +

تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھکر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے بڑائی کریں (متی ۵/۱۶) +

جنہوں نے خدا کا یقین کیا ہے۔ وہ اچھے کاموں میں لگے رہنے کا خیال رکھیں (طِطس ۳/۸) +

اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کروگے (یوحنا ۱۴/۱۵) +

اگر تم میرے حکموں پر عمل کروگے تو میری محبت میں قائم رہوگے (یوحنا ۱۵/۱۰) +

اگر ہم اس کے حکموں پر عمل کرینگے تو اس سے ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم اسے جان گئے ہیں۔ جو کوئی یہ

عمل کرنا

بائبل

کہتا ہے۔ کہ میں اسے جان گیا ہوں اور اس کے حکموں پر عمل نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے اور اس میں سچائی نہیں (۱-یوحنا ۲/۴) +

جو کوئی اپنی صلیب نہ اُٹھائے اور میرے پیچھے نہ چلے میرے لائق نہیں (متی ۱۰/۳۸) +

جیسے بدن بغیر روح کے مردہ ہے۔ ویسے ہی ایمان بھی بغیر اعمال کے مُردہ ہے (یعقوب ۲/۲۶)

جو لوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ انجیل میں اعمالِ صالح کی تعلیم نہیں۔ بلکہ مسیح پر زبانی ایمان لانے سے ہی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور پھر چھٹی ہو جاتی ہے۔ کہ بڑے لگیں چھرے اڑائیں اور من مانی موجیں کریں۔ انجیل کی مندرجہ بالا آیات کو پڑھیں اور اپنے اس جھوٹ سے شرمائیں +

توبہ

قرآن	بائبل
مومنو اللہ کی طرف خالص توبہ کرو۔ شاید تمہارا رب تم سے تمہارے گناہ دُور کر دے (تحریم آیت ۸)	توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے (متی ۴/۱۷)
اے ایماندارو تم سب مل کر خدا کی طرف توبہ کرو شاید کہ تم نجات پاؤ (نور آیت ۳۱) +	پس خدا جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کر کے اب سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں (اعمال ۱۷/۳۰) +
خدا پر صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول کرنی لازم ہے جو نادانی سے گناہ کرتے ہیں اور پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں۔ (نسا آیت ۲۱) +	پس توبہ کے مطابق پھل لاؤ (متی ۳/۸) +
اُن کی توبہ کچھ نہیں جو بدیاں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آگھیرتی ہے۔ تو کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی (نسا آیت ۲۲)	توبہ کریں اور خدا کی طرف رجوع لا کر توبہ کے موافق کام کریں (اعمال ۲۶/۲۰) +
پھر جس نے اپنے قصور کئے پیچھے توبہ کی اور سنور گیا تو اس کو اللہ معاف کرتا ہے (مائدہ آیت ۴۳)	پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں (اعمال ۳/۱۹) +
	حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر گناہ کریں تو گناہوں کی کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی (عبرانیوں ۱۰/۲۶) +

توکل

قرآن	بائبل
جب تو بات ٹھہرا چکے تو خدا پر توکل کر بیشک خدا توکل کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے (آل عمران آیت ۱۵۳)	اپنے سارے دل سے خداوند پر توکل کر اور اپنی سمجھ پر تکیہ مت کر (امثال ۳/۵) +

توکل

قرآن	بائبل
چاہیئے کہ ایمان دار خدا ہی پر بھروسہ رکھیں (آل عمران آیت ۱۵۴) +	اپنی راہ خداوند پر چھوڑ دے اُس پر توکل کر وہ خود بنا لیگا (زبور ۳۷/۵) +
مومنین کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ (مائدہ آیت ۱۴) +	ابد تک خداوند پر اعتقاد رکھو۔ کہ یہوواہ یقیناً ایک ابدی چٹان ہے (یسعیاہ ۲۶/۴) +
	میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی جان کا فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کھائینگے۔ یا کیا پیئینگے اور نہ اپنے بدن کا کہ کیا پہنینگے کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھکر نہیں ہوا کے پرندوں کو دیکھو کہ بوتے ہیں نہ کاٹتے ہیں۔ نہ کوٹھیوں میں جمع کرتے ہیں توبھی تمہارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے۔ کیا تم اُن سے زیادہ قدر نہیں رکھتے تم میں ایسا کون ہے۔ جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی بھی بڑھا سکے۔ اور پوشاک کے لئے کیوں فکر کرتے ہو جنگلی سوسن کے درختوں کو غور سے دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ وہ نہ محنت کرتے ہیں نہ کاتتے ہیں توبھی میں تم سے کہتا ہوں کہ سلیمان بھی باوجود اپنی ساری شان و شوکت کے اُن میں سے کسی کی مانند پوشاک پہنے ہوئے نہیں پس جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جائیگی ایسی پوشاک پہناتا ہے۔ تو اے کم اعتقادو! تم کو کیوں نہ پہنا دیگا۔ اس لئے فکر مند ہو کر یہ نہ کہو کہ ہم کیا کھائینگے یا کیا پیئینگے یا کیا پہنینگے۔ کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے

بائبل

محتاج ہو بلکہ تم پہلے اُس کی بادشاہت اور اُس کی راستبازی کی تلاش کرو۔ تو یہ سب چیزیں بھی تمہیں مل جائینگی پس کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکر کرلیگا۔ آج کے لئے آج ہی کا دُکھ کافی ہے (متی $\frac{6}{34-25}$) +

فارسی میں ایک مثل ہے۔ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" یعنی کستوری یا خوشبو وہ ہے جو خود ہی مشام و دماغ پر اثر پیدا کرے اور مہکا دے۔ نہ کہ عطار اپنے منہ سے تو بہت تعریف کرے لیکن در اصل اُس شے میں خوشبو نام کو نہ ہو۔ اب ایک خوشبو ہے جسے قرآن پیش کرتا ہے اور ایک ہے جسے انجیل نذر کرتی ہے۔ دونوں کو سونگھ لو۔ اور عطاروں کی نہ سُنو۔ مسلمانو۔ توکّل کا جو سبق حضور مسیح نے دیا ہے۔ اُسکے مقابلہ کی آئتیں ہوں تو پیش کرو۔ پر کرو کہاں سے؟ جو تھیں وہ تو لکھ دی گئی ہیں۔ میں حاشیہ آرائی سے عمداً اجتناب کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ مضمون کو زیادہ خوبصورت نہ بنا سکیگی۔ بلکہ اس کے حُسن کو کھو دیگی۔ آیات پر غور کیجیے کہ وہ مشکِ تتار سے بڑھکر خوشبودار ہیں اور آیات نمبر ۲۸ کو بالخصوص پڑھیے اور وجد کیجیے +

قسم کھانا

قرآن

اپنی پکی قسمیں کھا کر نہ توڑو۔ حالانکہ تم نے اللہ کو قسموں میں اپنے اوپر ضامن ٹھہرایا ہے (نحل آیت ۹۳)

خدا نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کے توڑ ڈالنے کا ٹھہراؤ مقرر کر دیا ہے (تحریم آیت ۲) +

اِن لوگوں کو جو اپنی عورتوں سے (نہ ہمبستر ہونے پر) قسم کھا بیٹھتے ہیں۔ چار مہینے تک مہلت ہے (کہ قسم توڑ دیں) پھر اگر وہ مل گئے تو خدا بخشنے والا مہربان ہے (بقر آیت ۲۲۶) +

خدا تم کو تمہاری بیفائدہ قسموں پر نہ پکڑیگا۔ لیکن تم کو تمہاری پکی قسموں پر پکڑیگا۔ پس پکی قسموں کا کفارہ دس محتاجوں کو کھلانا ہے۔ اوسط کا کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا اسکا کفارہ اُن کو کپڑا دینا

بائبل

اور تم میرا نام لیکے جھوٹی قسم نہ کھاؤ (احبار $\frac{19}{12}$)

تُو خداوند اپنے خدا کا نام بیفائدہ مت لے۔ کیونکہ جو اُس کا نام بیفائدہ لیتا ہے۔ خداوند اُسے بیگناہ نہ ٹھہرائیگا۔ (خروج $\frac{20}{7}$) +

تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا۔ کہ جھوٹی قسم نہ کھا۔ بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پوری کر۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا۔ نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اُس کے پاؤں کے نیچے کی چوکی ہے۔ نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔ نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تُو ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کر سکتا۔ بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا

قسم کھانا

قرآن

ہے۔ یا غلام آزاد کرنا۔ پھر جو کوئی نہ پائے۔ وہ تین دن روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ جب تم قسم کھا بیٹھو اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو (مائدہ آیت ۹۱) +

واضح کتاب کی قسم (دخان آیت ۱) +

قسم ہے اڑا کر بکھیرنے والیوں کی۔ پھر بوجھ اُٹھانے والیوں کی۔ پھر نرمی سے چلنے والیوں کی۔ پھر حکم سے بانٹنے والیوں کی (ذاریات آیت ۱-۴) +

قسم کوہ طور کی اور لکھی ہوئی کتاب کی کشادہ ورق ہیں اور بیت المعمور کی اور اونچی چھت کی اور اُبلتے دریا کی (طور آیت ۱-۶) +

تارے کی قسم جب گرے (نجم آیت ۱) +

پھر میں تاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اور اگر جانو تو یہ بڑی قسم ہے (واقعہ آیت ۷۴-۷۵)

قلم کی قسم اور جو کچھ لکھتے ہیں اسکی قسم (قلم آیت ۱)

نہیں نہیں ہم کو چاند کی قسم اور رات کی قسم جب وہ پیٹھ پھیرے۔ اور صبح کی قسم جب وہ روشن ہو (مدثر آیت ۳۵-۳۷) +

میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوتا ہوں۔ اور میں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔ (قیامت آیت ۱-۲) +

قسم ہے اُن ہواؤں کی جو معمول کے مطابق چلائی گئی ہیں۔ پھر زور پکڑ کر تیز ہو جاتی ہیں۔ پھر بادل کو منتشر کر کے پھیلا دیتی ہیں۔ پھر پھاڑ کر جدا کر دیتی

بائبل

نہیں نہیں ہو۔ کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی سے ہے (متی $\frac{5}{37-34}$) +

اے بھائیو۔ سب سے بڑھکر یہ ہے کہ قسم نہ کھاؤ نہ آسمان کی نہ زمین کی نہ کسی اور چیز کی۔ بلکہ ہاں کی جگہ ہاں کرو اور نہیں کی جگہ نہیں تاکہ سزا کے لائق نہ ٹھہرو (یعقوب $\frac{5}{12}$) +

قرآن

ہیں۔ پھر اُن فرشتوں کی قسم جو نصیحت اُتارتے ہیں رفع الزام کے لئے یا ڈرانے کے لئے (مرسلات آیت ۱-۶)
قسم ہے ڈوب ڈوب کر جان کھینچنے والوں کی اور گرہ کھول کر بند سے چھڑانے والوں کی اور تیر کر بہنے
والوں کی۔ پھر دوڑ کر آگے بڑھنے والوں کی۔ پھر حکم سے کام بنانے والوں کی (نازعات آیت ۱-۵) +
سو میں پیچھے ہٹنے والوں کی قسم کھاتا ہوں۔ جو سیر کرنے والے مخفی ہونے والے ہیں۔ اور رات کی قسم
جب وہ جانے لگے اور صبح کی قسم جبکہ وہ سانس لے (تکویر آیت ۱۵-۱۷) +
سو میں قسم کھاتا ہوں شام کی سُرخی کی اور رات کی اور جو اُس نے جمع کیا اس کی چاند کی جب وہ
پورا ہوا (انشقاق آیت ۱۶-۱۹) +
بُرجوں والے آسمان کی قسم اور اُس دن کی جسکا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور حاضر ہونے والے کی اور
جس کے پاس حاضر ہوتے ہیں (بروج آیت ۱-۳) +
آسمان کی قسم اور اندھیرا پڑے آنیوالے کی قسم۔ اور تو کیا جانے اندھیرا پڑے آنیوالا کیا ہے، وہ
چمکتا تارہ ہے (طارق آیت ۱-۳) +
قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جُفت اور طاق کی۔ اور رات کی جب گذرنے لگے (فجر آیت ۱-۳) +
میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں۔ اور تو اس شہر میں اُترا ہوا ہے۔ اور میں جننے والے کی اور اُس
کی جسے جنا (یعنی باپ اور بیٹے کی قسم کھاتا ہوں (بلد آیت ۱-۳) +
سُورج اور اُس کی دھوپ کی قسم اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے۔ اور دن کی جب اُس کو روشن
کرے اور رات کی جب اُس کو ڈھانپ لے اور آسمان کی اور اُس کی جس نے اُسے بنایا اور زمین کی
اور اُس کی جس نے اُسے پھیلایا اور جان کی اور اُس کی جس نے اُسے درست اندام بنایا۔ پھر اس کی
بدکاری اور اسکا تقویٰ اس کے دل میں ڈالا (شمس آیت ۱-۸) +
رات کی قسم جب چھپالے اور دن کی جب روشن ہو اور اُس کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا (لیل آیت ۱-۳)
دھوپ چڑھتے وقت کی قسم اور رات کی جب چھا جائے (ضحیٰ آیت ۱-۲) +
انجیر اور زیتون کی قسم اور طور سینین پہاڑ کی اور اس امن والے شہر (مکہ) کی (تین آیت ۱-۳) +
عصر کی قسم (عصر آیت ۱) +
مسلمانوں میں ایک بڑی مرض یہ ہے کہ وہ بات بات پر قسم کھاتے ہیں۔ نہایت حقیر اور
ادنےٰ معاملات میں ایمان وقرآن اور خدا کی حلفیں اُٹھاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن
نے قسم کھانے سے منع نہیں کیا بلکہ لکھا ہے "کہ خدا تم کو تمہاری بیفائدہ قسموں پر نہ پکڑیگا لیکن
تم کو تمہاری پکی قسموں پر پکڑیگا" بھلا یہ کچی اور پکی قسمیں کیا ہوتی ہیں۔ کچی قسم پر تو کوئی گرفت
ہی نہیں۔ ہاں پکی قسم کے توڑنے پر اور خدا جانے وہ کس طرح پکائی جاتی ہے۔ کفارہ لازم
آتا ہے۔ چلو چھٹی ہوئی قسم کا اعتبار ہی جاتا رہا۔ کچی تو بھلا تھی ہی کچی۔ پکی کا کفارہ دیا اور
توڑ ڈالی۔ کیونکہ "خدا نے قسموں کے توڑ ڈالنے کا ٹھہراؤ مقرر کر دیا ہے"۔ یہ ٹھہراؤ بھی
اچھی چیز ہے۔ ورنہ قسم کا پابند ہی رہنا پڑتا۔ یہ کیا تماشا ہے کہ اول تو قسم کھائی جائے۔ پھر
اُسے پکایا جائے کہ کچی رہنے نہ پائے۔ اور پھر پکی پکائی کو بھی جی چاہا تو توڑ دیا۔ انجیل میں
لکھا ہے کہ اے بھائیو سب سے بڑھکر یہ ہے کہ قسم نہ کھاؤ۔ نہ آسمان نہ زمین کی نہ کسی اور
چیز کی۔ بلکہ ہاں کی جگہ ہاں کرو اور نہیں کی جگہ نہیں"۔ یہ کیسی عمدہ تعلیم ہے۔ حیرت آتی ہے
کہ قسم کھانے والے کیا اپنی نظروں میں آپ ہی ذلیل نہیں ہوتے۔ راست گفتار انسان
جس کی زبان کا اعتبار ہے قسم کیوں کھائے۔ اور جو جھوٹ بولنے والا ہے کیا قسم کھا کر جھوٹ
نہیں بول سکتا۔ اور خصوصاً کچی اور پکی قسموں کے ماننے والا۔ یارو "خدا کا نام بیفائدہ مت
لو"۔ یہ نہیں کہ جھوٹی قسمیں نہ کھاؤ بلکہ سرے سے قسم ہی نہ کھاؤ۔ سچ بولو۔ ہر حال میں سچ بولو
اور بغیر قسم کھائے سچ بولو +

یہ تو مسلمانوں کی حالت ہے۔ اب ذرا اسلام کے خدا کو دیکھو کہ وہ کس قدر قسمیں کھاتا
ہے۔ دھوپ کی قسم اور چھاؤں کی قسم۔ شہر کی قسم۔ اور گاؤں کی قسم۔ دن کی قسم اور رات
کی قسم۔ پانچ کی قسم اور سات کی قسم غرض قسموں کی ایک نمائشگاہ ہے۔ آپ دیکھئے اور دوسروں
کو دکھائیے۔ اور نہیں شرمندہ کیجئے کہ جب خدا ایک دم میں دس دس بیس بیس قسمیں کھاتا
ہے۔ تو تم کون ہو ہمیں روکنے والے؟

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پرانے عہدنامے کی رو سے قسم کی اجازت ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل
کی ذہنیت ہی کچھ ایسی تھی کہ بغیر قسم کے کسی کے قول کا کچھ اعتبار ہی نہ ہوتا تھا اور اُن کے ہاں
قسم ہی ہر قضیہ کا آخری فیصلہ سمجھی جاتی تھی اور خدا کا منشا یہ تھا کہ بتدریج انہیں اعلیٰ صداقتوں
اور بلند حقیقتوں اور بہترین اخلاقی معیاروں تک لے آئے۔ اس لئے ابتداءً تو صرف انہیں
یہی تعلیم دی کہ جھوٹی قسم نہ کھانا۔ لیکن بالآخر حضور مسیح نے اس تعلیم کی تکمیل کردی اور فرمایا
کہ بالکل قسم نہ کھانا۔ پس اگر قرآن نے آکر کچھ سکھایا تو اس ترقی کے بعد پھر تنزل کی طرف جانا

اوراس عروج سے پستی کی طرف عود کرنا +

تبلیغ

قرآن	بائبل
تو حکمت اور عمدہ نصیحت سے اپنے رب کی طرف بُلا اور بطورِ احسن اُن سے مناظرہ کر۔ (نحل آیت ۱۲۶) + تم اہلِ کتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کرو۔مگر ایسے طور پر جو بہتر ہو (عنکبوت آیت ۴۵) +	جو کچھ میں تم سے اندھیرے میں کہتا ہوں اُجالے میں کہو اور جو کچھ تم کان میں سنتے ہو۔کوٹھوں پر اس کی منادی کرو۔جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور رُوح کو قتل نہیں کرسکتے اُن سے نہ ڈرو بلکہ اُسی سے ڈرو جو روح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کرسکتا ہے (متی ۱۰/۲۷-۲۸) + اگر تم میں کوئی راہِ حق سے گمراہ ہوجائے۔اور کوئی اُس کو پھیر لائے۔تو وہ یہ جان لے کہ جو کوئی کسی گنہگار کو اس کی گمراہی سے پھیر لائیگا - وہ ایک جان کو موت سے بچائیگا۔اور بہت سے گناہوں پر پردہ ڈالیگا (یعقوب ۵/۱۹-۲۰) + دیکھو میں تمہیں بھیجتا ہوں گویا بھیڑوں کو بھیڑیوں کے بیچ میں پس سانپوں کی مانند ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بھولے بنو۔آدمیوں سے خبردار رہو کیونکہ وہ تمہیں عدالتوں کے حوالے کرینگے اور اپنے عبادتخانوں میں تمہارے کوڑے ماریں گے (متی ۱۰/۱۶-۱۷) + لفظی تکرار نہ کریں جس سے کچھ حاصل نہیں بلکہ سُننے والے بگڑ جاتے ہیں (۲ تمطاؤس ۲/۱۴) + وہ جو مغرور ہے۔اور کچھ نہیں جانتا اُسے بحث اور لفظی تکرار کرنیکا مرض ہے جس سے حسد اور جھگڑے اور بدگوئیاں اور بدگمانیاں اور اُن آدمیوں میں ردّو بدل پیدا ہوتا ہے جنکی عقل بگڑ گئی ہے ( )

بائبل

بیوقوفی اور نادانی کی حجتوں سے کنارہ کر۔کیونکہ تو جانتا ہے کہ اُن سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور مناسب نہیں کہ خداوند کا بندہ جھگڑا کرے۔بلکہ سب کے ساتھ نرمی کرے۔اور تعلیم دینے کے لائق اور بُردبار ہو۔اور مخالفوں کو حلیمی سے تادیب کرے۔شاید خدا اُنہیں توبہ کی توفیق بخشے تاکہ وہ حق کو پہچانیں (۲-تمطاؤس ۲/۲۳-۲۵) +

یہ باتیں بھلی اور آدمیوں کے واسطے فائدہ مند ہیں۔مگر بیوقوفی کی حجتوں اور نسب ناموں اور جھگڑوں اور اُن لڑائیوں سے جو شریعت کی بابت ہوں پرہیز کر اس لئے کہ یہ لاحاصل اور بے فائدہ ہیں۔ (طیطس ۳/۹) +

ہم کسی بات میں ٹھوکر کھانے کا موقعہ نہیں دیتے۔تاکہ ہماری خدمت (تبلیغ) پر حرف نہ آئے بلکہ خدا کے خادموں کی طرح ہر بات سے اپنی خوبی ظاہر کرتے ہیں۔بڑے صبر سے مصیبتوں سے احتیاجوں سے تنگیوں سے۔کوڑے کھانے سے۔قید ہونے سے۔ہنگاموں سے محنتوں سے۔بیداریوں سے۔فاقوں سے۔پاکیزگی سے۔علم سے۔تحمل سے۔مہربانی سے۔روح القدس سے۔بے ریا محبت سے۔کلامِ حق سے۔خدا کی قدرت سے۔راستبازی کے ہتھیاروں کے وسیلے سے جو دا ہنے بائیں ہیں۔عزت اور بے عزتی کے وسیلے سے بدنامی اور نیکنامی کے وسیلے سے گو گمراہ کرنے والے معلوم ہوتے ہیں پھر بھی سچے ہیں۔گمناموں کی مانند ہیں تاہم مشہور ہیں۔مرتے ہوؤں کی مانند ہیں۔مگر دیکھو جیتے ہیں مار کھانیوالوں کی مانند۔مگر جان سے مارے نہیں جاتے۔غمگینوں کی مانند لیکن ہمیشہ خوش رہتے ہیں۔کنگالوں کی مانند مگر بہتیروں کو دولتمند کردیتے ہیں۔ناداروں کی مانند ہیں تاہم سب کچھ رکھتے ہیں ( )

جب ہم پر ایسا رحم ہُوا کہ ہمیں یہ خدمت ملی۔تو ہم ہمت نہیں ہارتے۔بلکہ ہم نے شرم کی پوشیدہ باتوں کو ترک کردیا۔اور مکاری کی چال نہیں چلتے۔نہ خدا کے کلام میں آمیزش کرتے ہیں بلکہ حق ظاہر کرکے خدا کے روبرو ہر ایک آدمی کے دل میں اُن کی نیکی بٹھاتے ہیں (۲-کرنتھیوں ۴/۱-۲) +

خدا کا شکر ہے جو مسیح میں ہم کو ہمیشہ اسیروں کی طرح گشت کراتا ہے۔اور اپنے علم کی خوشبو ہمارے وسیلے سے ہر جگہ پھیلاتا ہے (۲-کرنتھیوں ۲/۱۴) +

اسلام اور عیسائیت دونوں تبلیغی مذاہب ہیں۔اِس لئے تبلیغ دین کے طریق بھی دونوں مذہبوں کی کتابوں نے بیان کئے ہیں۔قرآن کی آیت نمبر ۲ تو صرف اہل کتاب کے ساتھ

اچھے طور پر جھگڑا کرنے کے متعلق ہے۔ اس لئے یہ خاص جماعت کے ساتھ مناظرہ کے لئے خاص حکم ہے۔ ہاں پہلی آیت عام ہے۔ اور در حقیقت یہ ہے بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہدایت "حکمت اور عمدہ نصیحت سے" لوگوں کو حق کی طرف بلانا واقعی اچھی بات ہے۔ اور "بطور احسن" مناظرہ کرنا بھی مستحسن۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اس اجمال کی تفصیل قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ اور انجیل میں تبلیغ دین کی نسبت نہایت مفصل اور عمدہ احکام ہیں "جو کچھ اندھیرے میں سُنتے ہوا جائے میں کہو اور جو کچھ تم کان میں سُنتے ہو۔ کوٹھوں پر اس کی منادی کرو۔" پھر لکھا ہے کہ "تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ" یہ تو ہوا تبلیغ کا حکم۔ اب اس کی ضرورت بھی سُنئے کہ "کسی گمراہ کو گمراہی سے پھیر لانا۔ ایک جان کو موت سے بچاتا ہے۔" اسی پر بس نہیں طریق تبلیغ بھی نہایت مفصل طریق پر بیان کیا ہے "بھیڑوں کی طرح حلیم ہو کر جاؤ۔ ہوشیار مگر بے ضرر ہو کر رہو۔ لفظی تکرار نہ کرو۔ نادانی کی حجتوں اور جھگڑوں سے کنارہ کرو۔ مخالفوں کو حلیمی سے تادیب کرو۔ بُردبار بنو کسی بات میں ٹھوکر کھانے کا موقعہ نہ دو" بلکہ "صبر سے مصیبتوں سے۔ پاکیزگی سے۔ علم سے تحمل سے۔ بے ریا محبت سے اور راستبازی کے ہتھیاروں سے" خدا کے لئے دلوں کو فتح کرو۔ اور "خدا کے علم کی خوشبو، ہر جگہ پھیلاتے پھرو۔ اسی تعلیم کا اثر ہے کہ جہاں مسیحی مبلغ جاتے ہیں۔ بیماروں کے لئے ہسپتال کھول دیتے ہیں۔ بیوہ خانے اور یتیم خانے بناتے ہیں۔ کمزوروں کی مدد کرتے ہیں اور "بے ریا محبت" سے لوگوں کو قائل کرتے ہیں جھگڑا نہیں کرتے۔ بلکہ کلام حق سے اور مہربانی سے بغیر غصہ کے اس محبت کے دین کی تبلیغ کرتے ہیں "خدا کے کلام میں آمیزش نہیں کرتے بلکہ حق ظاہر کر کے ہر ایک آدمی کے دل میں اپنی نیکی بٹھاتے ہیں" اور "ہمت نہیں ہارتے" لکھا ہے کہ "تمہارا کلام ہمیشہ ایسا پُر فضل اور نمکین ہو کہ تمہیں ہر شخص کو مناسب جواب دینا آجائے (کلسیوں ۴/۶) +

رسولوں کی تبلیغی خدمات اور اُن کی مشقتوں کا حال اُن کے اپنے الفاظ میں سنئیے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "ہم مسیح کی خاطر بیوقوف ہیں۔ ہم اس وقت تک بھوکے پیاسے اور ننگے ہیں اور مکے کھاتے اور آوارہ پھرتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے مشقت اُٹھاتے ہیں۔ لوگ بُرا کہتے ہیں ہم دعا دیتے ہیں۔ وہ ستاتے ہیں ہم سہتے ہیں۔ وہ بدنام کرتے ہیں۔ ہم منت سماجت کرتے ہیں۔ ہم آجتک دُنیا کے کوڑے اور ساری چیزوں کی جھڑن کی مانند رہے (۱-کرنتھیوں ۴/۱۰-۱۳) اور پھر کہتے ہیں کہ "ہم نے کسی پر بوجھ نہ ڈالنے کی غرض سے رات دن محنت مزدوری کر کے خدا کی خوشخبری کی منادی

کی (تھسلنیکیوں ۲/۹) بس یہ ہے سچی روح تبلیغ۔ کہ دکھ اُٹھا اور بشارت کا کام انجام دے۔ (۲-تمطاؤس ۴/۵) +

نُعمائے بہشت

قرآن	بائبل
پھر وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں میں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے۔ اور کافروں کو قتل کیا اور خود قتل ہوئے میں ضرور اُن کی بدیوں کو دور کروں گا اور اُن کو اُن باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں داخل کرونگا (آل عمران آیت ۱۹۴) +	کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ جب ہمارا خیمہ کا گھر جو زمین پر ہے گرایا جائیگا۔ تو ہم کو خدا کی طرف سے آسمان پر ایک ایسی عمارت ملیگی۔ جو ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں بلکہ ابدی ہے چنانچہ ہم اس میں کراہتے ہیں اور بڑی آرزو رکھتے ہیں کہ اپنے آسمانی گھر سے ملبس ہو جائیں (کرنتھیوں ۵/۱) +
جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اللہ انہیں باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس میں اُن کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائینگے۔ اور اُن کی پوشاک وہاں ریشم ہوگی (حج آیت ۲۳-۲۴) +	مبارک ہیں وہ مردے جو اب سے خداوند میں مرتے ہیں روح کہتا ہے کہ بیشک کیونکہ وہ اپنی محنتوں سے آرام پائینگے (مکاشفہ ۱۴/۱۳) + میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہدیتا۔ کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ اور اگر میں جا کر تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لیلونگا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو (یوحنا ۱۴/۲-۳) +
اور اُس شخص کے لئے جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا دو باغ ہیں ..... ان باغوں میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں۔ اُن بہشتیوں سے پہلے کوئی آدمی اور جن ان سے ہمبستر نہیں ہوا۔ اور وہ ایسی ہیں۔ جیسے یاقوت یا موتی ..... گورے رنگ کی ہیں جو خیموں میں رکی بیٹھی ہیں (رحمٰن آیت ۴۶-۷۲) +	جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں نہ آدمی کے دل میں آئیں وہ سب خدا نے اپنے محبت رکھنے والوں کے لئے تیار کر دیں

قرآن	بائبل
مگر جو اللہ کے خاص بندے ہیں۔ اُنکے لئے رزق مقرر ہے۔ طرح طرح کے میوے اور اُنکی عزت کیجائیگی۔ نعمت کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے نتھری ہوئی شراب کے پیالے کا اُن پر دور چلیگا۔ وہ شراب سفید ہوگی پینے والوں کے لئے مزیدار نہ اس شراب کی وجہ سے سر گھومیگا اور نہ وہ اس کی وجہ سے بیہودہ بکینگے۔ اور ان کے پاس فراخ چشم نیچی نگاہ والی عورتیں ہونگی۔ گویا وہ چھپائے ہوئے انڈے ہیں (صافات آیت ۳۹-۴۷)+ بیشک متقی چین کی جگہ ہونگے۔ باغوں اور چشموں میں۔ باریک اور گاڑھے ریشم کی پوشاک پہنینگے۔ ایک دوسرے کی طرف مُنہ کئے ہونگے۔ یہی ہوگا۔ اور گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہم اُن سے بیاہ دینگے۔ ہر ایک میوہ خاطر جمعی سے وہاں منگوالینگے (دخان آیت ۵۱-۵۵)+ اس بہشت کا بیان جس کا متقیوں سے وعدہ ہوا ہے یہ ہے کہ وہاں اُس پانی کی نہریں جس میں بدبو نہیں اور دودھ کی نہریں ہیں جسکا مزا نہیں بدلا اور شراب کی نہریں ہیں۔ جو پینے والے کو لذت دیتی ہیں اور صاف شہد کی نہریں ہیں۔ اور اُن کے لئے وہاں ہر قسم کا میوہ ہے۔ اور اُن کے رب کی طرف سے معافی (محمد آیت ۱۲-۱۷)+ لیکن جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اُن کے لئے بالاخانے ہیں۔ اُنکے	(۱-کرنتھیوں ۲/۹)+ جو غالب آئے ہیں۔ اُسے اِس زندگی کے درخت میں سے جو خدا کے فردوس میں ہے پھل کھانے کو دونگا (مکاشفہ ۲/۷)+ پھر صدوقی جو کہتے ہیں کہ قیامت ہے ہی نہیں ان میں سے بعض نے یسوع کے پاس آکر یہ سوال کیا کہ اے اُستاد موسےٰ نے ہمارے واسطے لکھا ہے کہ اگر کسی کا بیاہا ہوا بھائی بے اولاد مرجائے تو اُسکا بھائی اس کی بیوی کو کرے اور اپنے بھائی کے لئے نسل پیدا کرے۔ چنانچہ سات بھائی تھے پہلے نے بیوی کی اور بے اولاد مرگیا۔ پھر دوسرے نے اسے بیاہا اور تیسرے نے بھی اسی طرح ساتوں بے اولاد مرگئے۔ آخر کو وہ عورت بھی مرگئی۔ پس قیامت میں وہ عورت کس کی بیوی ہوگی۔ کیونکہ وہ ساتوں کی بیوی بنی تھی۔ یسوع نے اُن سے کہا کہ اس جہان کے فرزندوں میں تو بیاہ شادی ہوتی ہے۔ لیکن جو لوگ اس لائق ٹھہرینگے کہ اس جہان کو حاصل کریں اور مُردوں میں سے جی اٹھیں ان میں بیاہ شادی نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ پھر مرنے کے بھی نہیں۔ اس لئے کہ فرشتوں کے برابر ہوں گے (لوقا ۲۰/۲۷-۳۶)+ قیامت میں بیاہ شادی نہ ہوگی بلکہ لوگ آسمان پر فرشتوں کی مانند ہونگے (متی ۲۲/۳۰)+ یہاں ہمارا کوئی قائم رہنے والا شہر نہیں بلکہ ہم

قرآن	بائبل
اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں۔ اُنکے نیچے نہریں بہتی ہیں (زمر آیت ۲۱)+	آنے والے شہر کی تلاش میں ہیں (عبرانیوں ۱۳/۱۴)+

قرآن

اور جو آگے بڑھنے والے ہیں۔ وہ تو آگے بڑھنے والے ہی ہیں۔ وہی مقرب ہیں نعمت کے باغوں میں... جڑاؤ تختوں کے اوپر۔ اُن پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ سدا رہنے والے غلمان ان کے پاس لئے پھرتے ہیں۔ آبخورے اور لوٹے اور نتھری شراب کے پیالے۔ اس شراب سے نہ سر دُکھیگا اور نہ بکواس لگیگی اور میوے جیسے وہ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جس قسم کا چاہیں اور گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں جیسے چھپے ہوئے موتی۔ . . . . . ان عورتوں کو ہم نے ایک اُٹھان پر اُٹھایا ہے پھر ہم نے اُنہیں کنواریاں بنایا۔ شوہروں کی پیاری ہم عمر بنایا۔ دہنی طرف والوں کے لئے (واقعہ آیت ۱۰-۳۷)+

وہاں تختوں پر تکئے لگاکر بیٹھینگے۔ نہ وہاں دھوپ دیکھینگے اور نہ جاڑا۔ اور اُن پر اُس کے سایے جھک رہے ہیں۔ اور اس کے میوے نزدیک نزدیک لٹک رہے ہیں اور اُن پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخوروں کا دور چلیگا۔ یہ شیشے چاندی کے ہیں۔ پلانے والوں نے ان کا اندازہ کر رکھا ہے۔ اور ان کو وہاں ایسے پیالے بھی پلائے جائینگے جن کی شراب میں سونٹھ کی آمیزش ہے۔ وہ ایک چشمہ ہے جسکا نام سلسبیل ہے اور اُن کے پاس ہمیشہ رہنے والے نوجوان لڑکے (غلمان) پھرتے ہیں۔ جب تو اُنہیں دیکھے تو بکھرے ہوئے موتی سمجھے+

بہشت اور نعمائے بہشت کی بحث کا مقدمہ دراصل یہ ہے کہ اس جہان سے گزرنے اور دنیا کی ناگوار کشمکش سے مخلصی پانے کے بعد ہمارا جسم کیسا ہوگا۔ ماحول کیا ہوگا اور ان کے تقاضے کیا ہونگے تاکہ ہم فیصلہ کرسکیں کہ نعمائے جنت کی نوعیت کیا ہونی چاہیئے۔ قرآن مجید نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے لیکن انجیل جلیل سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ ہمارے اسی جسم خاکی کی پھر قیامت ہوگی مگر اس میں ایک عجیب اور حیرت انگیز انقلاب رونما ہوگا۔ لکھا ہے کہ خداوند ہماری پست حالی کے بدن کی شکل بدل کر اپنے جلالی بدن کی صورت پر بنائیگا"۔ اور دوسرے مقام پر اس کی تفصیل یوں آئی ہے کہ جسم فنا کی حالت میں بویا جاتا ہے اور بقا کی حالت میں جی اُٹھتا ہے۔ بے حرمتی کی حالت میں بویا جاتا ہے اور جلال کی حالت میں جی اُٹھتا ہے۔ کمزوری کی حالت میں بویا جاتا ہے اور قوت کی حالت میں جی اُٹھتا ہے۔ نفسانی جسم بویا جاتا ہے اور رُوحانی

جسم جی اُٹھتا ہے"۔ غرض اِس پُتلۂ خاک کی ترکیبِ ثانوی اِن پریشان اور برباد ہو جانے والے عناصر سے نہ ہوگی بلکہ "یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنیگا" جس کے بعد حیاتِ جاودانی اور ابدی زندگانی ہے۔ پس وہ جسم بھی بے مایہ و بے وقار جسمانی آلائشوں سے ملوث اور نفسانی خواہشات سے آلودہ۔ مٹ جانے اور فنا ہونے والا جسم نہ ہوگا۔ بلکہ ایک غیر فانی اور باقی رہنے والا جلالی اور روحانی وجود ہوگا۔ جس پر نہ "موت کا ڈنک" چلیگا۔ نہ "گناہ کا زور"۔ ہماری آنکھیں یہ ظاہریں آنکھیں نہ ہونگی جو حسنِ ظاہری انہیں لُبھا سکے اور اپنی سحر طرازیوں سے انہیں بھرما سکے۔ بلکہ اُن میں وہ نورِ بصارت ہوگا کہ جس سے ہم نادیدنی اشیا کو دیکھینگے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اپنے مولا کی زیارت کرینگے۔ جس کے دیدارِ فرحت آثار کے لئے رُوح بے چین ہے اور دل مضطرب کہ ان کثیف آنکھوں سے ہم ان حقائقِ لطیفہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ اسی طرح ہمارا دل یہ تڑپنے والا بیتاب و بیقرار دل نہ ہوگا جو ہر حسین ہستی کو دیکھکر مچل جاتا ہے۔ بلکہ اسے بجز ذاتِ باری کی تمنا و طلب کے نہ کوئی شئے گرما سکیگی۔ نہ بجز اُسکے وصال کے کوئی چیز سیری بخشیگی۔ پھر ہمارے دوسرے حواس بھی لازماً جُدا ہونگے اور ہمارے جذبات۔ ہمارے ارادے ہماری خواہشات اور ہماری آرزوئیں سب نئی ہونگی۔ بلکہ ممکن ہے کہ ہمیں کوئی خواہش ہی نہ ہو۔ نہ ہمیں بھوک لگیگی اور نہ پیاس ستائیگی۔ کہ کھائیں پئیں اور شکم پُری اور تن پروری میں لگے رہیں۔ کیونکہ اگر ہم کھائینگے تو کھانا تخلیل بھی ہوگا کچھ ہمارا جزوِ بدن بنیگا اور کچھ فُضلہ بنکر خارج ہوگا۔ اور اُس سے بدبو اور عفونت ہوگی اور بہشت گندگی سے بھر جائیگا۔ اسی طرح خواہشِ جماع بھی وہاں ہمیں پریشان نہ کریگی۔ کیونکہ اگر یہ پلید نفسانی خواہش ہمارے لاحق رہی تو لازم ہے کہ بدرجہ اَتم پُوری کی جائے۔ تاکہ بہشتیوں کے عیش و سُرور میں فرق نہ آئے۔ اور جب اشیاءِ خورد و نوش اس کثرت و افراط سے ہونگی تو قیاس چاہتا ہے کہ حوروں کا بھی ریوڑ کا ریوڑ ہر ایک مردِ صالح کے حوالے کیا جائے پھر کیا ایسا مقام پاکیزہ اور اعلیٰ جائے قیام متصور ہو سکتا ہے۔ جہاں یہی دُنیوی لذائذ اور نفسانی آلودگیاں اپنی انتہائی صورت میں فراہم کر دیجائیں۔ لیکن نہیں۔ وہ زندگی جدا ہوگی۔ ہمارا وجود ہی کچھ اور قسم کا ہوگا اور اس کے تقاضے ہرگز یہ نہ ہونگے جس کا نقشہ قرآن نے کھینچا ہے "بے شک متقیوں کو مراد ملنی ہے۔ باغ ہیں اور انگور اور نوجوان اور نار پستان عورتیں سب ایک عمر کی اور چھلکتے پیالے"۔ (سورہ نبا آیت ۳۱-۳۴) ؎

کیا سناؤں تمہیں اِرَم کیا ہے ÷ خاتمِ آرزوئے دیدہ و گوش

شاخِ طُوبےٰ پر نغمہ ریز طیُور ÷ بے حجابانہ حُور جلوہ فروش

ساقیانِ جمیل جام بدست ÷ پینے والوں میں شورِ نوشانوش

اس بہشت کی نعمتوں کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔ قرآن کا کثیر حصہ انہیں باتوں سے پُر ہے۔ بغرضِ اختصار ایک بڑے طومار میں سے صرف یہی آیات انتخاب کی ہیں از روئے قرآن بہشت ایک نہایت مکروہ جگہ ہوگی جہاں اگر کچھ ہے تو جسمانی اسبابِ تعیش اور سامانِ تنعم ہم نے اکثر دراز ریش ملاؤں کو ان نعمتوں کا مزا لے لیکر ذکر کرتے دیکھا ہے۔ حوروں کے نام پر اُن کے مُنہ میں پانی بھر آتا ہے۔ نیلے تہبند پہننے والے جب سنتے ہیں کہ وہاں ریشم و دیبر کے سِلے سِلائے سُوٹ زیبِ تن کرینگے۔ سونے کے کنگن پہنینگے اور موتی زیبِ گلو ہونگے۔ تو اُن کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ سایہ دار درخت اور جھکے ہوئے باغات اور اُن کے نیچے بہتی ہوئی نہریں۔ پانی کی نہریں۔ دودھ کی نہریں اور شہد کی نہریں نتھری ہوئی اور لذیذ شراب اور وہ بھی مٹی کے پیالوں میں پینے والوں کو شیشے اور چاندی کے برتنوں میں اور پھر پلانے والے بھی "سدا رہنے والے غلمان" جو گویا کہ "بکھرتے ہوئے موتی" ہیں۔ یہ سماں ہو۔ یہ فراغت ہو۔ یہ خلوت ہو۔ اور وہاں اُنہیں حُوریں مل جائیں۔ اور کیسی حوریں۔ گویا "یاقوت اور موتی۔ چھپائے ہوئے انڈے۔ سفید رنگ۔ خوش جمال۔ فراخ چشم۔ کنواریاں۔ شوہروں کی پیاریاں۔ ایک عمر کی اور ایک اُٹھان پر" اور سب سے بڑھکر یہ کہ "اُن بہشتیوں سے پہلے کوئی آدمی اور جن اُن سے ہم بستر نہیں ہوا" ار عیش پسندوں کے لئے ان سے زیادہ اور کیا سامان درکار ہیں۔ غارت ہوں ایسے بہشتی اور فنا ہو ایسا بہشت جہاں نفسانی خوشیاں اور شہوانی خواہشات پوری ہوں۔ بوالہوسوں کے جی للچائے ہوئے ہوں تو ہوں۔ مگر شرفا کے لئے تو یہ جنت نارِ جہنم سے بڑھکر ہے۔ اور عارف اس پر لعنت بھیجتے ہیں کیونکہ وہ شخص جو مجازی عیش و عشرت کو چھوڑ اور جسمانی خوشیوں سے ہاتھ کھینچ اُس حقانی عیش و روحانی لذت کا جویا ہُوا جو خدا کی محبت و معرفت اور اس کے تقرب و وصال میں حاصل ہوتی ہے ایسے بہشت میں کچھ راحت نہیں پا سکتا۔ ذرا انجیل کے بیانات تو دیکھیے کہ "جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں۔ نہ آدمی کے دل میں آئیں وہ سب خدا نے اپنے محبت رکھنے والوں کے لئے تیار کر دیں"۔ بہشت "ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں"۔ "وہاں لوگ محنتوں سے آرام پائینگے"۔ اُس جگہ جسمانی کھانے نہ ہونگے بلکہ زندگی کے درخت کا پھل ہوگا"۔ کیونکہ جسمانی خواہشات

سب مٹ جائینگی۔ ”نہ کبھی بھوک لگیگی نہ پیاس“ بہشتی ”ایک پاکیزہ زندگی بسر کرینگے“۔ ”ان میں بیاہ شادی نہ ہوگی“ اور ”وہ فرشتوں کے برابر ہونگے“، خدا کا دیدار اُن کی خوشی ہوگی۔ اُس کی حضوری سے وہ لطف اندوز ہونگے ”اُس کے بندے اُس کی عبادت کرینگے اور وہ اُس کا منہ دیکھیں گے“ (مکاشفہ ۲۲: ۳-۴) اور فی الحقیقت اس مزے کے سامنے سب مزے ہیچ ہیں۔ یہ ایک پاک لذت ہے جسکا تصور بھی عرب کے حُدی خوان اپنے دماغوں میں نہ لا سکتے تھے۔ اور غالباً اسی لئے انہیں اُن کے خیالات وخواہشات کے مطابق ایسی باتیں بتائی گئیں کہ جن کے نقل کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اُستاد غالب نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن　　دِل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

یہ بالبداہت ایسی نامناسب اور نالائق باتیں ہیں کہ دورِ حاضرہ کے مہذب اور فہمیدہ مسلمان اِن سے شرماتے ہیں“ اور اِن کو استعارات وتشبیہات کہہ کر تاویل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک احمدی بھائی نے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ انجیل میں بھی بہشت کا جسمانی تصور موجود ہے اور وہ اس کی تائید میں ایک آیت پیش کرتے ہیں۔ جہاں خداوند نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری خاطر دنیا میں کچھ چھوڑیگا۔ اُس کو سَو گنا ملیگا اور استدلال اُن کا یہ ہے کہ جو کوئی دنیا میں ایک بیوی چھوڑیگا عاقبت میں سَو بیویاں اُسے ملینگی۔ اِن حضرت کو بھی کیا دُور کی سُوجھی۔ سچ ہے بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔ اُنہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ”سَو گنا“ کے متصل ہی یہ لفظ موجود ہیں ”ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوگا“ اور یہی انعام ہے جو جسمانی آسائشوں اور نفسانی لذتوں سے سَو گنا کیا ہزار گنا بڑھکر ہے۔ پھر وہ ایک آیت مکاشفات سے پیش کرتے ہیں کہ بہشت کے درمیان ”زندگی کا درخت“ ہے۔ اب انہیں ہم کیونکر سمجھائیں کہ ”زندگی کا درخت“ کوئی پیڑ نہیں جس سے بہشتی پھل توڑ کر کھائینگے۔ وہ کوئی آم کا درخت نہیں جامن کا درخت نہیں۔ بلکہ ”زندگی کا درخت“ ہے۔ اور یہ ایک لطیف تشبیہ ہے جس سے فقط زندگی مراد ہے۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ انجیل میں بہشت کو عمارت اور گھر کہا گیا ہے۔ ہم انجیل کا وہ مقام لفظ بہ لفظ نقل کر دیتے ہیں تاکہ ناظرین سمجھ سکیں کیا اس سے کوئی جسمانی تصور پیدا ہو سکتا ہے۔ لکھا ہے کہ ”جب ہمارا خیمہ کا گھر جو زمین پر ہے گرایا جائیگا تو ہم کو خدا کی طرف سے آسمان پر ایک ایسی عمارت ملیگی جو ہاتھ کا بنا ہوا گھر نہیں۔ بلکہ ابدی ہے چنانچہ ہم اس میں کراہتے ہیں اور بڑی آرزو رکھتے ہیں کہ اپنے آسمانی گھر سے ملبس ہو جائیں تاکہ ملبس ہونے کے

باعث ننگے نہ پائے جائیں۔ کیونکہ ہم اس خیمہ میں رہکر بوجھ کے مارے کراہتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ یہ لباس اُتارنا چاہتے ہیں بلکہ اس پر اَور پہننا چاہتے ہیں تاکہ وہ جو فانی ہے زندگی میں غرق ہو جائے“ (۲-کرنتھیوں ۵: ۱-۴) اب اگر قادیاں کے دار العلوم میں یہی سکھایا جاتا ہے کہ عبارت مافوق سے مادی بہشت اور مکانات اور عمارات مراد ہیں۔ تو ہمیں اپنے دوست کو معذور رکھنا چاہیے کہ پہلے سے بہشت کا یہی نقشہ اُن کے دماغ میں جم گیا ہے۔ خدا اُنہیں روحانی باتوں کے سمجھنے کی استعداد دے +

حقوق العباد

جہاد

قرآن

قتال تم پر فرض ہُوا ہے۔ اور وہ تمہیں بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اور شاید تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو (بقر آیت ۲۱۲، ۲۱۶)

اور تم خدا کی راہ میں لڑائی کرو۔ اور جانو کہ اللہ سُنتا اور جانتا ہے (بقر آیت ۲۴۵) +

بیشک اللہ اُن لوگوں سے محبّت رکھتا ہے جو اس کی راہ میں قطار باندھکر لڑتے ہیں کہ گویا وہ ایک سیسہ ملائی ہوئی دیوار ہیں (صف آیت ۴)

مسلمانوں سے اُن کی جانیں اور مال اللہ نے بعوض بہشت خرید کی ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ (توبہ آیت ۱۱۲) +

پھر جب حرمت کے مہینے گذر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اور پکڑو اور گھیرو۔ اور گھات کی جگہ میں اُن کے لئے بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں (یعنی مسلمان ہوں) اور نمازیں پڑھیں اور زکوٰۃ دیں۔ تو تم اُن کی راہ چھوڑ دو (توبہ آیت ۵) +

اہلِ کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور آخری دن پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور اُس کے رسول کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حرام نہیں جانتے اور دینِ حق (اسلام) قبول نہیں کرتے

بائبل

غرض خداوند میں اور اُس کی قدرت کے زور میں مضبوط بنو۔ خدا کے سب ہتھیار باندھ لو تاکہ تم ابلیس کے منصوبوں کے مقابلہ میں قائم رہ سکو۔ کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے کشتی نہیں کرنی ہے۔ بلکہ حکومت والوں اور اختیار والوں اور اس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی اُن روحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔ اس واسطے تم خدا کے سارے ہتھیار باندھ لو تاکہ بُرے دن میں مقابلہ کرسکو اور سب کاموں کو انجام دیکر قائم رہ سکو پس سچائی سے اپنی کمر کسکر اور راستبازی کا بکتر لگا کر اور اپنے پاؤں میں صلح کی خوشخبری کی تیاری کے جوتے پہنکر اور ان سب کے ساتھ ایمان کی سپر لگا کر قائم رہو۔ جس سے تم اُس شریر کے سارے جلتے ہوئے تیروں کو بجھا سکو۔ اور نجات کا خود اور روح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے لے لو۔ (افسیوں ۶/۱۰-۱۷) +

ہم اگرچہ جسم میں زندگی گذارتے ہیں مگر جسم کے طور پر لڑتے نہیں۔ اس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں بلکہ خدا کے نزدیک قلعوں کو ڈھا دینے کے قابل ہیں (۲۔کرنتھیوں ۱۰/۳-۴)

جہاد

قرآن

تم مسلمان ایسوں سے مقابلہ کرو یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں۔ اور ذلیل ہو کر رہیں (توبہ آیت ۲۹) +

منافق چاہتے ہیں کہ کاش تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہیں تاکہ تم سب برابر ہو جاؤ۔ سو تم ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ۔ جب تک کہ وہ خدا کی راہ میں ہجرت نہ کریں پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو اُنہیں پکڑو اور قتل کرو جہاں کہیں پاؤ (نسا آیت ۹۱) +

اور جنگ کفار کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے قوت اور گھوڑے باندھنے کی تیاری کرو۔ تاکہ ایسا کرنے سے تم اپنے اور خدا کے دشمنوں کو ڈراؤ۔ اور اُن کے سوا اور لوگوں کو بھی ڈراؤ۔ جنہیں تم نہیں جانتے اُنہیں اللہ ہی جانتا ہے۔ (انفال آیت ۶۲) +

سو مشرک اگر توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔ اور ہم اہلِ علم کے لئے پتے کھولتے ہیں۔ اور جو وہ اپنے عہد کے بعد قسمیں توڑیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم اُن کفر کے اماموں سے لڑو اُن سے لڑو۔ اللہ تمہارے ہاتھ سے اُنہیں دُکھ پہنچائیگا۔ اور اُنہیں رسوا کریگا۔ اور اُن پر تمہیں مدد دیگا۔ اور مسلمانوں کے دلوں کو شفا بخشیگا۔ اور مسلمانوں کے دلوں کا غُصّہ دُور کریگا (توبہ آیت ۱۱-۱۵) +

بائبل

خداوند نے میرے منہ کو تیز تلوار کی مانند کیا۔ اور مجھ کو اپنے ہاتھ کے سائے تلے چھپایا۔ اُسنے مجھے تیرِ آبدار کیا اور اپنے ترکش میں مجھے چھپا رکھا (یسعیاہ ۴۹/۲) +

کیونکہ خدا کا کلام زندہ اور موثر اور ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اور جان اور روح اور بند بند اور گودے گودے کو جُدا کر کے گذر جاتا ہے (عبرانیوں ۴/۱۲) +

یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔ کیونکہ میں اس لئے آیا ہوں کہ آدمی کو اُس کے باپ سے اور بیٹی کو اُس کی ماں سے اور بہو کو اُس کی ساس سے جُدا کر دوں اور آدمی کے دشمن اس کے گھر کے لوگ ہونگے (متی ۱۰/۳۴-۳۶) +

جسکے پاس نہ ہو۔ وہ اپنی پوشاک بیچکر تلوار خرید ے۔ (لوقا ۲۲/۳۶) +

اور دیکھو یسوع کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلا کر اُس کا کان اُڑا دیا۔ یسوع نے اُس سے کہا اپنی تلوار کو میان میں کر۔ کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائینگے (متی ۲۶/۵۱-۵۲)

یسوع نے جواب دیا کہ میری بادشاہت دُنیا کی نہیں اگر میری بادشاہت دُنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے (یوحنا ۱۸/۳۶)

قرآن جہاد بائبل

سو جب تم کافروں سے بھڑ جاؤ تو ان کی گردنیں مارو۔
یہاں تک کہ تم اُن میں خوب خونریزی کر چکو تو اُن
کی مشکیں باندھ لو (محمد آیت ۴) ✦

دین میں زبردستی نہیں ہے (البقر آیت ۲۵۷)✦

جہاد۔ اسلام پر ایک مشہور اور عام اعتراض مدت سے چلا آیا ہے کہ یہ مذہب بزورِ شمشیر پھیلا۔ مگر یہ ایک تاریخی سوال ہے جنہیں تحقیق کی حاجت ہو وہ تاریخ اسلام کی اوراق گردانی کریں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کیونکہ ہم کو تو قرآن کی تعلیم سے سروکار ہے۔ ہمارا سوال صرف یہ ہے۔ کہ قرآن کے احکام اُس کے متعلق کیا ہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ قرآن نے جہاد کا حکم دیا اور خدا اور اُس کے دین کے نام پر جنگ کرنا جائز ٹھہرایا۔ بےشمار ایسی آیات ہیں جن سے بزدل سے بزدل انسان کے دل میں بہادری کے ولولے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور رگوں میں خون جوش مارنے لگتا ہے۔ سورتوں کی سورتیں اس مذہبی جنگ کے ذکر سے بھری ہیں۔ سورۂ نساء کو دیکھو دسویں رکوع سے پندرھویں رکوع تک سب جہاد کا ہی ذکر ہے۔ اور اسی کے احکام و آداب ہیں۔ سورۂ انفال اور سورۂ ممتحنہ ساری کی ساری جنگ کے متعلق ہیں۔ سورۂ محمدؐ اور سورۂ فتح میں سر بسر یہی راگ الاپا گیا ہے۔ سورۂ حشر میں بھی یہی حشر بپا ہے۔ اور سورۂ توبہ۔ سے تو یہی بھلی۔ پھر ان کے علاوہ جنگ جدل اور قتل و غارت کے احکام سارے قرآن میں منتشر صورت میں ملتے ہیں اور یہ سچ ہے کہ ”مسلمانوں سے ان کی جانیں اللہ نے بہشت کے عوض خرید کی ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں“۔ بہشت سے بڑھ کر اور کیا شے محرک جنگ ہو سکتی تھی۔ عرب سمجھتے تھے کہ جان پر کھیل گئے تو کیا۔ حوریں آغوش پھیلائے اور شراب ارغوان کے جام لئے ان کے استقبال کو کھڑی ہیں۔ اسی لئے تو وہ ”قطار بانده کر لڑتے تھے۔ اب ایک یہ سودا ہے۔ جو خدا نے مسلمانوں کے ساتھ کیا کہ ان کی جانیں حوروں والے بہشت کے عوض خرید لیں۔ تاکہ وہ ماریں اور مریں۔ اور ایک وہ سودا ہے جو مسیح نے گنہگاروں کے ساتھ کیا۔ کہ اُس نے اپنی بیش قیمت جان نثار کر دی اور اپنا خون بہایا۔ تاکہ لوگ بھی اپنی زندگیاں اُس کے حوالے کر دیں دونوں خریداروں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ ایک جہاد ہے جس کی قرآن تعلیم دیتا ہے کہ ”قتال تم پر فرض ہوا ہے“۔ اور ایک جہاد ہے جس کی انجیل تلقین

کرتی ہے اور وہ جہاد بالنفس ہے۔ وہ دوسروں کی غارت گری نہیں بلکہ اپنے آپ پر قابو پانا ہے۔ ”جو غصہ کرنے میں دھیما ہے پہلوان سے بہتر ہے۔ اور جو اپنی روح پر ضابط ہے اس سے جو شہر کو لے لیتا ہے“۔ ایک تلوار ہے کہ اسلام اس کے بے نیام کرنے کا حکم دیتا ہے جس سے مشرک نیست کئے جاتے ہیں۔ منافق قتل ہوتے ہیں۔ کفار کی گردنیں ماری جاتی ہیں۔ اور اہلِ کتاب ذلیل ہوتے ہیں۔ مگر ایک تلوار اور ہے جسکے استعمال کی وہ امن کا شہزادہ اجازت دیتا ہے اور وہ فولادی تلوار نہیں جس نے بنی نوع انسان کا خون پانی کی طرح بہا دیا بلکہ وہ خدا کا کلام ہے۔ جس کی نسبت لکھا ہے کہ ”وہ ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اور جان اور روح اور بند بند اور گودے گودے کو جدا کر کے گذر جاتا ہے“۔ کیونکہ اگرچہ ”ہم جسم میں زندگی گذارتے ہیں۔ مگر جسم کے طور پر لڑتے نہیں۔ اس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں“۔ کیونکہ ”ہمیں خون اور گوشت سے کشتی نہیں کرنی“۔ ورنہ اس خونخوار آہنی شمشیر کا محبت امن اور سلامتی کی بادشاہت میں کیا دخل۔ جسکا ایک آئین یہ ہے کہ ”جو تلوار کو کھینچتے ہیں وہ سب خدائی تلوار سے ہلاک کئے جائیں گے“۔ ہاں اسی بادشاہت کی نسبت مسیح نے فرمایا کہ ”اگر میری بادشاہت دنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے“۔ ”اے لڑنے والو آؤ اور اس بادشاہت میں داخل ہو جاؤ جس میں جانِ ناحق لینے کی بجائے جان دینی داخلِ حسنات ہے جان گیری کی بجائے جان نثاری ثواب سمجھا جاتا ہے۔ خدا کی مخلوق کے خون گرانے اور گردنیں مارنے سے خدا خوش نہیں ہوتا۔ ہاں اگر حوصلہ ہو تو اپنی نقد جان ”اپنے پڑوسی کے لئے“ نثار کرو ✦

الحمد للہ کہ ایک گہری حکمت کی بنا پر جناب مرزا نے آیاتِ جہاد کو منسوخ قرار دیدیا۔ ممکن ہے خلیفہ محمود صاحب ایک قدم اور بڑھائیں اور انہیں قرآن سے خارج ہی کر دیں۔ کیونکہ خود اُن کے اعتقاد کے بموجب اب ان کی چنداں ضرورت نہیں ان آیات پر ہاتھ صاف کریں تو ہم کچھ اور مشورہ بھی دیں گے ✦

ایک بھائی کے ہم مشکور ہیں جس نے بہت ہی سب و شتم ہم پر روا رکھا اور بہت سخت سست کہا اور ایک تحدی کی کہ ہم قرآن مجید سے ایک آیت ایسی نکال دیں جس سے یہ ثابت ہو کہ مخالفین اسلام کو منکرِ اسلام ہونے کی وجہ سے قتل کرنا قرآن کی رُو سے جائز ہے“۔ ہم ایسی متعدد آیات اُوپر لکھ چکے ہیں۔ مگر اُن کی آگاہی اور توجہ کے لئے پھر لکھتے ہیں۔ دیکھئے قرآن کی آیت ✦

”مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور پکڑو اور گھیرو اور ہر گھات کی جگہ میں اُنکے لئے بیٹھو“ ✦

دیکھا مشرکوں کی سزا۔ اب اُن کی معافی کی شرط بھی سن لیجئے "پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں (یعنی مسلمان ہو جائیں) تو تم اُن کی راہ چھوڑ دو" یعنی جب تک مسلمان نہ ہو جائیں اور ارکانِ اسلامی پر عامل نہ ہوں اُنکا پیچھا نہ چھوڑو۔ اور سنو۔

"اہلِ کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور آخری دن پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور اُس کے رسول کی حرام کی ہوئی اشیاء کو حرام نہیں جانتے اور دینِ حق (اسلام) قبول نہیں کرتے۔ تم مسلمان ایسوں سے مقابلہ کرو۔ یہانتک کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اور ذلیل ہو کر رہیں" +

کیا قصور ہے اہلِ کتاب کا اور کیوں اُن سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کے احکام جاری ہو رہے ہیں محض اِس لئے کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتے۔ ایک آیت اور لیجئے۔ ارشاد ہوتا ہے +

"تم کافروں میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ۔ جب تک کہ وہ خدا کی راہ میں ہجرت نہ کریں۔ پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو انہیں پکڑو اور قتل کرو۔ جہاں کہیں پاؤ"

سُن لیا جناب۔ اب بار زندہ صحبت باقی۔ ایک آیت کیا بیسیوں آیاتِ قرآن مجید سے اِسکے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ کہ مخالفینِ اسلام کو منکرِ اسلام ہونے کی وجہ سے قتل کرنا" نہ صرف جائز ہے بلکہ فرض ہے۔ اور وہ جو ابتدائے اسلام میں ایک آیت نازل ہوئی تھی کہ "دین میں زبردستی نہیں" منسوخ اور مسلسل مدنی آیات السیف سے منسوخ ہو گئی +

مالِ غنیمت

قرآن	بائبل
پس جو تم لوٹ کے لائے ہو حلال پاک ہے۔ تم کھاؤ (انفال آیت ۷۰) + لُوٹ کے مال کی بابت تجھ سے پوچھتے ہیں۔ تو کہہ لوٹ کا مال اللہ اور رسول کا ہے (انفال آیت ۱) + بستیوں والوں کے اموال میں سے جو کچھ اللہ اپنے رسول کے ہاتھ لگوا دے۔ وہ اللہ اور رسول اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے۔ تاکہ وہ مال اُن کے درمیان دائر نہ رہے جو تم میں مالدار ہیں۔ اور جو کچھ تمہیں رسول دے۔	پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی اُن کے ساتھ کرو۔ کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے۔ (متی ۷/۱۲) + دینا لینے سے مبارک ہے (اعمال ۲۰/۳۵) +

مالِ غنیمت

قرآن	بائبل
اُسے لے لو اور جس سے منع کرے باز رہو (حشر آیت ۷) اور جان لو کہ جو شے تم لوٹ کے لائے ہو۔ اُس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول اور رسول کے قرابتیوں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے لئے ہے (انفال آیت ۴۲) +	

اسیر عورتوں اور غنیمت کے مال کا حصول اہلِ عرب کو جہاد کی بہت رغبت دلاتا تھا جب وہ فتحیاب ہوتے تو انہیں عورتیں بھی مل جاتیں اور مال و دولت کی بھی فراوانی ہوتی۔ جو کچھ ہاتھ لگتا سمیٹ لیتے اور لوٹ کھسوٹ سے وہ نہال ہو جاتے۔ قرآن کا فتویٰ تھا کہ "جو تم لوٹ کے لائے ہو حلال پاک ہے۔ تم کھاؤ" اور مزے اڑاؤ۔ ہاں اسکا پانچواں حصہ اللہ کے رسول کی نذر کر دو۔ پھر تم پر کوئی الزام نہیں۔ کسی من چلے شاعر نے دخترِ رز کو غنیمت کا مال کہکر عجیب طور پر حلال کیا ہے ؎

ملی ہے دخترِ رز لڑ جھگڑ کے قاضی سے
جہاد کرکے جو عورت ملے حرام نہیں

قصاص و انتقام

قرآن	بائبل
مومنو! مقتولوں کا قصاص تم پر فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد۔ غلام کے بدلے غلام۔ عورت کے بدلے عورت پھر جسکو اُسکے بھائی کی طرف سے کچھ معاف ہو جائے تو چاہئے کہ دستور کے مطابق پیچھے لگے اور اسکی طرف نیکی سے ادا کیا جائے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف و رحمت ہے۔ اسکے بعد بھی اگر کوئی زیادتی کرے تو اُسکو دکھ کا عذاب ہوگا۔ اور اے عقلمندو۔ قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے (بقر آیت ۱۷۸، ۱۷۹) سو جو تم پر زیادتی کرے۔ تم اُس پر زیادتی کرو جیسے اُس نے تم پر زیادتی کی (بقر آیت ۱۹۰) +	تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے۔ دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دینا (متی ۵/۳۸-۳۹) + اے عزیزو اپنا انتقام نہ لو کیونکہ یہ لکھا ہے کہ خداوند کہتا ہے انتقام لینا میرا کام ہے۔ اور میں ہی بدلہ لونگا۔ بلکہ اگر تیرا دشمن بھوکا ہو۔ اسکو کھانا کھلا اگر پیاسا ہو تو اُسے پانی پلا کیونکہ ایسا ہی کرنے سے تو اُس کے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگا دیگا بدی سے مغلوب نہ ہو۔ بلکہ نیکی کے

قصاص و انتقام

قرآن	بائبل
اور ہم نے تورات میں اُن کے لئے یوں لکھا ہے کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ برابر ہے پھر جس نے اُسکو معاف کر دیا تو وہ اس کے لئے کفارہ ہوگیا۔ اور جو کوئی خدا کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ دیگا۔ وہی ظالم ہیں (مائدہ آیت ۴۹-۵۰) اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ایمانداروں اور اُن کے لئے جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بہتر اور پائدار ہے . . . . اور اُن کے لئے کہ جب اُن پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ بدلا لیتے ہیں (شوریٰ آیت ۳۴-۳۷) اور جو تم بدلا دو۔ تو اُتنا ہی بدلا دو جس قدر تمہیں تکلیف پہنچی ہے۔ اور جو تم صبر کرو تو صبر کرو تو صابروں کے لئے خوب ہے (نحل آیت ۱۲۷) + اور بدی کا بدلا اسی کی مانند بدی ہے پر جس نے معاف کیا۔ اور صلح کی تو اُس کا اجر اللہ پر ہے بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کوئی ظلم سہنے کے بعد بدلا لیگا۔ تو اُن پر کوئی راہ ملامت نہیں ہے (شوریٰ آیت ۳۸) +	ذریعے بدی پر غالب ہو (رومیوں ۱۲/۱۹-۲۱) + دیکھو کوئی کسی سے بدی کے عوض بدی نہ کرے (۱ تسلونیقیوں ۵/۱۵) + ایسا مت کہہ کہ میں اس سے یوں کرونگا جس طرح اُس نے مجھ سے کیا (امثال ۲۴/۲۹) + اپنے ہاتھوں سے کام کر کے مشقت اُٹھاتے ہیں لوگ بُرا کہتے ہیں۔ ہم دعا دیتے ہیں۔ وہ ستاتے ہیں۔ ہم سہتے ہیں۔ وہ بدنام کرتے ہیں۔ ہم منت سماجت کرتے ہیں۔ ہم آجتک دنیا کے کوڑے اور ساری چیزوں کی جھڑن کی مانند رہے ہیں (۱۔ کرنتھیوں ۴/۱۲-۱۳) +

اسلام کو دین فطرت کہا جاتا ہے۔ اور یہ ان معنوں میں کہ جو خواہشات انسانی فطرت میں پائی جاتی ہیں۔ یہ اُنہیں کا حکم دیتا ہے اب انتقام لینا بھی فطرتی خواہشوں میں سے ہے جس کی ہدایت وتلقین کے لئے کسی صحیفہ آسمانی کی حاجت نہیں بلکہ یہ حیوانات مطلق میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہانتک کہ اگر گدھے کو بھی لاٹھی رسید کی جائے تو وہ دولتی چلا دیتا ہے لیکن حقیقی نیکی دراصل طبیعت اور فطرت کے ساتھ جنگ کا نام ہے۔ انتقام لینا کسی حال میں خوبی نہیں مگر معاف کرنا خود بقول قرآن "احسن" ہے۔ اور "ہمت کے کاموں میں سے ہے"۔ دستو "بدی کے عوض اس کی مانند بدی کرنا" پرلے درجے کی کمزوری اور بزدلی ہے۔ ہاں "نیکی کے ذریعہ بدی پر غالب آنا۔ بُرا کہنے والوں کو دعا دینا۔ اور ظلم کے بدلے کرم کرنا معراج شرافت اور جوانمردی ہے ۔

با تو گویم کہ چیست غایت حلم — ہر کہ زہرت دہد شکر بخشش
ہر کہ بخراشدت جگر بہ جفا — ہمچو کان کریم زر بخشش
کم مباش از درخت سایہ فگن — ہر کہ سنگت زند ثمر بخشش

سب سے عام اعتراض جو تمام مسیحی علم الاخلاق پر بالعموم اور حضور مسیح کی اس صبر و برداشت کی تعلیم پر بالخصوص کیا جاتا ہے یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا مشکل ہے اور ہم کہتے ہیں کہ ہاں مشکل بلکہ نہایت ہی مشکل ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس قدر کوئی تعلیم بگڑی ہوئی انسانی فطرت کے مطابق ہوگی۔ اُسی قدر اُس پر عمل کرنا آسان ہوگا۔ اور جتنی وہ تعلیم بلند اور پاکیزہ اور اعلیٰ و بالا ہوگی اور جہانتک اُس میں نفس کشی اور ایثار اور قربانی اور صبر و حلم اور عفو و درگزر اور راست روی و صداقت شعاری اور اخلاص و محبت اور بے ریائی و دینداری اور تقویٰ و طہارت اور توکل و استغنا اور بے غرضی اور دنیوی علائق سے بے تعلقی پائی جائیگی وہ تعلیم انسانی طبیعت پر گراں گزریگی حضور نے خود فرمایا ہے کہ "وہ دروازہ چوڑا ہے اور وہ راستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور اُس سے داخل ہونے والے بہت ہیں اور وہ دروازہ تنگ ہے اور وہ راستہ سکڑا ہے جو زندگی کو پہنچاتا ہے اور اس کے پانے والے تھوڑے ہیں"۔ (متی ۷/۱۳-۱۴) +

خون کرنا

قرآن	بائبل
افلاس کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اور انہیں اور تمہیں رزق ہم دیتے ہیں۔ ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے (بنی اسرائیل آیت ۳۳) جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے۔ اُس کو نہ مارو۔ مگر حق پر (بنی اسرائیل آیت ۳۵) + کسی مسلمان کو لائق نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو	تو خون مت کر (استثنا ۵/۱۷) + تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کر اور جو کوئی خون کریگا۔ وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا۔ وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا (متی ۵/۲۱-۲۲) +

قرآن	خون نہ کرنا	بائبل

قتل کرے مگر بھول چوک سے (نسا آیت ۹۴) +

موسوی شریعت کی رو سے خون کرنا منع ہے اور قرآن کہتا ہے کہ کسی مسلمان کا خون نہ گراؤ گویا کافر کی جان کی کچھ حقیقت ہی نہیں۔ نہ اُس کی حُرمت کا کہیں ذکر ہے۔ لیکن مسیح نے کافر و مومن دونوں میں سے کسی کا خون گرانا تو کیا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ سختی کرنا اور بے سبب غصہ ہونا بھی حرام ٹھہرا دیا ہے +

زنا

قرآن	بائبل
زنا کے نزدیک نہ جاؤ۔ کہ وہ بے حیائی اور بُری راہ ہے (بنی اسرائیل آیت ۳۴) +	تو زنا نہ کر (خروج ۲۰/۱۴) +
زناکار عورت اور زناکار مرد۔ ان میں سے ہر ایک کے سو دُرے مارو اور چاہیئے کہ تمہیں اُن پر اللہ کا حکم جاری کرنے میں رحم نہ آئے اور اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اور چاہیئے کہ اُن کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہو (نور آیت ۲) +	تم سُن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کر۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی۔ وہ اپنے دل میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا۔ پس اگر تیری دہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ تیرے اعضا میں سے ایک جاتا رہے۔ اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے (متی ۵/۲۷-۲۹)
تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں بدکاری کریں۔ اُن پر تم اپنے مسلمانوں میں سے چار گواہ طلب کرو۔ تو اُن عورتوں کو اپنے گھروں میں مُقید رکھو۔ یہاں تک کہ ان کو موت اُٹھا لے یا اللہ اُن کے لئے کوئی راہ نکالے (نسا آیت ۱۵)	حرامکاری سے بھاگو۔ جتنے گناہ آدمی کرتا ہے وہ بدن سے باہر ہیں۔ مگر حرامکار اپنے بدن کا بھی گنہگار ہے (۱۔کرنتھیوں ۶/۱۸) +
اور اپنی باندیوں پر اگر وہ پرہیزگاری چاہیں زنا کرانے کے لئے جبر نہ کرو۔ کہ اس طریق سے حیات دنیا کا اسباب کمایا چاہو۔ اور جو کوئی اُن پر جبر کریگا تو اُن کے جبر کرنے کے بعد اللہ بخشنے والا مہربان ہے (سورہ نور آیت ۳۳) +	فریب نہ کھاؤ۔ حرامکار خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے (۱۔کرنتھیوں ۶/۹) +
	جو شخص دوسرے کی جورو کے ساتھ یا اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے وہ زنا کرنے والا اور زنا کرنیوالی دونوں قتل کئے جائیں (احبار ۲۰/۱۰)

یہاں بھی انجیل کا نقطۂ نظر قرآن سے نہایت ہی بلند ہے۔ قرآن زنا کو "بے حیائی اور بُری راہ" کہتا اور زانی اور زانیہ کی موت کا فتوےٰ دیتا ہے لیکن صرف آزاد مردوں اور عورتوں کی صورت میں۔ لونڈی کی نسبت لکھا ہے کہ اگر وہ پاکدامن رہنا چاہتی ہے تو دنیاوی فائدے کی غرض سے حرامکاری پر مجبور نہ کرو۔ لیکن اگر وہ بغیر مجبور کئے از خود پاکدامن ہو کر رہنا نہ چاہے تو اس کی حرامکاری کی کمائی سے فائدہ اُٹھانا حرام نہیں ٹھہرایا۔ اس کے برعکس نہ صرف یہ کہ انجیل ارتکابِ زنا کو ہر حالت اور ہر حیثیت میں حرام کہتی ہے بلکہ بدکاری کے خیال اور ارادے اور بدنظری کو بھی ویسا ہی گناہ قرار دیتی ہے "جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا"

قرآن	لعان	بائبل
تو کہہ کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں ایک جگہ جمع کریں۔ پھر گڑگڑا کر دعا کریں۔ اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں (آل عمران آیت ۵۴) +		جو تمہیں ستاتے ہیں۔ ان کے واسطے برکت چاہو لعنت نہ کرو (رومیوں ۱۲/۱۴) +
		ایک ہی مُنہ سے مبارکباد اور بددُعا نکلتی ہے اے میرے بھائیو۔ ایسا نہ ہونا چاہیئے۔ کیا چشمے کے ایک ہی منہ سے میٹھا اور کھاری پانی نکلتا ہے (یعقوب ۳/۱۰-۱۱) +
		جیسا اُس نے لعنت کرنے کو دوست رکھا۔ سو وہ اُس پر آ پڑے۔ اور جیسا وہ برکت چاہنے سے بیزار رہا سو وہ برکت سے دُور رہے۔ (زبور ۱۰۹/۱۷) +

قرآن میں بہت سی لعنتیں کی گئی ہیں۔ کفار پر لعنت۔ یہود پر لعنت۔ جھوٹوں پر لعنت۔ اور یہاں حکم ہوتا ہے کہ جو کوئی تم سے جھگڑے تو تم اُس کے اور اپنے بال بچوں کو جمع کر کے جھوٹے پر خدا کی پھٹکار بھیجو۔ یہی آیت ہے۔ جس کی بنا پر میرزا غلام احمد آنجہانی نے بہت سے مباہلے کئے۔ لعنت کے بازار اور ملامت کے میدان میں نکل آیا۔ کہیں ہارا کہیں جیتا۔ کبھی اُس کی لعنت نے گھروں کے گھر خالی کر دیئے۔ اور کبھی وہ اُسی پر آ پڑی۔ مگر اُس مردِ خدا نے ہمت نہ ہاری۔ اور پھٹکاروں پر فخر کرتا رہا۔ کوئی بیمار تو اُس کی دُعا سے اچھا نہ ہوا۔ پر بہتوں پر مصیبتیں

اُس کے باعث آئیں۔ اے بیسویں صدی کے مسیحا تو پیغام اجل و ہلاکت بن کر دنیا میں آیا۔ تیری مسیحائی کا کیا کہنا۔ دیکھ کہ تو اسکا حریف بنتا ہے۔ جس کے معجز نما دَم سے مُردے جی اُٹھتے اور بیمار شفا پاتے تھے وہ پیامِ بقا اور آبِ حیات ہو کر آیا۔ کہ جس نے پیا زندگی پائی۔ اُس کے مُنہ سے کبھی بد دعا نہ نکلی۔ مسلمانو کسی پر لعنت مت بھیجو۔ مباہلہ نہایت مکروہ طریق ہے۔ خدا کے انتظامات میں دخل مت دو۔ اور سب کے لئے برکت چاہو۔ لعنت نہ کرو" +

احمدی احباب عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح نے بھی ایک انجیر کے درخت پر لعنت کی اور اُسے سکھا دیا (متی ۲۱/۱۸-۲۰) + لیکن غور کیجئے کہ اپنی تمام عمر حضور نے ذی عقل بدترین دشمن پر بھی لعنت نہ کی بلکہ وہ جنہوں نے مُنہ پر تھوکا اور دھکے دئے۔ اور ٹھٹھوں میں اُڑایا۔ جسم پر کوڑے لگائے اور صلیب دے دیا۔ اُن کے حق میں بھی کی تو دعائے مغفرت کی۔ پھر کیا ایک بے شعور درخت پر ہی غصہ ہو کر لعنت کرنی تھی۔ اور درخت پر لعنت کرنے کے آخر معنی کیا۔ خدا نے پھل دار درخت پیدا ہی اسی لئے کئے ہیں کہ پھل دیں اور اس کی یہ قدیم سُنت اور انسانوں کا دستور العمل ہے کہ "جو درخت پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے" کہ ایندھن کے کام تو آئے۔ اب ایک درخت کو جو بے ثمر تھا اگر حضور نے سُکھا دیا تو کیا بُرا کیا۔ کہ ایک بیکار چیز کو جلانے کے قابل بنا دیا۔ یہ لعنت نہیں بلکہ رحم ہے۔ مگر حقیقت میں اس درخت کے سکھانے میں حضور کا مقصد بنی اسرائیل کو درسِ عبرت دینا تھا اور یہ گویا اُن کے حق میں ایک انذاری پیشگوئی تھی یہودی اس انجیر کے درخت کی مانند تھے جو پھل کے موسم میں بے پھل پایا گیا۔ کیونکہ وہ بھی مطالبہ کے وقت حقیقی پرہیزگاری اور تقوی کے پھلوں سے خالی پائے گئے اور اس معجزہ سے مقصود یہ تھا کہ تمام قوم یہود اپنے انجام کو دیکھے اور جانے کہ اگر وہ پھل نہ لائی تو وہ اس بے ثمر درخت کی طرح سکھا دی جائیگی۔ اور وہ اس دنیا میں ابتر خستہ اور بدحال و پریشان ہوگی اور آخرت میں بھی نذرِ آتش کی جائیگی۔ حضور نے ایک تمثیل بھی کہی کہ "کسی کے انگوری باغ میں ایک انجیر کا درخت لگا ہوا تھا۔ وہ اس میں پھل ڈھونڈنے آیا اور نہ پایا۔ اس پر اُس نے باغبان سے کہا کہ دیکھ تین برس سے میں اس انجیر کے درخت میں پھل ڈھونڈنے آتا ہوں اور نہیں پاتا۔ اِسے کاٹ ڈال۔ وہ زمین کو بھی کیوں روکے" (لوقا ۱۳/۶-۷) یہ یہودی قوم کی مثال تھی کہ ان میں پتے تو تھے مگر پھل نہ تھا۔ دیکھنے میں بڑے متقی مگر دل گندگی سے بھرے ہوئے۔ ظاہر میں بھیڑیں مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیئے۔ حضور نے انہیں یہ سبق سکھایا کہ

اگر وہ نہ سنبھلے۔ توبہ نہ کی اور "توبہ کے موافق پھل نہ لائے" تو سکھا دئے جائینگے اور آگ میں جھونکے جائینگے اور صاف فرمایا کہ "خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائیگی اور اُس قوم کو جو اُس کے پھل لائے دے دی جائیگی" (متی ۲۱/۴۳) اور پھر وہ جو تمثیلی رنگ میں کہا تھا اُسے اور بھی ذہن نشین کرنیکے لئے عملاً انجیر کے ایک شجرِ بے ثمر کو سکھا کر گویا آئینہ کی طرح اُن کا انجام انہیں بتا دیا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسا اہم اور عظیم الشان مقصد تھا کہ اس کے حصول کے لئے اور یہودیوں کی فلاح و اصلاح کی خاطر۔ اس خدا کی اُس چنی ہوئی قوم کے سنوارنے کو جو اب بگڑ چکی تھی۔ اگر انجیر کا ہزار درخت بلکہ جنگل کا جنگل سکھا دیا جاتا تو مضائقہ نہ تھا۔ اور اگر محض ایک درخت کے سکھانے سے جو یوں بھی بے پھل تھا اور بیکار جگہ گھیرے ہوئے تھا۔ ہزارہا انسانوں کی روحیں ہلاکت سے بچ سکیں یا اُن کے بچ سکنے کا احتمال ہو تو احمدیوں کی سی ذہنیت کے انسان ہی اُس درخت کے سکھائے جانے پر افسوس کرینگے۔ اے کاش کہ انہیں انسانی روح کی بھی کچھ قدر ہو +

والدین کے حقوق

قرآن	بائبل
والدین سے نیکی کرو (انعام آیت ۱۵۲) +	اے فرزندو خداوند میں اپنے ماں باپ کے فرمانبردار رہو کیونکہ یہ واجب ہے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر (یہ پہلا حکم ہے جس کے ساتھ وعدہ بھی ہے) "تاکہ تیرا بھلا ہو اور تیری عمر زمین پر دراز ہو۔ اور اے بچے والو تم اپنے فرزندوں کو غصہ نہ دلاؤ۔ بلکہ خداوند کی طرف سے تربیت اور نصیحت دے دے کر اُن کی پرورش کرو (افسیوں ۶/۱-۴) +
اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ . . . . والدین سے نیکی کرو اگر اُن میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڈھے ہو جائیں تو اُن کو اُف بھی نہ کہہ۔ اور نہ اُن کو جھڑک اور اُن کے سامنے ادب سے بات کر اور مہربانی سے عاجزی کے بازوؤں کے لئے جھکا۔ اور کہہ کہ اے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے جب میں چھوٹا تھا مجھے پالا ہے (بنی اسرائیل آیت ۲۳-۲۵)	اے فرزندو ہر بات میں اپنے ماں باپ کے فرمانبردار رہو کیونکہ یہ خداوند میں پسندیدہ ہے۔ اے بچے والو اپنے فرزندوں کو دق نہ کرو تاکہ وہ بے دل نہ ہو جائیں (کلسیوں ۳/۲۰-۲۱) +
اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے (عنکبوت آیت ۷) +	وہ جو اپنے باپ کو تباہ کرتا ہے اور اپنی ماں کو کھدیڑتا ہے وہ بیٹا خجالت کا کام کرتا ہے اور رسوائی حاصل کرتا ہے (امثال ۱۹/۲۶) +
اور ہم نے انسان کو اُس کے ماں باپ کے بارے میں نصیحت کی۔ اُس کی ماں نے تھک تھک کر اُسے پیٹ میں رکھا۔ اور اُس کا دودھ چھڑانا دو برس میں ہے (لقمان آیت ۱۳) +	

قرآن — والدین کے حقوق — بائبل

قرآن	بائبل
اور ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس کی ماں نے اُسے تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے اُسے جنا اور اس کا حمل میں رہنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔ (احقاف آیت ۱۴) +	اپنے باپ کی بات کہ جس سے تو پیدا ہوا ہے سُن اور اپنی ماں کو اُس کے بڑھاپے میں حقیر نہ جان (امثال ۲۳/۲۲) + وہ آنکھ جو اپنے باپ کو چڑاتی ہے۔ اور اپنی ماں کا فرمانبردار ہونا حقیر جانتی ہے۔ جنگلی کوّے وادی میں اُس کو اچک کے نکال اور گدھ کے بچّے اُسے کھا لینگے (امثال ۳۰/۱۷) + وہ جو اپنے باپ یا ماں پر لعنت کرے مار ڈالا جائیگا (خروج ۲۱/۱۷) +

قرآن مجید میں والدین کی اطاعت اور تعلیم کے متعلق بہت اعلیٰ احکام ہیں۔ اور انجیل میں بھی اُن کی فرمانبرداری اور عزّت کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ بلکہ لکھا ہے کہ "یہ پہلا حکم ہے جس کے ساتھ وعدہ بھی ہے"۔ لیکن انجیل کی خصوصیت یہ ہے کہ اُس نے والدین کے ساتھ فرزندوں کے حقوق کو نظر انداز نہیں کیا۔ جہاں اولاد کو اپنے ماں باپ کے حکمبردار رہنے اور عزت کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہیں والدین کو بھی ہدایت کی ہے کہ "تم اپنے فرزندوں کو دق نہ کرو۔ تاکہ وہ بیدل نہ ہو جائیں" اور پھر لکھا ہے کہ "اپنے فرزندوں کو غصّہ نہ دلاؤ بلکہ خداوند کی طرف سے تربیت اور نصیحت دے دیکر اُن کی پرورش کرو"۔ اب یہ تو ظاہر ہے کہ قرآن نے والدین اور اولاد کے تعلقات کے صرف ایک پہلو پر نظر کی اور دوسرے کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور اس امر میں بھی انجیل ممتاز ٹھہری +

قرآن — عورات — بائبل

حیثیت

قرآن	بائبل
اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو۔ اور جو دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد و عورتیں ہوں۔ جن کو تم گواہوں میں پسند کرو۔ یہ اس لئے کہ اگر ایک عورت	خداوند خدا نے کہا کہ اچھا نہیں کہ آدم اکیلا رہے۔ میں اِس کے لئے ایک ساتھی اس کی مانند بناؤنگا (پیدایش ۲/۱۸) +

قرآن — حیثیت — بائبل

قرآن	بائبل
بھول جائے۔ تو دوسری اُسے یاد دلائے (البقرآیت ۲۸۲) تمہاری اولاد کے بارے میں خدا تمہیں وصیّت کرتا ہے کہ مرد کا حصّہ دو عورتوں کے برابر ہے (نسا آیت ۱۲) + اور جو کچھ تمہاری عورتیں چھوڑ مریں۔ اُسکا نصف تمہارا ہے۔ اگر اُن کے اولاد نہ ہو پھر اگر اُن کے اولاد ہو۔ تو تمہیں اُن کے ترکہ سے چوتھا حصّہ ملیگا بعد ادائے قرضہ یا وصیّت جو وہ کر گئی ہوں۔ اور جو کچھ تم چھوڑ مرو اُس میں سے عورتوں کو چوتھا حصّہ ملیگا۔ اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو تمہارے ترکہ میں سے عورتوں کو آٹھواں حصّہ ملیگا۔ بعد ادائے قرضہ یا وصیّت کہ جو تم کر جاؤگے (نساء آیت ۱۳-۱۴) + مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اِس لئے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر فضیلت بخشی ہے۔ اور اِس لئے بھی کہ وہ اپنے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار اور اللہ کی حفاظت سے شوہروں کی غیبت میں اپنی محافظ ہیں اور وہ عورتیں جن کی بدخوئی سے تم ڈرتے ہو اُنہیں سمجھاؤ اور خوابگاہوں میں جُدا چھوڑ دو۔ اور اُنہیں مارو پھر اگر وہ تمہارا کہنا مانیں تو اُن پر الزام کی راہ تلاش نہ کرو (نسار آیت ۳۸) + تمہاری عورتیں تمہارا کھیت ہیں سو تم اپنے کھیت میں جیسے چاہو جاؤ (البقر آیت ۲۲۳) +	مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا۔ اور اپنی جورو سے ملا رہیگا اور وہ ایک تن ہونگے (پیدایش ۲/۲۴) خداوند میں نہ عورت مرد کے بغیر ہے۔ نہ مرد عورت کے بغیر کیونکہ جیسے عورت مرد سے ہے۔ ویسے ہی مرد عورت کے وسیلے سے ہے۔ مگر سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں (۱۔ کرنتھیوں ۱۱/۱۱-۱۲) + شوہروں کو لازم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔ جو اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے۔ وہ اپنے سے محبت رکھتا ہے۔ (افسیوں ۵/۲۸) + شوہر بیوی کا حق ادا کرے۔ اور ویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر مختار ہے۔ اِسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی (۱۔ کرنتھیوں ۷/۳-۴) + اے شوہرو تم بھی بیویوں کے ساتھ عقلمندی سے بسر کرو اور عورت کو نازک ظرف جان کر اس کی عزت کرو۔ اور یوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں (۱۔ پطرس ۳/۷) + اے بیویو۔ اپنے شوہروں کی ایسی تابع رہو۔ جیسے خداوند کی۔ کیونکہ شوہر بیوی کا سر ہے۔ جیسے کہ مسیح کلیسیا کا سر ہے۔ اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے لیکن جیسے کلیسیا مسیح کے تابع ہے۔ ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں۔ اے شوہرو اپنی بیویوں سے محبّت رکھو

قرآن	حیثیت	بائبل
اگر تم بجائے ایک عورت کے دوسری بدلنا چاہو۔ اور ان میں سے کسی کو بہت مال دے بیٹھے ہو تو اس سے کچھ نہ لو۔ کیا تم بہتان لگنے اور صریح گناہ سے کچھ لیتے ہو اور تم کیونکر لیتے ہو۔ جبکہ تم آپس میں مل چکے ہو (نسا آیت ۲۴) +		جیسے مسیح نے کلیسیا سے محبت کرکے اپنے آپ کو اُس کے واسطے موت کے حوالے کر دیا۔ (افسیوں ۵/۲۲-۲۵) +
اور شوہر والی عورتوں کو نکاح میں لانا بھی حرام ہے۔ مگر وہ جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہو جائیں۔ یہ اللہ نے تم پر لکھ دیا ہے اور ان کے سوا سب عورتیں تمہیں حلال ہیں۔ کہ تم اپنے مال دے کر طلب کرو۔ بحالیکہ تم پارسا ہو۔ نہ مستی نکالنیوالے پس ان عورتوں میں سے جس سے تم نے فائدہ اُٹھایا۔ انکا مقرر حق دے دو[1] (نساء آیت ۲۸) +		تم اپنی طبیعت سے خبردار رہو۔ اور کوئی اپنی جوانی کی بیوی سے بیوفائی نہ کرے (ملاکی ۲/۱۵) +
عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہا کرو۔ پھر اگر وہ تمہیں بُری معلوم ہوں تو تم شاید کسی شے کو بُرا سمجھو۔ اور خدا اُس میں سے بہت بھلائی پیدا کرے۔ (نسا آیت ۲۳) +		جوان عورتوں کو سکھائیں کہ اپنے شوہروں کو پیار کریں بچوں کو پیار کریں اور متقی اور پاکدامن اور گھر کا کاروبار کرنیوالی اور مہربان ہوں اور اپنے شوہروں کے تابع رہیں۔ تاکہ خدا کا کلام بدنام نہ ہو (ططس ۲/۴-۶) +

عورتیں خدا کی پاکیزہ ترین مخلوق ہیں۔ مردوں سے وفا میں بڑھکر۔ حیا میں بڑھکر اور پاکدامنی میں بڑھکر مرد بہت کم ہیں جو عورتوں کے ساتھ تا زیست وفادار رہیں۔ مگر عورتیں محبت پر مرتی اور وفا پر جان دیتی ہیں جس کے ساتھ پالا پڑے۔ عُسر و یُسر۔ تنگی و فراخی اور رنج و راحت غرض ہر حال میں بسر کرتی ہیں مصیبت اور تکلیف میں ساتھ نہیں چھوڑتیں۔ بلکہ ہندوستان کی تاریخ شاہد ہے کہ کس طرح عورتیں شوہروں کو اپنا مُونس اور رفیق زندگی سمجھتی تھیں کہ اُن کے مرنے پر انہیں اپنا جینا ناگوار ہوتا تھا۔ اور اپنے خاوندوں کی چتا پر جیتی جاگتی ستی ہو جاتیں گویا پروانے کی طرح شمع پر جل مرتیں۔ مرد مگر جائیں مگر عورتوں کی وفاشعاری کے فسانے صفحۂ تاریخ سے محو نہیں ہو سکتے پھر عورتوں کی حیا اور عصمت کی بھی مثال مرد پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ جس قدر گناہ اور بدکاری کے داغوں نے مردوں کے چہروں کو سیاہ کر رکھا ہے عورتیں اُن سے پاک ہیں۔ مرد ہمیشہ گناہ میں اقدام کرتا ہے اور یہ بالکل راست اور سچی بات ہے۔ جس میں ذرا بھی مبالغہ کو دخل نہیں کہ نیک اور پاکیزہ چلن آدمیوں کا جس قدر قحط ہے اُسی قدر بدکردار عورتوں کا کال ہے۔ اور جس قدر مردوں میں بے حیائی اور بدکرداری کی کثرت ہے اُسی قدر عورتوں میں عصمت اور عِفّت کے جوہر ہیں۔ عورتیں پاکیزگی اور محبّت کی دیویاں ہیں۔ اور وفا کی پتلیاں بلکہ اگر مذہبی نقطۂ خیال کو یک طرف کیا جائے تو وہ پرستش کے قابل ہیں۔ مگر اس سے بڑھکر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے کہ دنیا جہان کے ستم انہیں معصوم ہستیوں پر توڑے جاتے ہیں۔ ان کے کسی وصف کی قدر نہیں کی جاتی۔ بلکہ حقارت۔ نفرت اور ذِلّت کے جس قدر الفاظ ہیں۔ ان پر چسپاں ہوتے ہیں وہ ذلیل ترین خلائق متصور ہوتی ہیں۔ انہیں ناقص العقل کہا جاتا ہے۔ حالانکہ موجودہ زمانے میں کوئی بات اس سے زیادہ باطل ثابت نہیں ہو چکی۔ انہیں بے وفا غدّار فریبی[1] اور ناقابلِ اعتبار سمجھا جاتا ہے۔ اور اُن کی بیوفائی مملکت ہند میں ضرب المثل بن گئی ہے۔ حیرت ہے کہ کیوں آسمان پھٹتا نہیں۔ جس کے نیچے یہ طوفان باندھا جاتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر عورتیں بے وفا ہیں۔ تو وفا ایک موہوم اور خیالی چیز ہے۔ جس کا وجود کم از کم اس دنیا میں نہیں۔ عورتوں کو دھا کم بدہن، پاؤں کی جُوتی سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ اگر پوری نکلی۔ ٹھیک اتری۔ اور حسب منشا ثابت ہوئی تو خیر ورنہ اتار پھینکی۔ عورتوں کا کہا ماننا بھی عیب سمجھا جاتا ہے۔ اور جو مرد اپنی بیوی سے حُسنِ سلوک کرے اُسے "زن مرید" کہتے ہیں۔ آیات قرآنی اس وقت ہمارے سامنے ہیں اور ہم ان میں عورتوں کی حیثیت کو دیکھ سکتے ہیں۔ دو عورتوں کی گواہی

[1] اسی آیت کی بنا پر بعض شیعہ مسلمان "متعہ" کا جواز ثابت کرتے ہیں۔ متعہ ایک عارضی نکاح ہوتا ہے جو ایک رات یا اس سے کم عرصہ کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک ہی شرط ہے۔ کہ "عورتوں میں سے جس سے تم نے فائدہ اُٹھایا ہو۔ اُسکا مقررہ حق (یا اجرت) دیدو"۔ مگر اہلسنت اسکو حرام جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی آیت میں یہ موجود ہے "بحالیکہ تم پارسا ہو۔ نہ مستی نکالنے والے"۔ پس مستی نکالنے کی غرض سے متعہ کرنا اور قرآنی آیت کو اپنے فعلِ ناجائز کے لئے آڑ بنانا روا نہیں۔ واللہ اعلم +

[1] قرآن نے عورتوں کو شیطان سے بڑھکر فریبی اور مکار کہا ہے کیونکہ شیطان کی نسبت تو یوں لکھا ہے کہ اِنَّ کَیۡدَ الشَّیۡطٰنِ کَانَ ضَعِیۡفًا۔ یعنی شیطان کا فریب ضعیف ہے لیکن عورتوں کی نسبت لکھا ہے ان کیدکن عظیم یعنی اے عورتو تمہارا فریب بڑا ہے +

ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے۔ پھر جائیداد میں عورت کا حصّہ مرد کے حصہ سے نصف ہے "عورتیں مردوں کے کھیت ہیں۔" "انکی بدخوئی کا ڈر ہو تو انہیں مارنا تک جائز ہے۔ اور یہ نہیں کہ جو بدخوئی کریں انہیں پیٹا جائے بلکہ انہیں جن سے بدخوئی کا اندیشہ یا خوف ہو آہ ٹوٹ پڑیں وہ ہاتھ جو ایسی عورتوں پر اُٹھیں اور غارت ہوں وہ مرد جو انہیں مارنے کے درپے ہوں اور ہاں "بجائے ایک عورت کے دوسری بدلنا" بھی کوئی گناہ نہیں۔ اور نہ عورتوں کو "اپنے مال دیکر طلب کرنا" خدارا انصاف کرو کہ اس سے زیادہ ان کی بے قدری اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور ہنسی آتی ہے جب کسی خوش اعتقاد مسلمان کے مُنہ سے سُنیں کہ اسلام نے عورتوں پر بڑا احسان کیا۔ ہاں صاحب میں بھی مانتا ہوں کہ بڑا احسان کیا۔ اور اس کی کیفیت بھی میں دکھا چکا۔ اب ذرا دیکھئے کہ انجیل نے ان کی نسبت کیا کہا ہے۔ عورتو۔ تمہاری امید صرف عیسائیت میں ہے۔ اسلام نے تمہارے حقوق کو پائمال کر دیا۔ میری عزیز بہنو۔ تمہاری توقیر اور تمہارے حقوق کی محافظت صرف انجیل نے کی ہے۔ تمہیں "مرد کا ساتھی" اور مونس اور رفیق زندگی کہا گیا ہے۔ تمہاری خاطر ہی لکھا ہے کہ "مرد اپنے ماں باپ کو چھوڑیگا اور اپنی جورو سے ملا رہیگا اور وہ دونو ایک تن ہونگے" یہ موانست و رفاقت و یگانگت اور اتحاد کہیں اور نہیں ملتا۔ پھر باہمی حقوق کی رعایت کی دونوں کو تلقین ہے "شوہر بیوی کا حق ادا کرے اور ویسا ہی بیوی شوہر کا۔ بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر مختار ہے۔ اِسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی" کیسی بے نظیر تعلیم ہے اور کیا ہی مساوات اور انصاف ہے۔ اسی پر بس نہیں۔ اور سُنو "اے شوہرو تم بیویوں کے ساتھ عقلمندی سے بسر کرو اور عورت کو نازک ظرف جان کر اُس کی عزّت کرو اور یوں سمجھو کہ ہم دونوں زندگی کی نعمت کے وارث ہیں" پھر شوہروں کو اور تاکید کی جاتی ہے کہ "اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں" اِسے کہتے ہیں حقوق کی پاسداری۔ یہ آیتیں آپ اپنی تفسیر ہیں اور مزید حاشیہ آرائی کی محتاج نہیں۔ انہیں پڑھو اور خدا کے لئے غور سے پڑھو +

قرآن نے بھی ایک جگہ دبی زبان سے کہا ہے۔ کہ "عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہا کرو" مگر اس "اچھی طرح" کی تفصیل اگر وہی ہے جو باقی آیات میں کی گئی ہے۔ تو پھر اس "اچھی طرح رہنے" کا بھی کیا کہنا ہم تو اس حُسنِ معاشرت کی حقیقت کو خوب ہی جانتے ہیں لیکن یہ آیت بعض علمائے اسلام بزعمِ خود عورتوں پہ خدائے اِسلام کا احسانِ عظیم اور بے مثال رعایت تصوّر

کرتے ہیں حالانکہ اس کے معنی اِس سے زیادہ نہیں کہ اپنی عورتوں کے ساتھ خواہ نخواہ بگاڑ کی صورتیں نہ سوچا کرو۔ "اگر اُن میں سے کسی کو بہت مال دے بیٹھے ہو تو اُس سے کچھ نہ لو۔ جبکہ تم آپس میں مل چکے ہوئے" یہی ایک خفیف سی رکاوٹ ہے کہ مقاربت و مجامعت کے بعد اُن سے وہ رقوم مہر واپس نہ لو جو تم انہیں بطور حق الخدمت یا زرِ معاوضہ کے دے چکو۔ لیکن یہ رکاوٹ خود ہی ذات میں عورتوں کی تحقیر و تذلیل کے لئے کیا کم ہے۔ کہ زوجیت کی بنا محبّت کی بجائے اُجرت پر رکھی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے ساتھ لونڈیوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔ قرآن کے اپنے الفاظ میں "تمہاری عورتیں تمہارا کھیت ہیں" با الفاظ دیگر عورتیں حصولِ اولاد کا ذریعہ ہیں اور بس آہ ان مظلوم عورتوں کی کم قدری پر سفاک سے سفاک کا دل پگھل جاتا ہے لیکن نہیں پگھلتا تو برادرانِ اسلام کا +

مناکحت

قرآن	بائبل
اور چاہیئے کہ وہ لوگ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے پرہیزگار رہیں۔ یہانتک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں تونگر کر دے (نور آیت ۳۳) + اور اپنی رانڈوں اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کرا دو۔ اگر وہ محتاج ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں تونگر کر دیگا (نور آیت ۳۲) + اور جو تم میں سے مسلمان بیویوں کے ساتھ نکاح کا مقدور نہ رکھتا ہو وہ تمہاری مسلمان باندیوں کے ساتھ جو تمہاری مِلک ہوں نکاح کرے۔ (نور آیت ۲۹) +	مسیح نے اُن سے کہا کہ سب اِس بات کو قبول نہیں کر سکتے۔ مگر وہی جنہیں یہ قدرت دی گئی ہے۔ کیونکہ بعض خوجے ایسے ہیں جو ماں کے پیٹ ہی سے ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ بعض خوجے ایسے ہیں جنہیں آدمیوں نے خوجہ بنایا اور بعض خوجے ایسے ہیں جنھوں نے آسمان کی بادشاہت کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا۔ جو قبول کر سکتا ہے وہ قبول کرے (متی $\frac{19}{12-11}$) + پس میں بے بیاہوں اور بیوہ عورتوں کے حق میں کہتا ہوں کہ اُن کے لئے ایسا ہی رہنا اچھا ہے۔ جیسا میں ہوں لیکن اگر ضبط نہ کر سکیں تو

سلہ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ "جب خدا نے مسلمانوں کو یہ قبول کرنے کی طاقت ہی نہیں دی تو مسلمانوں پر کیوں اعتراض کرتے ہو" ہم ایسے لوگوں کو واقعی معذور سمجھتے ہیں۔ اور ہمارا اعتراض ان پر نہیں۔ لیکن ہمیں یہ سُنکر تعجب ضرور ہے کہ خدا نے کسی مسلمان کو بھی جذبات نفس پر قابو پانے کی طاقت نہیں دی +

مناکحت

بیاہ کرلیں۔ کیونکہ بیاہ کرنا مست ہونے سے بہتر ہے۔ (۱-کرنتھیوں ۷-۹) +

پس میں یہ چاہتا ہوں کہ تم بے فکر رہو۔ بے بیاہا شخص خداوند کے فکر میں رہتا ہے کہ کسی طرح خداوند کو راضی کرے مگر بیاہا ہوا شخص دنیا کے فکر میں رہتا ہے۔ کہ کس طرح اپنی بیوی کو راضی کرے بیاہی اور بے بیاہی میں بھی فرق ہے بے بیاہی خداوند کے فکر میں رہتی ہے۔ تاکہ اُس کا جسم اور رُوح دونوں پاک ہوں۔ مگر بیاہی ہوئی عورت دنیا کے فکر میں رہتی ہے کہ کس طرح اپنے شوہر کو راضی کرے (۱-کرنتھیوں ۷-۳۲-۳۴) +

اگر کوئی یہ سمجھے کہ میں اپنی اُس کنواری لڑکی کی حق تلفی کرتا ہوں۔ جس کی جوانی ڈھل چلی ہے اور ضرورت بھی معلوم ہو تو اختیار رہے۔ اس میں گناہ نہیں وہ اس کا بیاہ ہونے دے (۱-کرنتھیوں ۷-۳۶) +

جوان بیوہ عورتیں بیاہ کریں۔ اولاد جنیں۔ گھر کا انتظام کریں۔ اور کسی مخالف کو بدگوئی کا موقع نہ دیں (۱-تمطاؤس ۵-۱۴) +

اسلام میں رہبانیت اور عدم مناکحت جائز نہیں۔ صرف ایک جگہ لکھا ہے کہ وہ لوگ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے۔ پرہیزگار رہیں۔ یعنی کسی کو نان نفقہ کی محتاجی ہو یا کوئی شادی کے اخراجات کا متحمل نہ ہو سکے تو بمصداق قہر درویش بجان درویش چُپکا ہو رہے اور بصورت اشد مجبوری و کمال ناداری کے بیاہ نہ کرے لیکن اِس آیت سے پہلی آیتوں میں تو ناداری اور محتاجی کی شرط کو بھی اُٹھا دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ بہر حال نکاح کرا دو "اگر وہ محتاج ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے تونگر کر دیگا" اور اگر کوئی مسلمان بیبیوں کے ساتھ نکاح کا مقدور نہ رکھتا ہو۔ تو وہ باندیوں کے ساتھ نکاح کرلے" قرآن میں رضا و رغبت کے ساتھ بلا مالی مجبوری اپنے جذبات شہوانی پر قابو پانا ہرگز قابلِ تعریف فعل نہیں بلکہ اس کی تعلیم کا رُخ بحیثیت مجموعی ۔ ۔ ۔ ۔ دوسری طرف ہے۔ ایک مسلمان سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ کم سے کم ایک بیوی کا شوہر ہو۔ زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ لیکن مسیح کی تعلیم کا رُخ اس کے خلاف جذبات پر ضبط کرنے اور خواہشات پر قبضہ پانے کی طرف ہے۔ شہوانی خواہشات کو مٹانے کی طرف ہے۔ یہاں بھی مسیح فطرت کے خلاف جنگ کراتا ہے۔ جذبات شہوانی کے زور کو روکنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اور نیکی ہے کیا بجز اس کے کہ حیوانی اور طبعی جذبات کی روک تھام کی

جائے کیا یہ طبعی خواہش نہیں کہ جب بھوک لگے تو کھانا کھایا جائے۔ پھر ماہ رمضان میں کیوں لوگ اس خواہش کے ساتھ جہاد کرتے ہیں۔ تاکہ خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔ جماع ایک طبعی فعل ہے۔ پھر کیا شادی کے قوانین بنا کر اور حدود قائم کرکے اس طبعی تقاضے کی روک تھام نہیں کی جاتی۔ اور گو یہ روک اسلام میں ادنیٰ درجہ کی ہے۔ تاہم جس قدر بھی ہے انسان کی قدرتی زندگی کے خلاف ہے۔ غرض مسیح نے اس جہادِ اکبر کی طرف دعوت دی کہ بقدر توفیق "آسمان کی بادشاہت کے لئے اپنے آپ کو خوجہ بنایا جائے" خدا کی رضامندی کے لئے اپنی شہوات پر غلبہ۔ اور نفسانی خواہشات پر حکومت کی جائے لیکن یہ ایک صلائے عام نہ تھی۔ کیونکہ لکھا ہے کہ "سب اِس کو قبول نہیں کرسکتے۔ مگر وہی جنہیں یہ قدرت دی گئی ہے" اِس لئے جنہیں قدرتِ ضبط ہے۔ اور جو اپنے دل میں اِن ارذل و اسفل خواہشات کی بجائے خدا کی محبت کو جگہ دینا چاہتے ہیں اُنہیں حکم دیا کہ وہ نفس کے فریب میں نہ آئیں۔ شہوات کی غلامی سے بچے رہیں۔ اور ایک پاکیزہ زندگی بسر کریں" لیکن اگر ضبط نہ کرسکیں تو بیاہ کرلیں۔ کیونکہ بیاہ کرنا مست ہونے سے بہتر ہے۔" اور "اگر کوئی یہ سمجھے کہ میں اپنی کنواری لڑکی کی حق تلفی کرتا ہوں۔ جس کی جوانی ڈھل چلی ہو۔ اور ضرورت بھی معلوم ہو تو اختیار ہے۔ وہ اُس کا بیاہ ہونے دے۔" +

کثرت ازدواج

قرآن	بائبل
اگر تمہیں خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں میں عدل نہ کرسکوگے تو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند آئیں۔ دو دو تین تین چار چار نکاح میں لاؤ۔ اور اگر یہ خوف ہو۔ کہ عدل قائم نہ رکھ سکوگے۔ تو صرف ایک ہی سے نکاح کرو یا وہ جو تمہارے ہاتھ کا مال ہوا یعنی باندیاں (نسا آیت ۳) +	جس نے انہیں بنایا اُس نے ابتدا ہی سے انہیں (ایک) مرد اور (ایک) عورت بنا کر کہا کہ اِس سبب سے مرد اپنے باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہیگا۔ اور وہ دونوں ایک جسم ہونگے۔ پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں (متی ۱۹-۴-۶) + خادم ایک ایک بیوی کے شوہر ہوں (۱-تمطاؤس ۳-۱۲) +

ہم معتقد دعوائے باطل نہیں ہوتے + سینے میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

سب سے بڑا ستم جو فرقۂ اناث پر ڈھایا گیا ہے۔ وہ کثرتِ ازدواج ہے قرآن نے نکاحِ ثانی کی کوئی وجہ بیان نہیں کی بلکہ اُس کی ضرورت کے احساس کو ہر انسان کے نفس پر چھوڑا ہے۔ اب اس کی حمایت میں مسلمان طرح طرح کے حیلے تراشتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ اجازت ہے۔ نہ کہ حکم میں کہتا ہوں کہ اس چیز کی اجازت دیدینا جس پر انسانی طبیعت حریص ہے کیا کم ظلم ہے۔ حکم ہوتا تو اندھیر ہی ہو جاتا اور اتنی عورتیں آتی کہاں سے جو ایک ایک خود غرض مرد کے پلّے چار چار پڑتیں مگر سوال تو یہ ہے کہ اجازت ہی کیوں دی گئی کہ ایک مرد چار بیویاں تک کرے۔ اور پھر اسی پر اکتفا نہیں۔ چار منکوحہ بیویوں کے علاوہ لاتعداد لونڈیاں رکھ سکتا ہے۔ عورتوں کی ذاتی قیمت کچھ نہیں۔ چند درم اُن کی عصمت کی قیمت ہیں جو انہیں بطور مہر دیئے جاتے ہیں۔ صاف لکھا ہے کہ "عورتیں تم پر حلال ہیں جنہیں تم مال دیکر طلب کرو" اور لونڈیاں تو ہیں ہی دہنے ہاتھ کی مِلک اب کیا اِن حالات میں کثرت ازدواجی کی لائسنس یا "اجازت" خواہشاتِ نفسانی کے ابلق بے لگام پر تازیانہ کا کام نہ دیگی۔ ہاں اگر ہندوستان میں اس قبیح رسم کا بہت زیادہ رواج نہیں۔ تو اس کی وجہ مسلمانوں کی ناداری اور مفلسی ہے۔ کہ وہ زیادہ مصارف اُٹھا نہیں سکتے۔ ورنہ فراغت اور خوشحالی میں یہ "اجازت" مِل جائے تو دیکھیئے کیا قیامت آتی ہے دوسرا عذر یہ پیش کیا جاتا ہے کہ ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں شوہر پر قرآن نے انصاف کی قید لگائی ہے۔ لیکن اگر انصاف سے مراد پورا انصاف ہے۔ تو وہ غیر ممکن ہے۔ چنانچہ خود قرآن کی شہادت اِس امر میں فیصلہ کُن ہے۔ کہ "تم ہرگز انصاف نہ کرسکو گے۔ اپنی بیویوں کے درمیان"۔ اب کون ہے جو مسلمان بھی کہلائے اور قرآن کے اس فتویٰ کو غلط ٹھہرانے کی جرأت بھی کرے۔ اور یہ بھی یہ بات صحیح اور قرینِ عقل کہ کامل انصاف ہو نہیں سکتا۔ خود یہی انصاف سے بعید ہے کہ مرد اپنی ہر ایک بیوی سے یہ توقع رکھے کہ وہ اُسے پُورے دل سے محبّت کرے۔ اور ہر طرح سے اُسی کی ہو کر رہے۔ مگر وہ سب میں اپنی محبّت کو تقسیم کرے۔ کسی سے زیادہ کسی سے کم۔ کیونکہ سب سے ایک جیسی محبّت کرنا نہایت ناممکن ہے۔ عورت کے دل میں رقابت کا پاکیزہ جذبہ موجزن ہوتا ہے۔ اور وہ نہیں چاہتی کہ میرے شوہر کی رفاقت اور صحبت میں کوئی اور بھی حصہ[1] دار ہو۔ اِلّا بحالتِ مجبوری اب خود تو عورت کے اِس

[1] ایک صاحب ہیں جنہوں نے اس پر کچھ اعتراض کرنا چاہا ہے لیکن پریشانی کے باعث کر نہیں سکے۔ اور وہ یہی کہکر رہگئے کہ وہ صاحب عورت نہیں چاہتی کہ میرے شوہر کی رفاقت اور صحبت میں کوئی اور بھی

جذبہ کو کچل دینا مگر اس سے یہ امید رکھنا کہ وہ اپنے میاں کے سِوا کسی کی محبّت دل میں نہ رکھے۔ بے انصافی نہیں اور تو کیا ہے۔ انصاف درحقیقت غیر ممکن ہے۔ اور کسی سے ہو نہیں سکتا یہاں تک کہ حقوق کی مساوی رعایت بھی جو عدل کا ادنیٰ ترین درجہ ہے۔ ایک امرِ محال ہے + ایک وقت تھا کہ بجائے مردوں کے عورتیں ایک سے زیادہ شوہر کیا کرتی تھیں۔ مگر وہ رسم اب قریب قریب مِٹ چکی ہے۔ صرف بعض پہاڑی علاقوں میں ابھی تک جاری ہے۔ مگر جہاں جہاں علم کی روشنی پہنچی یہ بُرائی جاتی رہی۔ یہاں تک کہ اب تو لوگوں کی کثیر تعداد یہ بھی نہیں جانتی کہ کوئی ایسی رسم دنیا میں موجود تھی الحمد للّٰہ کہ کثرتِ ازدواجی بھی اسی طرح مِٹ رہی ہے۔ اور اس روشنی اور تہذیب کے زمانے میں کوئی مسلمان تعلیم یافتہ عورت اس کی برداشت نہیں کر سکتی۔ اِسلامی ممالک میں ہی اِس کا سِکّہ تھا۔ سو وہ بہت حد تک ٹوٹ گیا ہے اور باقی جو ہے وہ ٹوٹنے والا ہے۔ ترکوں نے کثرت ازدواجی کا قانوناً خاتمہ کر دیا۔ مصری اس کو خیرباد کہہ چکے۔ اور ہندوستان کی مُسلم خواتین نے آل انڈیا محمڈن لیڈیز کانفرنس کے اجلاس میں بہانگ دُہل اس کی روک تھام کے ریزولیوشن پاس کئے یہ ایسے آثار ہیں۔ جن سے امید کی جاسکتی ہے کہ مستقبل قریب میں اِس مذموم اور قابلِ نفرت رسم کا کما حقہٗ استیصال ہو سکیگا۔ پھر بھی بعض خوش فہم کہتے ہیں کہ یُورپ کثرت ازدواجی کے مسئلہ کا قائل ہو رہا ہے۔ ہم اس مضمون پر اپنے قابلِ قدر دوست حاجی چودھری غلام حیدر صاحب کے زرین خیالات نذرِ ناظرین کئے بغیر نہیں رہ سکتے +

"بہت برس نہیں گذرے "آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس" کا سالانہ اجلاس لاہور میں زیرِ صدارت جناب بیگم صاحبہ آنریبل خان بہادر جسٹس شاہ دین منعقد ہُوا۔ کثرت سے ریزولیوشن پاس ہوئے ایک بی بی نے تعدّدِ ازدواج کے خلاف تحریک پیش کی اور اپنی تحریک کی تائید میں نہایت مدلل اور موثر تقریر کرتے ہوئے تمام مسلمان ماؤں سے درخواست کی کہ آئندہ کوئی ماں اپنی بیٹی کسی ایسے مرد کے حبالۂ عقد میں نہ دیں جس کی پہلے بیوی موجود ہو۔ یہ مفید تحریک کثرت رائے سے پاس ہوئی +

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶ حصہ دار ہو۔ اگر ایسی حریص عورت یہ خیال جما بیٹھے کہ اولاد کو زندہ نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ اولاد میرے خاوند کی رفاقت میں شریک ہے۔ "تو پھر کیا؟" ہم ان کے اس فلسفہ کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ سوت اور اولاد کی موجودگی یکساں شاق گزرنی چاہیئے +

اِس کانفرنس کی کارروائی مسلم پریس میں چھپکر شائع ہوگئی۔ یونیورسٹیوں کے بعض فارغ التحصیل مسلم حضرات بہت خوش ہوئے۔ مگر مولوی صاحبان بہت بھنّائے۔ اچھلے کودے مسجدوں کے حجروں میں انقلاب آگیا۔ ندوہ میں طوفان برپا ہوگیا۔ دیوبند کے بدلے شہید ہوگئے۔ مقدس قادیان کی آسمانی حکومت جوش میں آگئی۔ تکفیر میں قلمیں توڑ دیں۔ دواتیں پھوڑ دیں۔ لاحول ولا قوۃ +

مسلمانو! ہوش کرو۔ تعلیم نے مستورات کے خیالات میں تغیر پیدا کردیا۔ جاگو۔ بیبیاں قرآن کریم کے خلاف ریزولیوشن پاس کرتی ہیں۔ ابھی یہ ہوگیا وہ ہوگیا۔ ...... توبہ توبہ بڑی مشکل سے ملازم کا جوش فرو ہُوا ورنہ خدا جانے کیا ہوتا +

امسال (یعنی ۱۹۲۴ء میں) ”آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس“ کا اجلاس علیگڈھ میں ۲۹ دسمبر کو جناب بیگم صاحبہ ممتاز یار جنگ (حیدر آباد) کی صدارت میں منعقد ہُوا۔ دُور دُور سے خواتین شرکت اجلاس کی غرض سے تشریف لائیں۔ مختلف تعلیمی تمدنی مسائل پر بحث و تمحیص ہوئی۔ کئی قراردادیں منظور کی گئیں اور نہایت عاجزی۔ کمال الحاح سے مردوں سے اپیل کی گئی کہ خدا کے لئے ”اصلاح تمدّن کی خاطر ایک وقت میں ایک سے زیادہ شادی نہ کریں +

یہ درد بھری اپیل اخبارات میں چھپ گئی۔ مگر مولوی صاحبان نے امسال اس چیخ و پکار کی طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ کیونکہ فرصت کا قحط ہے خلافت کے جھگڑے جزیرۃ العرب کے بکھیڑے۔ ملکانوں کی فکر۔ شردھانند کا مقابلہ۔ سنگھٹن کا ڈر۔ مہابیروں کا خوف۔ سوراج کی دھن۔ لیکن پھر بھی امید ہے کہ کسی نہ کسی حجرے سے تکفیر کی صدا ضرور بلند ہوگی۔ کیونکہ مسلم خواتین نے خواہ کتنی ہی نیک نیتی سے نسوانی جذبات کی خاطر یا ”اصلاح تمدّن“ کے لئے تعدّد ازدواج کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہو۔ مگر پھر بھی قرآن کریم پر خوفناک حملہ ہے جس کی روک تھام خلافت سے زیادہ ضروری اور سوراج سے زیادہ اہم ہے +

یہ تو ہندی مسلم خواتین کی آہیں اور فریاد کے ٹکڑے ہیں جو تعلیم میں بہت پیچھے ہیں فلسفہ قرآن پر عبور حاصل نہیں۔ عربی نکات سمجھنے سے کما حقہٗ قاصر اور عاجز ہیں لیکن مصری بہنیں جن کی وسعت علمی مسلمہ ہے قرآن شریف کو ندوہ۔ دیوبند اور قادیان کے

علما سے کہیں زیادہ سمجھتی ہیں۔ ۷ر دسمبر ۱۹۲۳ء کو شوکت آفندی عمر کے محل واقع شارع قصر نیل قاہرہ میں جمع ہوتی ہیں۔ اور تعدّد ازدواج کے خلاف دھواں دھار تقریریں کرتی ہیں۔ نسوانی حقوق کے لئے ہر ممکن تدابیر اختیار کرتی ہیں +

ایک بی بی (بیگم سیّد سوادہ آفندی) فرماتی ہیں۔ بہنو! تیرہ سو برس سے ہمارے جذبات کا خون ہو رہا ہے۔ مرد ہمیں آیات قرآنی کی دھمکی دیتے ہیں۔ اور شرط انصاف کی آڑ میں انصاف کا خون کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دُنیا کے ہر گوشے میں نسوانی جذبات کا قہر مسلمانوں پر نازل ہو رہا ہے۔ شرط انصاف غیر ممکن ہے۔ خود آنحضرتؐ انصاف نہ کرسکے اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت پڑی تھی اور ہم نے کونسا گناہ کیا تھا۔ کہ مرد تو چار چار بیویاں کرسکیں اور افسوس ہمیں دو شوہر کرنے کی اجازت نہ ہو جس زمانے میں تعدّد ازدواج کی ضرورت تھی اُسوقت آدم کو ایک ہی حوّا دی گئی +

دوسری (عذرا خانم) فرماتی ہیں۔ فرقہ ذکور بڑا ہی خود غرض ہے۔ ان کو نہ خدا کا خوف نہ رسول کا ڈر۔ ہم کمزور ہیں۔ ناتوان ہیں۔ ہم پر طرح طرح کے ظلم اور سختیاں کی جاتی ہیں۔ طوقِ لعنت کی طرح پردہ سوہانِ رُوح ہو رہا ہے۔ ہماری حیثیت کوئیں کے مینڈک سے زیادہ نہیں۔ سفر وغیرہ میں لُبنٰن سے زیادہ ہماری آزادی نہیں۔ ہمارے تمام حقوق بے رحمی سے پائمال کئے گئے لیکن اب وقت آگیا ہے۔ کہ مردوں کو جتادیں کہ آئندہ وہ ایسی خوفناک اور ناقابل معافی غلطی اور گناہِ کبیرہ سے باز رہیں +

واہ۔ واہ۔ کیا گنگا کی لہریں۔ کیا نیل کی موجیں۔ اگر خدانخواستہ یہی باتیں خاکِ ہند میں کسی مسلم خاتون کے مُنہ سے نکلتیں تو قیامت ہی آجاتی۔ مگر وہ مصر ہے۔ غیر ممکن تھا کہ مصری خواتین کی آہ و زاری کا کوئی اثر نہ ہوتا۔ مصر کوئی ہندوستان تھوڑا ہی تھا کہ کفر کے فتوے عائد ہوتے +

رہنمایانِ مصر نے جذباتِ نسوانی کی قدر کرتے ہوئے تیرہ سو برس کی پرانی غلطی کو محسوس کیا اور کمال غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ اگر جلد سے جلد تدارک نہ کیا گیا تو نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ چنانچہ گذشتہ ہفتہ کی مصری ڈاک سے ہمیں یہ معلوم کرکے انتہا مسرت ہوئی کہ مصر کے قوم پرست ایک ایسا قانون عائلہ تیار کر رہے ہیں کہ تعدّد ازدواج کی روک تھام ہوسکے اور قرآن کریم کی آیت پر بھی حرف نہ آسکے۔ اس قانون کی صورت یہ ہوگی کہ

ہر عورت شادی کے وقت اپنے شوہر سے ایک اقرار نامہ لکھوا لے کہ وہ دوسری بیوی ہرگز نہیں کر سکتا۔ اگر شوہر اس غلطی کا مرتکب ہوگا تو اسکا دوسرا نکاح فسخ سمجھا جائیگا اور پہلی بیوی کو اختیار ہوگا کہ اپنے شوہر کے خلاف اقرار نامہ توڑنے کے جرم میں قانونی کارروائی کرے۔ اگرچہ یہ کوئی بہت عمدہ قانون نہیں۔ مگر این ہم غنیمت است۔ واقعات کو دیکھکر آئندہ کے متعلق پیشینگوئی کی جاسکتی ہے۔ کہ انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں کہ تعدّد ازدواج کا جنازہ مصری خواتین دریائے نیل کی موجوں کی نذر کرکے قاہرہ جدید کی لونا پارک میں خوشی کے شادیانے بجائینگی۔" اس کے علاوہ ٹرکی اور افغانستان میں جو جدید اصلاحات ہوئی ہیں۔ وہ آجکل کسی سے مخفی نہیں۔ غرض اب یہ طلسم ٹوٹ ہی گیا ہے +

ع۔ آں قدح بشکست و آں ساقی نہ ماند

طلاق

قرآن	بائبل
اور جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت کو پہنچیں۔ تو انہیں خوبی کے ساتھ روک لو۔ یا خوبی کے ساتھ چھوڑ دو۔ اور اُن کو ایذا دینے کے لئے نہ روکو کہ اُن پر زیادتی کرو (بقر آیت ۲۳۱) [1]پھر اگر وہ اس کو طلاق دے چکا۔ تو اُس کے بعد وہ عورت اُس مرد کے لئے حلال نہیں جبتک کہ وہ اُس کے سوا کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے (بقر آیت ۲۳۰) + اگر تم نے عورتوں کو اُن کے ساتھ ہمبستر ہونے سے پہلے طلاق دیدی یا اُن کا مہر مقرر نہیں کیا۔	خدا فرماتا ہے کہ میں طلاق سے بیزار ہوں (ملاکی ۱۶/۲) جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جدا نہ کرے (متی ۱۹/۶) مسیح نے اُن سے کہا موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمہیں اپنی بیویوں کے چھوڑ دینے کی اجازت دی۔ مگر ابتدا سے ایسا نہ تھا۔ اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے۔ اور دوسری سے بیاہ کرے۔ وہ زنا کرتا ہے۔ اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے (متی ۱۹/۹) جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ دے، اور دوسری سے

[1] بعض مسلمان اسی آیت سے حلالہ کی ناپاک رسم کا جواز ثابت کرتے ہیں اور حلالہ یہ ہے کہ شرعی طلاق کے بعد جب مرد چاہتا ہے کہ طلاق دی ہوئی عورت کو پھر بُلالے تو وہ کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک رات کے لئے اُس کا عارضی نکاح کر دیتا ہے اور اُس کے طلاق دینے پر پھر اُس عورت کو اپنے نکاح میں لے آتا ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں اس پر عمل ہوتے دیکھا ہے۔ مزید تفصیل خلافِ تہذیب ہے +

طلاق

قرآن	بائبل
اور طلاق دیدی تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے (بقر آیت ۲۳۶) اور اگر ہمبستر ہونے سے پہلے اُن کو طلاق دو اور اُن کا مہر تم مقرر کر چکے ہو۔ تو جو تم نے مقرر کیا ہے اُسکا نصف دینا چاہیئے۔ (بقر آیت ۲۳۸) +	بیاہ کرے تو زنا کرتی ہے (مرقس ۱۰/۱۱-۱۲) +

طلاق انسانی سخت دلی کا بدترین نمونہ ہے۔ اس مضمون پر لکھتے وقت دل دہل جاتا ہے۔ اور قلم کانپ اُٹھتا ہے۔ اس کی اجازت سے اسلام نے عورت مرد کے رشتہ کو نہایت ناپائدار اور عارضی بنا دیا۔ جب عورت جانتی ہے کہ اس کی راحت اور آسائش تمام تر اس کے شوہر پر موقوف ہے۔ اور جس وقت شوہر چاہے۔ اس باہمی رشتہ کو توڑ سکتا ہے۔ تو وہ ہمیشہ خطرے میں رہتی ہے۔ اور اگر طلاق کی نوبت بھی آئے تو بھی اُسے عمر بھر اطمینان اور بے فکری میسر نہیں آتی۔ طلاق کثرت ازدواجی کا لازمی نتیجہ ہے جب ایک آدمی بہت سی شادیاں کرتا ہے اور مال دیکر عورتوں کو طلب کرتا ہے،، تو عورتوں کی قدر اس کی نظروں میں نہیں رہتی۔ اور محبت دل سے اُٹھ جاتی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بقول قرآن "وہ ہماری کھیتیاں ہیں" اور انہیں خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ جب تک بنی۔ بنی رہی نہ بنی تو اس کا راستہ یہ اور اُسکا وہ۔ جھٹ سے طلاق دیدی حق مہر گویا عورتوں کی قیمت ہے۔ مباشرت کی تو پورا ادا کر دیا۔ اور جو اس سے پہلے ہی طلاق دیدی تو نصف۔ قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں جس سے طلاق کی کراہیت استنباط کی جاسکے۔ اس کے برعکس یہ نہایت عام اور معمولی بات سمجھی گئی ہے۔ تورات کی رو سے اگرچہ طلاق بعض صورتوں میں جائز رکھی گئی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہکر کہ "خدا فرماتا ہے کہ میں طلاق سے بیزار ہوں"۔ خدا کی نظر میں اس کی ناپسندیدگی بھی ظاہر کر دی۔ اس کے بعد جب مسیح آیا تو اُس نے اُن لوگوں سے جو طلاق کو مباح سمجھتے تھے کس زور سے کہا کہ "موسےٰ نے تمہاری سخت دلی کے باعث تمہیں اپنی بیویوں کے چھوڑ دینے کی اجازت دی مگر ابتدا سے ایسا نہ تھا" کس قدر درد تھا۔ اور کس قدر حمایت تھی عورتوں کی اُس دل میں جس سے یہ الفاظ نکلے کہ "جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جدا نہ کرے"۔ عورت اور مرد میں ایک مقدس عہد ہوتا ہے۔ اور اگر اسکا زبانی اقرار نہ کیا جائے لیکن دل اس پر گواہی دیتے ہیں کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو اپنا آپ سونپتے ہیں۔ اور عمر بھر کیلئے

سونپتے ہیں۔ انجیل کے الفاظ میں "بیوی اپنے بدن کی مختار نہیں بلکہ شوہر مختار ہے۔ اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہیں بلکہ بیوی" پس بعد از نکاح نہ مرد اپنے جسم کا مختار ہے۔ نہ عورت۔ بلکہ ایک دوسرے کے پاس وہ بطور امانت کے ہیں۔ اب یہ ایک عہد ہوتا ہے جب تک یہ عہد قائم ہے۔ اور بیوی خیانت کرکے اپنے بدن کو جو در اصل اس کے شوہر کا ہے کسی اور مرد کے حوالے نہیں کرتی۔ اسی طرح خاوند اپنی بیوی کی امانت میں خائن ثابت نہیں ہوتا یعنی وہ زنا کے مرتکب نہیں ہوتے۔ اُس وقت تک کون ہے جو اُنہیں علیحدہ کر سکے۔ لیکن اگر وہ بدکاری کرکے بدعہد ثابت ہوئے تو رشتہ ٹوٹ گیا۔ یہ ہے وہ حقیقت جس کو ملحوظ رکھکر مسیح نے کہا کہ "کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کے سوا کسی اور سبب سے نہ چھوڑے" مسلمانو عورتوں کا وبال تم پر ایک دن پڑکے رہیگا۔ اُن کی آہیں آسمان کو چیر کر نکل جاتی ہیں اِن ستم کاریوں سے باز آؤ۔ اور اپنا دست تعدّی کھینچ لو۔ اور "جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے نہ توڑو" طلاق سے باز آؤ۔ اپنی گذشتہ حرکات سے شرماؤ اور "توبہ کرو کہ آسمان کی بادشاہت قریب ہے" +

زینت اور پردہ

قرآن	بائبل
اور جب تم نبی کی بیویوں سے کچھ اسباب مانگنے جاؤ۔ تو اُن سے پردے سے باہر مانگ لیا کرو۔ اس میں تمہارے دلوں اور اُن عورتوں کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزگی ہے اور تمہیں مناسب نہیں کہ اللہ کے رسول کو ایذا پہنچاؤ۔ اور نہ یہ کہ تم نبی کی عورتوں سے اُن کے پیچھے کبھی نکاح کرو۔ بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔ (احزاب آیت ۵۳) +	اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے (۱-کرنتھیوں ۱۱/۶) +
اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہدے کہ اپنی چادریں اپنے اوپر تھوڑی سی نیچے لٹکا لیا کریں۔ یہ طریقہ قریب تر ہے کہ وہ پہچانی جائیں پھر ایذا نہ پائیں (احزاب آیت ۵۹)	عورتیں حیادار لباس سے شرم اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں۔ نہ بال گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے۔ بلکہ نیک کاموں سے جیسا خدا پرستی کا اقرار کرنیوالی عورتوں کو مناسب ہے (۱-تمطاؤس ۲/۹-۱۰) + اور تمہارا سنگار ظاہری نہ ہو۔ یعنی سر گوندھنا اور سونے کے زیور اور طرح طرح کے کپڑے پہننا بلکہ تمہاری باطن اور پوشیدہ انسانیت حلم اور مزاج کی غربت کی غیر فانی آرائش سے آراستہ رہے

زینت اور پردہ

قرآن	بائبل
مومن عورتوں سے کہہ کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی محافظت کریں۔ اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں۔ مگر جتنا اُس میں سے ظاہر ہے۔ اور چاہیئے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت کسی پر ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر۔ یا اپنے باپوں پر یا اپنے شوہر کے باپوں پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر۔ یا اپنے بھائیوں پر۔ یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر۔ یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی غلاموں) پر یا مردوں میں سے اُن کمیروں پر جو عورت کی حاجت نہیں رکھتے یا لڑکوں پر جو عورتوں کی چھپی باتوں سے واقف نہیں ہوتے اور اپنی پوشیدہ زینت ظاہر کرنے کو زمین پر پیر مارتی نہ چلیں (نور آیت ۳۱) +	کیونکہ خدا کے نزدیک اس کی بڑی قدر ہے۔ اور اگلے زمانے میں بھی خدا پر امید رکھنے والی مقدس عورتیں اپنے آپ کو اسی طرح سنوارتی اور اپنے اپنے شوہر کے تابع رہتی تھیں (۱-پطرس ۳/۳-۵) +

پردہ جائز حد تک ہو تو کوئی عیب نہیں۔ لیکن اگر پردے سے عورتوں کی حیثیت اسیروں کی سی ہو جائے۔ اور انہیں مجبور کیا جائے کہ وہ سختی کے ساتھ اس کی پابندی کریں تو یہ معیوب ہے۔ اسلام کے شروع میں پردہ کا رواج نہ تھا۔ بعد میں اس کے متعلق احکام نازل ہوئے ہندوستان میں پردہ شرافت کا نہیں بلکہ امارت کا معیار ہوگیا ہے۔ غریب عورتیں خواہ کیسی ہی شریف کیوں نہ ہوں زیادہ پردے کی پابند نہیں۔ ہاں اوڑھنیاں ضرور اوڑھتی ہیں لیکن امیر اور متوسط الحال خاندانوں کی عورتیں برقعہ پہنتی ہیں جو در اصل ایک فیشن ہوگیا ہے اور اکثر دیکھا جاتا ہے کہ برقعہ پوش عورتیں نامحرموں سے کوئی پردہ نہیں کرتیں اور بارہا لوگ انہیں کھلے مُنہ پاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ ہندوستان میں مذہبی نشان نہیں رہا۔ اور ترک خواتین تو مسیحی خواتین کی طرح بے نقاب چلتی پھرتی ہیں۔ الغرض جس حد تک یہ رسم عورتوں کی جائز آزادی کو سلب کرتی ہے۔ اُس حد تک تو یہ مٹ رہی ہے اور مٹ کر

رہیگی لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ عورتوں اور مردوں میں بلا تکلف میل جول اور غیر محدود آزادی بھی نقصان دہ ہے۔ اِس لئے پردہ کی پابندی حدِ اعتدال تک ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ۔

اس مضمون میں عورتوں کی زینت کا بھی ذکر آیا ہے۔ قرآن میں تو صرف یہ لکھا ہے کہ "عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں" اور یہ نہایت عمدہ بات ہے جس کی نسبت انجیل میں بھی لکھا ہے کہ "عورت کے لمبے بال ہوں تو اس کی زینت ہے۔ کیونکہ بال اُسے پردے کے لئے دئے گئے ہیں" لیکن انجیل اس امر میں پھر گوئے سبقت لے گئی کہ قرآن تو کہتا ہے کہ زینت ظاہر نہ کرو۔ مگر انجیل کہتی ہے کہ ظاہری زینت نہ کرو" بلکہ باطن اور پوشیدہ انسانیت حلم اور مزاج کی غریبی کی غیر فانی آرائش سے آراستہ رہو" اور پھر لکھا ہے کہ "عورتیں حیادار لباس سے شرم اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں۔ نہ بال گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے بلکہ نیک کاموں سے" عیسائی عورتوں کو یہ آیت حفظ کرنے کی ضرورت ہے کہ "تمہارا سنگار ظاہری نہ ہو" اور دُعا کرنی چاہئے کہ خدا اُنہیں باطنی آراستگی عطا فرمائے ۔

قرآن	دیندار اور بیدین میاں بیوی کے تعلقات — بائبل
مشرک عورتوں کو نکاح میں نہ لاؤ جب تک وہ ایمان نہ لائیں اور البتہ مسلمان باندی مشرکہ سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ تمہیں اچھی معلوم ہو۔ اور مشرک (مردوں) سے نکاح نہ کرو۔ جب تک ایمان نہ لائیں اور البتہ مسلمان غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھا معلوم ہو (بقر آیت ۲۲۰) ۔ اہلِ کتاب کی پاکدامن عورتیں بھی تمہیں حلال ہیں (مائدہ آیت ۷) ۔ مومنو جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں ہجرت کرکے آئیں تو اُن کا امتحان لو۔ خدا اُن کے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ پھر اگر وہ تمہیں ایماندار معلوم ہوں تو اُنہیں کافروں کی طرف واپس نہ لوٹاؤ۔ نہ وہ کافروں کو حلال ہیں اور نہ کافر انہیں حلال ہیں اور جو اُن کافروں نے خرچ کیا اُنکو دیدو۔ اور تم پر گناہ نہیں کہ ان عورتوں سے نکاح کرو۔ جبکہ تم اُن کے مہر دیدو اور تم کافر عورتوں کا نکاح نہ تھام رکھو اور جو تم نے خرچ کیا ہے اُن سے مانگ لو اور چاہئے کہ وہ کافر بھی اپنا خرچ جو کیا ہے مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے ہاتھ سے نکلکر کافروں میں جا ملے پھر تم کافروں کو کھپا مارو (ممتحنہ آیت ۱۱) ۔	اگر کسی بھائی کی بیوی با ایمان نہ ہو۔ اور اُس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو۔ تو وہ اُس کو نہ چھوڑے اور جس عورت کا شوہر با ایمان نہ ہو۔ اور اُس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو۔ تو وہ شوہر کو نہ چھوڑے (۱۔ کرنتھیوں ۷/۱۲-۱۳) ۔ کیونکہ اے عورت تجھے کیا خبر ہے کہ شاید تو اپنے شوہر کو بچالے۔ اور اے مرد تجھکو کیا خبر ہے کہ شاید تو اپنی بیوی کو بچالے (۱۔ کرنتھیوں ۷/۱۶) ۔ اے بیویو تم بھی اپنے اپنے شوہر کے تابع رہو اس لئے کہ بعض اُن میں سے کلام کو نہ مانتے ہوں تو بھی تمہارے پاکیزہ چال چلن اور خوف کو دیکھکر بغیر کلام کے اپنی اپنی بیوی کے چال چلن سے خدا کی طرف کھنچ جائیں (۱ پطرس ۳/۱-۲) ۔ کیونکہ جو شوہر با ایمان نہیں۔ وہ بیوی کے سبب سے پاک ٹھہرتا ہے اور جو بیوی با ایمان نہیں وہ مسیحی شوہر کے باعث پاک ٹھہرتی ہے ورنہ تمہارے فرزند ناپاک ہوتے۔ مگر اب پاک ہیں (۱۔ کرنتھیوں ۷/۱۴) ۔

قرآنِ حکیم کا یہ حکم بھی کیسا عجیب ہے کہ اگر کفار کی عورتوں میں سے کچھ مسلمانوں میں آملیں تو انہیں نہ لوٹائیں۔ لیکن اگر ان کی عورتوں میں سے کوئی کافروں میں جاملیں تو کافروں کو کھپا ماریں" پھر لکھا ہے کہ مرد مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کریں اور نہ عورتیں مشرک مردوں سے مگر قربان جائیں انجیل کی اس تعلیم پر کہ اگر کسی بھائی کی بیوی با ایمان نہ ہو اور اُس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو تو وہ اس کو نہ چھوڑے اور جس عورت کا شوہر با ایمان نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ رہنے کو راضی ہو تو وہ شوہر کو نہ چھوڑے۔ یہ آزادی یہ حریت اور یہ انصاف کوئی اور مذہب پیش تو کرے ۔

قرآن	چوری اور دغابازی — بائبل
جو کوئی چوری کریگا۔ قیامت کے دن چرائی ہوئی چیز لائیگا (آل عمران آیت ۱۵۵) ۔ چور مرد اور چور عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ	چوری نہ کر (مرقس ۱۰/۱۹) ۔ چوری کرنے والا پھر چوری نہ کرے بلکہ اچھا پیشہ اختیار کرکے ہاتھوں سے محنت کرے تاکہ محتاج

چوری اور دغابازی

قرآن	بائبل
ڈالو (مائدہ آیت ۴۲) + آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھا جاؤ اور نہ اُس کو حکام تک پہنچاؤ۔ کہ گناہ کے ساتھ آدمیوں کے مال میں سے کچھ کاٹ کوٹ کے کھا جاؤ (بقر آیت ۱۸۴) + خدا دغاباز گنہگار کو پسند نہیں کرتا (نسا آیت ۱۰۷)	کو کچھ دے سکے (افسیوں ۴/۲۸) + تو اپنے پڑوسی سے دغابازی نہ کر۔ نہ اُس سے کچھ چھینے مزدور کی مزدوری چاہئے کہ ساری رات صبح تک تیرے پاس نہ رہ جائے (احبار ۱۹/۱۳)

قرض و سود خوری

قرآن	بائبل
مومنو جب تم میعاد مقررہ تک آپس میں قرض کا معاملہ کرو تو اُسے لکھ لیا کرو اور چاہئے کہ تمہارے درمیان کوئی کاتب باانصاف لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے ..... اور اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو (بقر آیت ۲۸۲) اور اگر تم سفر میں ہو اور کاتب نہ پاؤ تو رہن پر قبضہ کر لیا کرو (بقر آیت ۲۸۳) + اگر کوئی شخص تنگی میں ہے تو اُسکو تونگری تک مہلت دینا چاہئے۔ اور جو تم خیرات کرو تو تمہارا بھلا ہے (بقر آیت ۲۸۰) + سُود خور آدمی قیامت کے دن اس طرح اٹھینگے جیسے وہ اُٹھتا ہے جسے جن نے جھپٹ کے خبطی بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ اُنہوں نے کہا کہ بیع بھی تو سُود ہی جیسی چیز ہے۔ حالانکہ خدا نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام (بقر آیت ۲۷۶) + مومنو اللہ سے ڈرو۔ اور جو سُود (کسی کے پاس) باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو۔ اگر تم مومن	جو کوئی تجھ سے مانگے اسکو دے اور جو تجھ سے قرض چاہے منہ نہ موڑ (متی ۵/۴۲) + اگر تم اُنہیں کو قرض دو جن سے وصول ہونے کی امید رکھتے ہو تو تمہارا کیا احسان ہے گنہگار بھی گنہگاروں کو قرض دیتے ہیں تاکہ پورا وصول کرلیں (لوقا ۶/۳۴) + پس تم اس طرح دعا مانگا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے۔ جس طرح ہم نے اپنے قرضداروں کو معاف کیا ہے۔ تو بھی ہمارے قرض ہمیں معاف کر (متی ۶/۱۲) + اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی کو جو تیرے آگے محتاج ہے کچھ قرض دے تو اُس سے بیاجیوں کی طرح سلوک مت کر اور اُس سے سُود مت لے اور اگر تو کسی وقت اپنے ہمسائے کے کپڑے گرو میں رکھ لے تو چاہئے کہ سورج ڈوبتے ہوئے اُسے پہنچا دے۔ کیونکہ اُس کا فقط اوڑھنا ہے اور یہ اسکے بدن کے لئے لباس ہے جس میں وہ سو

قرآن	قرض و سود خوری — بائبل
ہو (آیت ۲۷۸) + مومنو دُونے پر دونا سُود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو (آل عمران آیت ۱۲۵) +	رہتا ہے (خروج ۲۲/۲۵-۲۷) + لوگ سُود لینے سے ہاتھ اُٹھا دیں۔ آج ہی کے دن اُن کے کھیت اور اُن کے انگورستان اور زیتون کے باغ اور اُنکے گھر اور سود کا حصہ نقدی کا اور اناج اور مے اور تیل کا جو تم نے اُن سے لیا ہے۔ اُنہیں پھیر پھیرو (نحمیاہ ۵/۱۰-۱۱) + اے خداوند تیرے خیمے میں کون رہیگا .... جو سود کے لئے قرض نہیں دیتا (زبور ۱۵/۱-۵) +

بائبل کی رو سے نہ صرف سُود پر قرض دینا ہی غیر مستحسن امر ہے بلکہ یہاں تک کہ ہدایت ہے کہ مقروض پر سختی و تشدد نہ کرو "اگر کسی وقت تو ہمسائے کے کپڑے گرو میں رکھ لے تو چاہئے کہ سورج ڈوبنے تک اُسے پہنچا دے کیونکہ یہ اُسکا فقط اوڑھنا ہے اور یہ اُس کے بدن کے لئے لباس ہے جس میں وہ سو رہتا ہے" اور کہا ہے کہ سُود خور خداوند کے خیمہ امن و عافیت میں داخل نہ ہو سکیگا اور اسی پر بس نہیں بلکہ غریب لوگ جو اپنے قرض ادا نہیں کر سکتے اُنہیں اُن کے قرض معاف کر دینا حکم ہے اور یہاں گویا سُود نہیں بلکہ اصل بھی اپنے غریب بھائی کی احتیاج کو مدنظر رکھتے ہوئے حسب ضرورت چھوڑا جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ "اگر تم اُنہیں کو قرض دو جن سے (ایک ایک چھدام) وصول ہونے کی امید ہے (اُن کی چیزیں رہن رکھکر یا اُن سے دستاویز لیکر) تو تمہارا کیا احسان ہے۔ گنہگار بھی گنہگاروں کو قرض دیتے ہیں تاکہ پورا وصول کر لیں" یہ ہرگز احسان و مروت اور نیکی اور ہمدردی کی بات نہیں +

جھوٹ بولنا

قرآن	بائبل
جھوٹ بولنے سے بچتے رہو (حج آیت ۳۱) سچ کو جھوٹ میں نہ ملاؤ اور جان بوجھکر حق کو نہ چھپاؤ (بقر آیت ۳۹) +	جھوٹ نہ بولو (یعقوب ۳/۱۴) + جھوٹا معاملہ نہ کرو۔ ایک دوسرے سے جھوٹ مت بولو (احبار ۱۹/۱۱) + اے خداوند تیرے خیمے میں کون رہیگا ..... وہ جو سیدھی چال چلتا ہے اور صداقت سے کام کرتا

جھوٹ بولنا

قرآن	بائبل
	ہے اور اپنے دل سے سچ بولتا ہے (زبور ۱۵/۲)

جھوٹی گواہی

قرآن	بائبل
مومنو اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کو کھڑے ہوجایا کرو (مائدہ آیت ۱۱) + تم گواہی کو نہ چھپاؤ اور جس نے گواہی کو چھپایا اُس کا دل گنہگار ہے (بقر آیت ۲۸۳) + مومنو انصاف پر قائم رہو۔ خدا کے لئے گواہ ہو کر۔ اگرچہ اپنی جان پر ہو یا والدین یا قرابتیوں پر۔ اگر وہ شخص غنی ہو یا فقیر اللہ دونوں پر مہربان ہے سو تم اپنی خواہش کے تابع نہ ہو۔ کہ انصاف سے عدل کرو۔ اگر تم پیچ مارو گے یا طرح دے جاؤ گے۔ تو خدا تمہارے کاموں سے خبردار ہے (نساء آیت ۱۳۴)	تو کسی کی جھوٹی خبر مت اڑا۔ تو ظلم کی گواہی میں شریروں کا ساتھی مت ہو (خروج ۲۳/۱) + تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے (خروج ۲۰/۱۶) دیانتدار گواہ جھوٹ نہیں کہتا لیکن جھوٹا گواہ جھوٹی باتیں بولتا ہے (امثال ۱۴/۵) + وہ جو سچ بولتا ہے۔ صداقت کو آشکارا دکھلاتا ہے پر جھوٹا گواہ دغا دیتا ہے (امثال ۱۲/۱۷) + وہ آدمی جو اپنے ہمسائے پر جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ ایک گوپال اور ایک تلوار اور ایک تیز تیر ہے (امثال ۲۵/۱۸)

انجیل میں صدقِ مقال کی جو تاکید اور دروغگوئی کی جو ممانعت ہے وہ محتاج بیان نہیں اسی طرح قرآن مجید میں بھی حق گوئی اور راست بیانی کا حکم ہے اور جھوٹ سے پرہیز کرنے کی ہدایت ہے لیکن قرآن نے ایک مقام پر نہایت مجبوری کی حالت میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے جب کسی مومن پر اُس کے ایمان کے باعث جبر و تشدد کیا جائے اور وہ حالتِ اضطرار میں کفر کو ایمان پر ترجیح دے یا سچ کی بجائے جھوٹ کو اختیار کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ وہ دل میں ایمان رکھے۔ آیت یہ ہے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (نحل آیت ۱۰۶) جو کوئی ایمان لانے کے بعد منکر ہوا۔ نہ وہ جس پر زبردستی ہوئی اور اُسکا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے . . . . مگر وہ جو دل کھول کر منکر ہوا۔ سو اُن پر اللہ کا غضب ہے۔ اسی آیت سے اہلِ تشیعہ نے تقیہ کا مسئلہ استنباط کیا ہے

غیبت

قرآن	بائبل
اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا	کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میں . . . . بدگوئیاں غیبتیں شیخیاں اور فساد ہوں (۲۔کرنتھیوں ۱۲/۲۰) +

غیبت

قرآن	بائبل
پسند کرتا ہے (حجرات آیت ۱۲) + ہر ایک . . . . . . غیبت کرنے والے کی خرابی ہے (ہمزہ آیت ۱) +	اے خداوند تیرے خیمے میں کون رہیگا . . . . وہ جو اپنی زبان سے چغلی نہیں کھاتا (زبور ۱۵/۳) + پس وہ ہر طرح کی ناراستی سے بھر گئے۔ اور غیبت کرنیوالے بدگو۔ خدا کی نظر میں نفرتی . . . . . ہو گئے (رومیوں ۱/۳۰) + شمالی ہوا مینہ کو موجود کرتی ہے۔ اسی طرح چغلخوری ترش روئی کو (امثال ۲۵/۲۳) +

عیب جوئی

قرآن	بائبل
آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ (حجرات آیت ۱۱) جو کوئی خطا یا گناہ کمائے۔ پھر اسکو بے قصور کے ذمہ لگائے تو اُس نے صریح گناہ اور بہتان کو آپ اٹھایا ہے (نسا آیت ۱۱۲) +	عیب جوئی نہ کرو کہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ کی جائے کیونکہ جس طرح تم عیب جوئی کرتے ہو اُسی طرح تمہاری بھی عیب جوئی کی جائے گی۔ اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اُسی سے تمہارے واسطے ناپا جائیگا۔ تو کیوں اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو دیکھتا ہے۔ اور اپنی آنکھ کے شہتیر پر غور نہیں کرتا اور جب تیری ہی آنکھ میں شہتیر ہے۔ تو تو اپنے بھائی سے کیونکر کہہ سکتا ہے کہ لا تیری آنکھ میں سے تنکا نکال دوں اے ریاکار پہلے اپنی آنکھ میں سے شہتیر نکال۔ پھر اپنے بھائی کی آنکھ میں سے تنکے کو اچھی طرح دیکھ کر نکال سکیگا (متی ۷/۱-۵) + تو عیب جوؤں کی مانند اپنی قوم میں آیا جایا نہ کر۔ (احبار ۱۹/۱۶) + اے خداوند تیرے خیمے میں کون رہیگا۔ وہ جو اپنے پڑوسی پر عیب نہیں لگاتا (زبور ۱۵/۳) +

قرآن	بُرے القاب	بائبل
نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو بُرا نام ایمان کے بعد بدکاری ہے (حجرات آیت ۱۱)		جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہیگا۔ وہ صدر عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ اور جو اسکو احمق کہیگا۔ وہ آگ کے جہنم کا سزاوار ہوگا (متی ۵/۲۲) +
	تمسخر	
مومنو ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے شاید وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے شاید وہ اُن سے بہتر ہوں (حجرات آیت ۱۱)		ٹھٹھا کرنیوالا نابود ہوگا (یسعیاہ ۲۹/۲۰) + مبارک وہ آدمی ہے جو ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتا (زبور ۱/۱) + وہ جو مسکین پر ہنستا ہے۔ اسکے بنانیوالے کی حقارت کرتا ہے (امثال ۱۷/۵) + کبتک ٹھٹھے باز اپنی ٹھٹھے بازی پر مائل رہینگے (امثال ۱/۲۲) + میں ٹھٹھا کرنے والوں کی محفل میں نہیں بیٹھا۔ نہ اُن کے ساتھ پھُول کے خوشی کی (یرمیاہ ۱۵/۱۷) +
	سلام کرنا	
اور جب تم دعا سلام کئے جاؤ۔ تو اس کا جواب دعا کے ساتھ اِس سے بہتر لفظوں میں دو یا وہی لفظ واپس کردو (نسا آیت ۸۸) + پھر جب تم گھروں میں جاؤ۔ تو اپنے لوگوں پر سلام کرو۔ یہ خدا کی طرف سے برکت والی اور پاکیزہ دُعا مقرر کی ہوئی ہے (نور آیت ۶۱) + اللہ کے بندے وہ ہیں ...... کہ جب اُن سے جاہل لوگ باتیں کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ سلام (فرقان آیت ۶۴) +		یسُوع اُن کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور اُن سے کہا "تمہاری سلامتی ہو" (لوقا ۲۴/۳۶) + گھر میں داخل ہوتے وقت اُسے دعائے خیر دو (متی ۱۰/۱۲) + اگر فقط اپنے بھائیوں کو سلام کرو۔ تو کیا زیادہ کرتے ہو کیا غیر قوموں کے لوگ بھی ایسا نہیں کرتے (متی ۵/۴۷) + اے فریسیو تم پر افسوس ہے کہ ..... تم بازاروں میں سلام چاہتے ہو (لوقا ۱۱/۴۳) +

قرآن	سلام کرنا	بائبل
		آپس میں پاک بوسہ لیکر ایک دوسرے کو سلام کرو (رومیوں ۱۶/۱۶) +

قرآن میں حکم ہے کہ "جب تم سلام کئے جاؤ۔ تو اِس کا جواب اس سے بہتر لفظوں میں دو یا وہی لفظ واپس کرو" اور "جب تم گھروں میں جاؤ۔ تو اپنے لوگوں پر سلام کرو" گویا یا تو سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ یا اپنے لوگوں کو سلام کرنا۔ لیکن مسیح کہتا ہے۔ کہ "اگر فقط اپنے بھائیوں کو سلام کرو تو کیا زیادہ کرتے ہو" وہ حکم دیتا ہے۔ کہ ہدیۂ سلام یار و اغیار ہر ایک تک پہنچاؤ اور اس میں بُخل مت برتو۔ کیونکہ یہ تو سلامتی کی دُعا ہے۔ اور ایک مسیحی کا دل اِس قدر وسیع ہونا چاہیے کہ ہر ایک کی سلامتی چاہے۔ ہاں دُشمنوں تک کی۔ لیکن ایک بات ہے۔ جس پر حضور مسیح نے اظہارِ افسوس کیا ہے کہ "تم بازاروں میں سلام چاہتے ہو" یعنی جو کوئی سلام کا خواہشمند رہتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ میری عزت اور شان اس میں ہے کہ لوگ مجھے بازاروں میں سلام کریں اُس پر افسوس ہے۔ عزت کے لئے سلام نہ چاہو۔ بلکہ ہر ایک کو خود سلام کرو۔ اِس بات کا قرآن نے ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ اگر ذکر ہوتا بھی تو کچھ عجیب نہ تھا۔ کیونکہ پہلی کتاب میں آگے ہی موجود تھا۔ ہاں ایک سلام ہے کہ جس کا قرآن نے اللہ کے بندوں کو حکم دیا ہے کہ جب جاہل لوگ ملیں تو اُنہیں کہو یا سلام ہمیں تم سے کچھ کام نہیں (دیکھو آیت ۵۵ سورۂ قصص) اور یہ جس قسم کی سلام ہے محتاج بیان نہیں +

بعض مسلمان سمجھتے ہیں کہ السلام علیکم اسلامی طریق سلام ہے اور عیسائیوں کو حق نہیں کہ اسے استعمال کریں۔ اور اکثر عیسائی بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ یہ طریق اسلام سے بہت قبل رائج ہو چکا تھا۔ حضورِ مسیح نے اپنے شاگردوں کو فرمایا کہ "گھر میں داخل ہوتے وقت دعائے خیر دو (السلام علیکم کہو) اور اگر وہ گھر لائق ہو تمہارا سلام اُسے پہنچے اور اگر لائق نہ ہو تو تمہارا سلام تم پر پھر آئے" (متی ۱۰/۱۲-۱۳) اور حضور خود یہی الفاظ استعمال کرتے رہے۔ جب کبھی آپ نے سلام کیا تو السلام علیکم یعنی "تم پر سلامتی ہو" کہا۔ اور بارہا انجیل میں لکھا ہے کہ "یسُوع اُن کے بیچ میں آکھڑا ہوا اور اُن سے کہا (السلام علیکم یعنی) تمہاری سلامتی ہو"

پس چاہیے کہ مسیحی ایسی مسنون متبرک حکیمانہ اور معنی خیز طریقِ سلام کو رواج دیں۔ میں اسکے متعلق نورافشاں میں وضاحت کے ساتھ لکھ چکا ہوں اور مولانا نصیر الدین نصیر مرحوم اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اس خیال کی تائید میں لکھ گئے "کہ میں آپ کی رائے سے بالکل متفق ہوں"

اور آپ کی تجویز کی بزور تائید کرتا ہوں کہ عیسائیوں میں بھی السلام علیکم کا رواج ہونا چاہیئے کیونکہ اِس سے بہتر اور معنی خیز دوسرا کوئی سلام نہیں ہو سکتا +

ممالک عرب و عجم میں بھی اسی سلام کا عام رواج ہے۔ مسلمان یہودی۔ عیسائی اور دیگر اقوام میں جو وہاں بستی ہیں عند الملاقات والمفارقت بلا امتیاز مذہب و ملت السلام علیکم ہی رائج ہے

قرآن	اطاعتِ بادشاہ و تحفظِ امن	بائبل
مسلمانو اللہ کی اور رسول کی اور اُن اختیار والوں کی جو تم میں سے ہیں اطاعت کرو (نسا آیت ۶۲) بیباک لوگوں کا حکم نہ مانو۔ جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ اور اصلاح نہیں کرتے (شعرا آیت ۱۵۱، ۱۵۲) زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ کرو (اعراف آیت ۵۴) + خدا مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا (مائدہ آیت ۶۹) +		جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو (متی ۲۲/۲۱) + ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کا تابعدار رہے۔ کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہیں۔ جو خدا کی طرف سے نہ ہو۔ اور جو حکومتیں موجود ہیں وہ خدا کی طرف سے مقرر ہیں۔ پس جو کوئی حکومت کا سامنا کرتا ہے۔ وہ خدا کے انتظام کا مخالف ہے۔ اور جو مخالف ہیں سزا پائینگے۔ کیونکہ نیکوکاروں کو حاکموں سے خوف نہیں بلکہ بدکار کو ہے۔ پس اگر تو حاکم سے نڈر رہنا چاہتا ہے تو نیکی کر (رومیوں ۱۳/۱-۳) سب کا حق ادا کرو۔ جسکو خراج چاہیئے۔ خراج دو جسکو محصول چاہیئے محصول۔ جس سے ڈرنا چاہیئے اُس سے ڈرو جس کی عزت کرنی چاہیئے۔ اس کی عزت کرو (رومیوں ۱۳/۷) + خداوند کی خاطر انسان کے ہر ایک انتظام کے تابع رہو بادشاہ کے اِس لئے کہ وہ سب سے بزرگ ہے۔ اور حاکموں کے اِس لئے کہ وہ بدکاروں کی سزا اور نیکوکاروں کی تعریف کے لئے اُس کے بھیجے ہوئے ہیں (ا پطرس ۲/۱۳-۱۴) + تو حاکموں کو بد دعا مت دے۔ اور اپنی قوم کے سردار

بائبل
کو لعنت نہ کر (خروج ۲۲/۲۸) مناجاتیں اور دعائیں اور التجائیں اور شکرگذاریاں سب آدمیوں کے لئے کی جائیں۔ بادشاہوں اور سب بڑے مرتبے والوں کیواسطے اِس لئے کہ ہم کمال دینداری اور سنجیدگی سے امن و آرام کے ساتھ زندگی گذاریں (ا طماؤس ۲/۱-۲) + حاکموں اور اختیار والوں کے تابع رہیں اور اُن کا حکم مانیں (طیطس ۳/۱) +

میرے ایک مولوی نما دوست نے مجھے ایک بار کہا کہ قرآن میں حاکمِ وقت کی اطاعت کا حکم ہے مگر انجیل اس مضمون پر محض ساکت اور صامت ہے۔ میں نے اُس وقت تو اس بات کی پرواہ نہ کی لیکن جب دوسروں کے منہ سے بھی یہی سوال کئی بار سُنا۔ خصوصاً جبکہ یہ کتاب زیرِ تصنیف تھی تو میں نے مناسب سمجھا کہ اُن کی جہالت الم نشرح کی جائے۔ اِس لئے میں نے مذکورہ صدر عنوان کے ماتحت اس مضمون پر بھی انجیل و قرآن کی آیات جمع کر دیں قرآن میں صرف ایک آیت ہے جس میں "اختیار والوں" کی اطاعت کا حکم ہے۔ اور اسی آیت پر مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں بہت اختلاف ہے۔ درحقیقت "اختیار والوں" کے ساتھ "جو تم میں سے ہیں" کی قید نے اس کی قیمت صفر کے برابر کر دی ہے۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صرف اپنی قوم کے بادشاہوں کی اطاعت کا حکم ہے۔ اور جمہور اہل اسلام کا یہی اعتقاد ہے۔ اگرچہ مرزا غلام احمد نے حکومتِ وقت کے خوف سے "منکم" کا ترجمہ علیکم کیا۔ یعنی جو تم پر صاحبِ اختیار ہو اُس کی اطاعت کرو۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ صرف اسی ایک آیت کی بنا پر جس سے بجائے دلی اطاعت کے بغاوت اور بدامنی کی تعلیم نکلتی ہے۔ انجیل کو مقابلہ کے لئے للکارا جاتا ہے۔ مقابلہ کی آیتیں پڑھو۔ اور ہمیشہ کے لئے اپنی زبان کو بند کر دو کہ یہ بڑے بول بولنے کی عادی ہے۔ مسیح کے یہ بیش بہا الفاظ اپنے دل کی تختی پر لکھ لو کہ "جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو" +

قرآن	مواخات	بائبل
مسلمان جو ہیں جو آپس میں بھائی ہیں (حجرات آیت ۱۰) +		نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی نہ کوئی غلام نہ آزاد نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو (گلتیوں ۳/۲۸) +

قرآن	مواخات	بائبل
		ہم بھی جو بہت سے ہیں مسیح میں شامل ہو کر ایک بدن ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے اعضا۔ (رومیوں ۱۲/۵) +

باہمی محبت — بائبل

اے عزیزو آؤ ہم ایک دوسرے سے محبت رکھیں۔ کیونکہ محبت خدا کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی محبت رکھتا ہے۔ وہ خدا سے پیدا ہُوا ہے۔ اور خدا کو جانتا ہے۔ جو محبت نہیں رکھتا وہ خدا کو نہیں جانتا۔ کیونکہ خدا محبت ہے (۱۔ یوحنا ۴/۷-۸) +

میں تمہیں ایک نیا حکم دیتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت رکھو۔ کہ جیسے میں نے تم سے محبت رکھی۔ تم بھی ایک دوسرے سے محبت رکھو (یوحنا ۱۳/۳۴) +

اگر کوئی کہے کہ میں خدا سے محبت رکھتا ہوں۔ اور وہ اپنے بھائی سے عداوت رکھے تو جھوٹا ہے کیونکہ جو اپنے بھائی سے جسے اُس نے دیکھا ہے محبت نہیں رکھتا۔ وہ خدا سے بھی جسے اُس نے نہیں دیکھا محبت نہیں رکھ سکتا۔ اور ہم کو اس کی طرف سے یہ حکم ملا ہے۔ کہ جو کوئی خدا سے محبت رکھتا ہے۔ وہ اپنے بھائی سے بھی محبت رکھے (۱۔ یوحنا ۴/۲۰-۲۱) +

محبت کی راہ میں ایک دوسرے کی خدمت کرو۔ کیونکہ ساری شریعت پر ایک ہی بات سے پُورا عمل ہو جاتا ہے یعنی اِس سے کہ تو اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ (گلتیوں ۵/۱۳-۱۴) +

اگر میں آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں بولوں اور محبت نہ رکھوں تو میں ٹھنٹھناتا ہوا پیتل یا جھنجھناتی ہوئی جھانجھ ہوں۔ اور اگر مجھے نبوت ملے اور سارے بھیدوں اور کل علم کی واقفیت ہوئے اور میرا ایمان یہاں تک کامل ہو کہ پہاڑوں کو ہٹا دوں اور محبت نہ رکھوں۔ تو میں کچھ بھی نہیں۔ اور اگر اپنا سارا مال غریبوں کو کھلا دوں یا اپنا بدن جلانے کو دیدوں اور محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں (۱۔ کرنتھیوں ۱۳/۱-۳) +

ایمان۔ امید۔ محبت۔ یہ تینوں دائمی ہیں۔ مگر افضل ان میں محبت ہے (۱۔ کرنتھیوں ۱۳/۱۳) +

خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اگر ہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ تو خدا ہم میں رہتا ہے اور اُس کی محبت ہمارے دل میں کامل ہو گئی ہے (۱۔ یوحنا ۴/۱۲) +

محبت سے چلو۔ جیسے مسیح نے تم سے محبت کی (افسیوں ۵/۲) +

بائبل

چونکہ تم نے حق کی تابعداری سے اپنے دلوں کو پاک کیا ہے جس سے بھائیوں کی بے ریا محبت پیدا ہوئی۔ اِس لئے دل و جان سے آپس میں بہت محبت رکھو (۱۔ پطرس ۱/۲۲) +

ساگ پات کا کھانا اُس جگہ جہاں محبت ہے پلے ہوئے بیل سے جس کے ساتھ بدخواہی ہو۔ بہتر ہے (امثال ۱۵/۱۷) +

یوں تو انجیل کی ہر تعلیم پر باشعور مخالف دم بخود ہو جاتے ہیں۔ لیکن "باہمی محبت" کی تعلیم خصوصاً اُن کے مُنہ پر مہرِ سکوت لگا دیتی ہے۔ اِس کا انکار کرتے اُنہیں بن نہیں آتا۔ اور بدترین مخالف بھی اپنی خاموشی سے اس کی عمدگی پر مُہر لگاتا ہے۔ بے ریا انسانی محبت پر دُنیا کے کسی اور مذہب نے اتنا زور نہیں دیا۔ لکھا ہے کہ "اگر کوئی کہے کہ میں خدا سے محبت رکھتا ہوں۔ اور اپنے بھائی سے عداوت رکھے تو جھوٹا ہے" "محبت کی راہ سے ایک دوسرے کی خدمت کرو کیونکہ ساری شریعت پر ایک ہی بات سے عمل ہو جاتا ہے۔ کہ تو اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھ"۔ محبت کو ایمان سے افضل قرار دیا ہے۔ اور اسی حقیقت کو ترجمانِ حقیقت ڈاکٹر اقبال یُوں ادا کرتا ہے:۔

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
مَیں اس کا عاشق بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

محبت کی تعریف انجیل کے مندرجہ ذیل الفاظ میں ملاحظہ فرمایئے:۔

محبت صابر ہے اور مہربان۔ محبت حسد نہیں کرتی۔ محبت شیخی نہیں مارتی اور پھولتی نہیں۔ ناز یبا کام نہیں کرتی۔ اپنی بہتری نہیں چاہتی۔ جھنجھلاتی نہیں۔ بدگمانی نہیں کرتی۔ بدکاری سے خوش نہیں ہوتی۔ بلکہ راستی سے خوش ہوتی ہے۔ سب کچھ سہہ لیتی ہے۔ سب کچھ یقین کرتی ہے۔ سب باتوں کی امید رکھتی ہے۔ سب باتوں کی برداشت کرتی ہے۔ محبت کو زوال نہیں۔ نبوتیں ہوں تو موقوف ہو جائیں گی۔ زبانیں ہوں تو جاتی رہینگی۔ علم ہو تو مٹ جائیگا (۱۔ کرنتھیوں ۱۳/۴-۸) +

قرآن	دشمن سے محبت و دوستی	بائبل
محمد اللہ کا رسول ہے اور وہ لوگ جو اسکے ساتھ		لیکن میں تم سُننے والوں سے کہتا ہوں کہ اپنے

قرآن — دشمن سے محبت و دوستی — بائبل

قرآن	بائبل
ہیں۔ کافروں پر بہت سخت ہیں۔ اور آپس میں نرم دل (فتح آیت ۲۹) + اگر تم آپس میں دوستی نہ کرو گے تو ملک میں اور بڑا فساد پھیل جائیگا (انفال آیت ۷۴) + آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ بزدل بن جاؤ گے اور تمہاری ہوا جاتی رہیگی (انفال آیت) + مومنو تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ سب آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم میں سے جو کوئی اُن کا دوست ہوا تو وہ اُن میں ہو گیا (مائدہ آیت ۵۶) + مومنو اہل کتاب میں سے جو لوگ تمہارے دین کا ٹھٹھا اور کھیل بناتے ہیں۔ اُن کو اور کافروں کو اپنا رفیق نہ بناؤ (مائدہ آیت ۶۲) + جو لوگ تم سے دین پر نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ اُن سے میل ملاپ رکھنے سے) خدا تمہیں منع نہیں کرتا ... اللہ تو تم کو صرف اُن کی دوستی سے منع کرتا ہے۔ جو دین پر تم سے لڑے۔ اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے پر دوسروں کی مدد کی اور جو کوئی ایسوں سے دوستی رکھیں وہی ظالم ہیں۔ (ممتحنہ آیت ۸-۹) +	دشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم سے عداوت رکھیں اُن کا بھلا کرو جو تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو۔ جو تمہاری بے عزتی کریں اُن کے لئے دعا مانگو (لوقا ۶/۲۷-۲۸) + اگر تم اپنے محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارا کیا احسان ہے۔ کیونکہ گنہگار بھی اپنے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھتے ہیں اور اگر تم اُنہیں کا بھلا کرو جو تمہارا بھلا کریں تو تمہارا کیا احسان ہے۔ کیونکہ گنہگار بھی ایسا ہی کرتے ہیں (لوقا ۶/۳۲-۳۳) + تم اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور بھلا کرو اور بغیر نا امید ہوئے قرض دو تو تمہارا اجر بڑا ہوگا۔ اور تم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہرو گے (لوقا ۶/۳۵) + جہاں تک ہو سکے تم اپنی طرف سے سب آدمیوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو (رومیوں ۱۲/۱۸) + ہر وقت نیکی کے درپے ہو۔ آپس میں بھی اور سب سے (۱ تھسلنیکیوں ۵/۱۵) + تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمن سے محبت رکھو اور اپنے ستانیوالوں کے لئے دعا مانگو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے بیٹے ٹھہرو۔ کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر مینہ برساتا ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنے

قرآن	بائبل
	محبت رکھنے والوں ہی سے محبت رکھو تو تمہارے لئے کیا اجر ہے۔ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے (متی ۵/۴۳-۴۴) +

منتقمو اور کینہ پرورو۔ یہ مضمون بھی تمہارے پڑھنے کے لائق ہے۔ بتاؤ کس دماغ نے یہ خیال سوچا تھا۔ اور کس کتاب میں درج تھا کہ "اپنے دشمن سے محبت رکھو" اخلاق کا اعلیٰ ترین مقام جہاں تک انسانی تصور پرواز کر سکتا یہی تھا کہ بدی کے عوض بدی نہ کرو۔ خاموش ہو رہو۔ صبر کرو اور معاملہ خدا پر چھوڑ دو۔ بس یہ منتہے تھا شرافت کا۔ اخلاق کا اور دینداری کا۔ لیکن یہ سبق کس نے پڑھایا کہ "دشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم سے عداوت رکھیں اُن کا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کریں اُن پر برکت چاہو۔ جو تمہاری بے عزتی کریں اُن کے لئے دعا مانگو" یہ انسان کے دماغ کا نتیجہ نہیں۔ کیونکہ وہ یہاں عاجز آجاتا ہے۔ ہاں یہ اس کے منہ کے کلمات ہیں جو انسانوں سے اعلیٰ اور بالا ہے جس نے صلیب پر جانکنی اور درد کی حالت میں بھی اپنے جانی دشمنوں کے حق میں یہ دعا کی کہ "اے خدا انہیں معاف کر۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کرتے ہیں" جسنے اپنے گرفتار کرنے والے پر بھی اپنی مسیحائی کا ہاتھ بڑھایا۔ اور اُس کے کٹے ہوئے کان کو اچھا کر دیا۔ ہاں جسکا دل محبت اور پیار کی لازوال دولت سے اسقدر معمور تھا کہ اسمیں عداوت و کینہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیا اُس بانیٔ وفا و اُلفت کے اقوال کے سامنے تم قرآن کی آیتیں رکھ سکتے ہو۔ وہ "آپس میں نرمی اور کافروں کے ساتھ سخت دلی" کی آیات۔ اور کسی مخالف کے ساتھ میل ملاپ رکھنے سے منع کرنے والے احکام خدا را کچھ تو انصاف کرو۔ بھلا ان دونوں کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہے انجیل کی آیاتِ مقابل کو پھر پڑھو۔ اور داد دو۔ اور یاد رکھو کہ "اگر تم خاموش رہو گے تو پتھر چلا اُٹھینگے" +

قرآن — انصاف — بائبل

قرآن	بائبل
اور جب تم آدمیوں میں منصف بنو تو انصاف سے فیصلہ کرو (نسا آیت ۱۱) + کسی قوم کی عداوت تمہیں اس امر پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہی بات تقویٰ	تم ہرگز عدالت میں کسی کی طرفداری نہ کرو تم چھوٹے کی ایسے سنو جیسے بڑے کی سنتے ہو۔ تم کسی انسان کے چہرے سے نہ ڈرو کیونکہ عدالت جب ہے خدا کی ہے (استثنا ۱/۱۷) +

قرآن	انصاف — بائبل
سے زیادہ قریب ہے (مائدہ آیت ۱۱) +	تو عدالت میں مقدمہ مت بگاڑیو۔ تو طرفداری نہ کیجئو نہ رشوت لیجئو کہ رشوت دانشمند کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے۔ اور صادق کی باتوں کو پھیرتی ہے (استثنا ۱۶/۱۹-۲۰) + راستی اور انصاف کرنا خداوند کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (امثال ۲۱/۳) +

صلح کرنا

قرآن	بائبل
سو تم بودے نہ ہو۔ اور صلح کی طرف نہ بلاؤ۔ اور تم ہی غالب رہو گے اور خدا تمہارے ساتھ ہے (محمد آیت ۳۷) + اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی اس کی طرف جھک (انفال آیت ۶۳) +	مبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے (متی ۵/۹) + پس اگر تو قربانگاہ پر اپنی نذر گزرانتا ہو۔ اور وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے۔ تو وہیں قربانگاہ پر اپنی نذر چھوڑ دے۔ اور جاکر پہلے اپنے بھائی سے ملاپ کر۔ تب آکر اپنی نذر گزران (متی ۵/۲۳-۲۴) +

قرآن مجید میں جس قسم کی صلح جوئی کا حکم ہے وہ تو ظاہر ہی ہے۔ سورۂ انفال میں لکھا ہے کہ اگر مخالف صلح پر جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ لیکن سورہ محمد میں ہدایت ہے کہ زنہار "تم بودے نہ بنو اور صلح کی طرف نہ بلاؤ" اب ان آیتوں کا کیا مقابلہ ہو سکتا ہے مسیح کی اس تعلیم کے ساتھ کہ "قربانگاہ پر اپنی نذر چھوڑ دے۔ اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے صلح کر۔ تب آکر اپنی نذر گذران"+

قرآن	معاف کرنا — بائبل
معافی کی خو پکڑ (اعراف آیت ۱۹۸) + چاہیئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں (نور آیت ۲۲) جس نے صبر کیا اور بخشدیا۔ تو البتہ یہ بات ہمت	اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کریگا۔ اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے۔ تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور

قرآن	معاف کرنا — بائبل
کے کاموں میں ہے (شوریٰ آیت ۴۲) + بہشت پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ ..... جو غصے کو ضبط کرتے اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں (آل عمران آیت ۱۲۸) +	معاف نہ کریگا (متی ۶/۱۴-۱۵) + اُس وقت پطرس نے پاس آکر اُس سے کہا۔ اے خداوند اگر میرا بھائی میرا گناہ کرتا رہے۔ تو میں کتنی دفعہ اُسے معاف کروں۔ کیا سات دفعہ تک۔ یسوع نے اُس سے کہا۔ میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات دفعہ بلکہ سات دفعہ کے ستر گنے تک (متی ۱۸/۲۱-۲۲) + ایک دوسرے پر مہربان اور نرم دل ہو اور جس طرح خدا نے مسیح میں تمہارے قصور معاف کئے ہیں۔ تم بھی ایک دوسرے کے قصور معاف کرو۔ (افسیوں ۴/۳۲) +

یہاں بھی قرآن اور انجیل کا نقطۂ نظر مختلف ہے۔ قرآن میں یہ تو لکھا ہے کہ "معافی کی خو پکڑ" مگر دوسرے مقامات پر جنکا پہلے ذکر آچکا ہے۔ بدلہ لینے کی رخصت دی گئی ہے دشمنوں اور مخالفوں کو پامال کرنے کا حکم ہے۔ اس لئے یوں تو کہہ دیا "چاہیئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں" مگر اسے فرض نہیں ٹھہرایا۔ لیکن مسیح نے دعائے ربانی میں یہ سکھایا اور کس زور سے سکھایا کہ جب تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو کس منہ سے خدا کے پاس جاکر اپنے گناہوں کی معافی مانگ سکو گے پس تم بھی "ایکدوسرے کے قصور معاف کرو" اور ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں۔ پانچ دفعہ نہیں۔ سات دفعہ نہیں بلکہ "سات دفعہ کے ستر گنے تک" اس اسی معافی کا کہیں قرآن میں بھی ذکر ہو تو دکھائیے۔ اُس نے تو صرف یہی کہہ دیا "یہ ہمت کے کاموں میں ہے" اور ہمت کی کمر توڑ دی +

شخصی زندگی

شراب

قرآن

کھجور اور انگور کے پھلوں میں سے تم شراب اور نفیس اچھا رزق نکالتے ہو۔ بیشک اہل عقل کے لئے اس میں نشانی ہے (نحل آیت ۶۹) +

مسلما نو جب تم نشہ میں ہو تو نماز کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ سمجھنے لگو کہ کیا کہتے ہو (نسا آیت ۴۶)

قمار بازی اور شراب کی بابت تجھ سے سوال کرتے ہیں تو کہہ ان دونوں چیزوں میں بڑا گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے فائدوں سے زیادہ ہے (بقر آیت ۲۱۶) +

مومنو سوائے اسکے نہیں کہ شراب اور جُوا اور بت اور فال شیطان کے گندے کام ہیں۔ تم ان سے بچو۔ شاید تمہارا بھلا ہو (مائدہ آیت ۹۲) +

بائبل

شرابی خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے۔ (ا۔کرنتھیوں ۶/۱۰) +

جب مے لال لال ہو اور اُس کا عکس جام پر پڑے۔ اور جب وہ بہتے وقت اپنی خوبی دکھلائے تو اُس پر نظر مت کر انجام کار وہ سانپ کی طرح کاٹتی ہے۔ اور بچھو کی طرح ڈنگ مارتی ہے۔ (امثال ۲۳/۳۱-۳۲) +

مے مسخرہ بناتی ہے۔ اور مست کرنیوالی ہر ایک چیز غضب آلودہ کرتی ہے۔ جو اُن کا فریب کھاتا ہے وہ دانشمند نہیں ہے (امثال ۲۰/۱) +

حرامکاری اور مے دل کھول دیتی ہے (ہوسیع ۴/۱۱)

شراب میں متوالے نہ ہو۔ کیونکہ اس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے۔ بلکہ رُوح سے معمور ہوتے جاؤ۔ (افسیوں ۵/۱۸) +

خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل خمار اور نشے بازی اور زندگی کے فکروں سے سست ہو جائیں (لوقا ۲۱/۳۴) +

اُس پر واویلا ہے جو اپنے ہمسائے کو مے پلاتا ہے۔ اور اپنے مشکیزے سے اُنڈیل کے اُسے متوالا کرتا ہے (حبقوق ۲/۱۵) +

اُن پر واویلا ہے جو صبح سویرے اُٹھتے ہیں تاکہ نشہ بازی کے درپے ہوں۔ اور شام کو بھی اپنے تئیں مے سے سوزاں کرتے ہیں (یسعیاہ ۵/۱۱) +

شراب اُسکو پلاؤ جو مرنے پر ہے۔ اور مے اُن کو جو شکستہ دل ہیں (امثال ۳۱/۶) +

اپنے معدے اور اکثر کمزور رہنے کی وجہ سے ذرا سی مے بھی کام میں لایا کر (ا۔تمطاؤس ۵/۲۳) +

قادیاں کے کسی مفتی کی نسبت روایت کہ آپ نے ولایت کے لوگوں سے کہا کہ اے عیسائیو تمہارے مذہب کے مطابق شراب بھی طیب اور حلال چیزوں میں سے ہے۔ تمہاری مذہبی کتب میں اس کے استعمال کی ممانعت نہیں خدا جانے ولایتیوں نے آپ کو جواب میں کیا کہا لیکن اگر مفتی صاحب مجھ سے پوچھیں تو میں اُنہیں دکھاؤں کہ شراب کو "رزق حسنہ" تو قرآن نے کہا اور آغاز اسلام میں اسکا استعمال درحقیقت مثل دیگر حلال چیزوں کے سمجھا جاتا تھا بعد میں آیت اُتری کہ نماز کے اوقات میں شراب نہ پی جائے۔ حلال تو یہ تب بھی رہی ۔ مگر خاص اوقات میں اس کا پینا منع کر دیا۔ پھر سورۂ بقر میں لکھا ہے کہ شراب کے استعمال میں "فائدے بھی ہیں لیکن اِن کا گناہ ان کے فائدوں سے زیادہ ہے" اور آخر سورہ مائدہ میں اس کا قطعی امتناع کر دیا۔ اور جب تک یہ آیت نہ اُتری شراب حلال تھی۔ پھر دفعتاً حرام ہو گئی اور انجیل کی پوچھو تو اس میں اس کے متعلق نہایت مفصل احکام ہیں۔ دیکھئے کس قدر تعذیب ہے۔ لکھا ہے کہ "شرابی خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے" پھر اگر اس کے استعمال سے روکا تو حکیمانہ طور سے وجوہات بیان کیں۔ کہ شراب "مسخرہ بناتی ہے" "غضب آلودہ کرتی ہے" "دل کو کھو دیتی ہے" "متوالا" بناتی ہے "مست" کرتی ہے اور اس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے۔ پھر صرف شراب ہی سے نہیں۔ بلکہ "مست کرنے والی ہر ایک چیز" سے روک دیا۔ پینے سے منع کیا ۔ اور پلانے سے باز رکھا۔ ایسی تفصیل قرآن میں کہاں ہے +

انجیل نے شراب کے امتناع کی فلاسفی بھی بیان کر دی۔ جس کی نسبت قرآن بالکل خاموش ہے مگر ہاں شراب کے استعمال کی خاص حالات میں اجازت بھی دی۔ یہ نہیں کہ جس کے حلق سے ایک قطرہ بھی نیچے اُترا خواہ وہ کیسی مجبوری کی حالت میں کیوں نہ ہو۔ وہ شخص لائق

تعزیر ٹھہرا۔ وجہِ امتناع تو خمار ہے نہ کہ وہ شے۔ پس خمار کی خاطر پینے سے تو روک دیا۔ اور ایسا روکا کہ کوئی اس کی نظیر لائے تو جانیں۔ لیکن دوائی کے طور پر اسکا استعمال جائز رکھا۔ اور فرمایا کہ "شراب اسکو پلاؤ جو مرنے پر ہے اور مے اُن کو جو شکستہ دل ہیں" اور "معدہ کے اکثر کمزور رہنے کی وجہ سے ذراسی مے" کا استعمال بھی جائز رکھا۔ اور اسی اجازت سے ثابت کیا کہ شراب سے روکنا بلا حکمت نہیں۔ اس کے مہلک اور بُرے نتائج کے باعث منع کیا ہے لیکن بیماری کی حالت میں بطور دوا کے استعمال کرنے میں ہرج نہیں۔ اب کون دانشمند اس کے خلاف کچھ کہہ سکتا ہے +

بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ حضور مسیح نے خود معجزانہ طور پر شراب بنا کر پلائی لیکن نہیں جانتے کہ وہ جو "معجزانہ" طور پر بنائی گئی اور مسیح نے بنائی وہ کیونکر ممنوعہ شراب ہو سکتی ہے جس سے نشہ ہوتا ہے سر گھومتا ہے۔ اور پینے والے خرافات بکتے ہیں۔ کیا لفظ "معجزانہ" سے ان کی تسکین نہیں ہوتی کہ یہ بھٹی میں کشید کی ہوئی ڈبوئی شراب نہ تھی۔ اور اس کے علاوہ کہیں پتہ نہیں چلتا کہ پینے والوں کو خمار ہوا۔ پھر یہ کس قدر ناجائز اور غلط اعتراض ہے جو کیا جاتا ہے۔

قرآن	اِنْشَاءَ اللہ کہنا	بائبل
کسی شے کی بابت یوں نہ بول کہ میں کل یہ کرونگا مگر "انشاءاللہ" کے ساتھ۔ اور جب تو "انشاءاللہ" کہنا بھول جائے۔ جب یاد آئے تو اُس وقت اپنے رب کو یاد کر (کہف آیت ۲۳) +		تم جو یہ کہتے ہو کہ ہم آج یا کل فلاں شہر میں جا کر وہاں ایک برس ٹھہرینگے۔ اور سوداگری کر کے نفع اُٹھائینگے اور یہ نہیں جانتے کہ کل کیا ہوگا۔ ذرا سنو تو تمہاری زندگی چیز ہی کیا ہے۔ بخارات کا ساحال ہے ابھی نظر آئے ابھی غائب ہوگئے۔ بجائے اس کے تمہیں یہ کہنا چاہیئے کہ "اگر خداوند چاہے تو ہم زندہ بھی رہینگے۔ اور یہ یا وہ کام بھی کرینگے (یعقوب ۴/۱۳ تا ۱۵)

لہ قرآن مجید نے بلا قید۔ بلا شرط اور بلا حکمت ہر نشہ آور چیز کو منع کر دیا ہے۔ خواہ وہ قلیل سی قلیل مقدار میں استعمال کی جائے۔ اور درحقیقت اس کی وہ مقدار ممنوع ہے لیکن ہر چیز جس پر "خمر" کا اطلاق ہو سکتا ہے عام اس سے کہ انسان مست ہو یا نہ ہو۔ حرام ہے۔ خمّ کا لاکھوں کا ایک خُم بھی حرام ہے۔ اور ایک جام بھی۔ ایک جرعہ شراب بھی حرام اور ایک قطرہ بھی حرام اور بالکل حرام ہے۔ خواہ اشد ضرورت اور مجبوری کی صورت میں حفظِ صحت و جان کے لئے نوش کیا جائے۔ اب یہ کیسا بیجا جبر ہے +

اس کے متعلق بھی دونوں آئینیں قابلِ غور ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ انجیل نے کوئی بھی بات اُٹھا نہیں رکھی انجیل کی آیت پڑھیئے اور دیکھیئے کہ کس عمدگی سے یہ پاک تعلیم دی گئی ہے کہ قرآن چھ سو سال کے بعد اگر وہی الفاظ دُہرا دیتا تو بہتر تھا +

قرآن	تکبّر	بائبل
بیشک وہ سرکشوں کو پسند نہیں کرتا (نحل آیت ۲۵) خدا کسی اترانے والے اور بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا (نساء آیت ۴۰) زمین پر اتراتا ہوا نہ چل۔ نہ تو زمین پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتا ہے (بنی اسرائیل آیت ۲۹) + لوگوں کی طرف سے اپنا رخ نہ پھیر اور زمین پر اِترا کر نہ چل بے شک اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا (لقمن آیت ۱۷) +		اس جہان کے دولتمندوں کو حکم دے کہ مغرور نہ ہوں (۱ تمطاؤس ۶/۱۷) + خدا مغروروں کا مقابلہ کرتا ہے مگر فروتنوں کو توفیق بخشتا ہے (یعقوب ۴/۶) + وہ جو بلند نگاہ ہے اور وہ جس کے دل میں غرور سمایا ہے میں اس کی برداشت نہ کرونگا (زبور ۱۰۱/۵) ہر ایک جس کے دل میں غرور ہے۔ خداوند کو نفرت ہے (امثال ۱۶/۵) + دل کی خود پسندی گناہ ہے (امثال ۲۱/۴) + غرور سے بہت باتیں نہ کہو اور بڑا بول تمہارے منہ سے نہ نکلے (۱ سیموئیل ۲/۳) +

قرآن	پورا تولنا	بائبل
تم پیمانہ اور ترازو پوری رکھو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو (اعراف آیت ۸۳) + جب ناپو پیمانہ پورا بھرو۔ اور سیدھی ترازو میں تولو۔ یہ بہتر ہے اور اسکا انجام بہت عمدہ ہے (بنی اسرائیل آیت ۳۷) + کم دینے والوں کی خرابی ہے۔ وہ کہ جب لوگوں سے ناپ لیں تو پورا بھریں اور جب انہیں ناپ کر یا وزن کر کے دیں تو گھٹا دیں (تطفیف آیت ۱۔۳)		تو اپنے تھیلے میں مختلف باٹ ایک بڑا ایک چھوٹا مت رکھیو۔ تو ایک پورا اور ٹھیک باٹ اور ایک پورا اور ٹھیک پیمانہ رکھیو۔ تا کہ اس زمین میں جسے خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے۔ تیری عمر دراز ہو اِس لئے کہ وہ سب جو ایسے کام کرتے ہیں۔ اور وہ سب جو ناحق کرتے ہیں خداوند تیرے خدا کی نفرت کے باعث ہیں (استثنا ۲۵/۱۳-۱۶) + مکر کی ترازو سے خداوند کو نفرت ہے لیکن

قرآن	بائبل
	پورا ٹھکڑا اُس کی خوشی ہے (امثال ۱۱/۱) + جس پیمانے سے تم ناپتے ہو۔ اُسی سے تمہارے واسطے ناپا جائیگا (متی ۷/۲) +

دنیوی مال و دولت اور شان شوکت

قرآن	بائبل
جانو کہ تمہارے مال اور اولاد فتنہ ہیں (انفال آیت ۲۸) جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا سمجھتا ہے کہ اُس کا مال ہمیشہ اُس کے پاس رہیگا۔ ہرگز نہیں۔ وہ تو روندنے والی میں پھینکا جائیگا۔ اور تو کیا سمجھا۔ کیا ہے روندنے والی اللہ کی سلگائی ہوئی آگ ہے (ہمزہ آیت ۲-۶) عورتوں اور اولاد اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اور پالتو گھوڑوں اور چوپائیوں اور کھیتی کے مزوں کی محبت میں رجھائے گئے یہ دنیائی زندگی کا سرمایہ ہے۔ اور اچھا ٹھکانہ خدا کے پاس ہے (آل عمران آیت ۱۴) + مال اور بیٹے حیاتِ دنیا کی زینت ہے۔ اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وہ تیرے رب کے پاس ثواب میں اور امید میں بہتر اور خوب ہیں (سورۂ کہف آیت ۴۳-۴۴) + دُنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے۔ اور ڈرنے والوں کے لئے آخرت کا گھر بہتر ہے۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔ اور حیاتِ دنیا کی مثال تو انہیں سنا۔ وہ پانی کی مانند ہے (انعام آیت ۳۲) + جو تمہارے پاس ہے جاتا رہیگا۔ اور جو اللہ کے	ہر بشر گھاس کی مانند ہے۔ اور اس کی ساری شان و شوکت گھاس کے پھول کی مانند۔ گھاس تو سوکھ جاتی ہے۔ اور پھول گر جاتا ہے (۱-پطرس ۱/۲۴) اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو۔ جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے۔ اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو۔ جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ۔ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں کیونکہ جہاں تیرا مال ہے وہیں تیرا دل بھی لگا رہیگا (متی ۶/۱۹-۲۱) + نہ ہم دُنیا میں کچھ لائے اور نہ کچھ اس میں سے لیجا سکتے ہیں۔ پس اگر ہمارے پاس کھانے پہننے کو ہے تو اُسی پر قناعت کریں۔ لیکن جو دولتمند ہونا چاہتے ہیں وہ ایسی آزمایش اور پھندے اور بہت سی بیہودہ اور نقصانات پہنچانے والی خواہشوں میں پھنستے ہیں۔ جو آدمیوں کو تباہی اور ہلاکت کے دریا میں غرق کر دیتی ہیں۔ کیونکہ روپے کی محبت ہر قسم کی بُرائی کی ایک جڑ ہے۔ جس کی آرزو میں بعض نے ایمان سے گمراہ ہو کر اپنے دلوں کو طرح طرح کے غموں سے چھلنی کر لیا۔

قرآن	بائبل
پاس ہے وہ باقی ہے (نحل آیت ۹۸) + مومنو اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ ہر نفس فکر کرے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے (حشر آیت ۱۸)	(۱-تیمتھیس ۶/۷-۱۰) + کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھیگا۔ اور دوسرے سے محبت یا ایک سے مل رہیگا۔ اور دوسرے کو ناچیز جانیگا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے (متی ۶/۲۴) + عالم بالا کی چیزوں کے خیال میں رہو۔ نہ زمین پر کی چیزوں کے۔ کیونکہ تم مر گئے اور تمہاری زندگی مسیح کے ساتھ خدا میں چھپی ہوئی ہے کلسیوں ۳/۲ یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ دولتمند کا آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔ اور پھر تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے نکل جانا اِس سے آسان ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو (متی ۱۹/۲۳-۲۴) + وہ جو روپے پر عاشق ہے۔ روپے سے آسودہ نہ ہوگا۔ اور جو دولت چاہتا ہے اسکے بڑھنے سے سیر نہ ہوگا۔ یہ بھی بطلان ہے (واعظ ۵/۱۰) + محنتی کی نیند میٹھی ہے۔ خواہ وہ تھوڑا کھاوے خواہ بہت لیکن دولت کی فراوانی مالدار کو سونے نہیں دیتی (واعظ ۵/۱۲) + جس طرح سے انسان اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا اسی طرح ننگا جیسا کہ آیا تھا پھر جائیگا اور اپنی کمائی میں سے کچھ ساتھ نہ رکھیگا۔ جب وہ اپنے ہاتھ میں

بائبل	قرآن
لے جاوے (واعظ ۵/۱۵) +	
کوئی اکیلا ہے۔ اور اُس کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں اُس کے نہ بیٹا نہ بھائی ہے۔ تِس پر بھی اس کی ساری محنت کی انتہا نہیں اور اس کی آنکھ دولت سے سیر نہیں ہوتی۔ وہ ہرگز نہیں کہتا کہ میں کس کے لئے محنت کرتا۔ اور اپنی جان کو عیش سے محروم رکھتا ہوں۔ یہ بھی بُطلان ہاں یہ سخت رنج ہے (واعظ ۴/۸) +	
اے دولتمندو ذرا سُنو تو۔ تم اپنی مصیبتوں پر جو آنیوالی ہیں روؤ اور واویلا کرو۔ تمہارا مال بگڑ گیا۔ اور تمہاری پوشاک کو کیڑا کھا گیا۔ تمہارے سونے چاندی کو زنگ لگ گیا اور وہ زنگ تم پر گواہی دیگا۔ اور آگ کی طرح تمہارا گوشت کھائیگا تم نے اخیر زمانے میں خزانہ جمع کیا ہے (یعقوب ۵/۳)	

قرآن شریف نے کیا خوبصورت اور دلاویز پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ یہ دنیا اور اسکا زر و مال بے حقیقت ہے۔ حیاتِ دُنیا حباب ہے۔ اور اس کے لوازمات ایک سُراب۔ سونے چاندی کے انبار وبال ہیں اور اولاد فتنہ؎ +

اب ان قرآنی صداقتوں کا انکار پرلے درجے کی کورباطنی ہے۔ لیکن اس مضمون پر بائبل کی تعلیم کچھ ایسی دل گداز۔ موثر۔ چمکدار اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والی ہے کہ قرآن اپنے سارے حُسن و خوبی کے باوجود بھی اس کا لگا نہیں کھا سکتا۔ دیکھئے کہ کس طرح دنیا کی بے ثباتی اور دولت کی ناپائیداری دل پر نقش ہوجاتی ہے۔ اہلِ دول کی آزمائشوں اور حُبِّ دُنیا کے خطرات سے انسان کانپ اٹھتا ہے۔ امارت کا خمار کافور اور ریاست کا نشہ ہرن ہوجاتا ہے۔ آئینہ میں اپنی اصلی صورت نظر آتی ہے جو انسان کے غرور کو توڑ دالتی ہے اور وہ چھاتی پیٹتا ہوا رہ جاتا ہے۔ پھر اُسے قناعت کی قدر اور غریبی کی شان معلوم ہوتی ہے ؎ رنگ تیرا ہمیں مطبوع نہیں اے دُنیا + سجھ ہیں ہم جی تو ہے مگر اکراہ کے ساتھ

؎ جو لوگ اسی فتنہ کو پیدا کرنیکے لئے مسلمان بایکدگر چھوڑ چار چار بیویاں قیدِ نکاح میں لاتے ہیں +

نئی پیدائش

بائبل	قرآن
اپنے دل کی بڑی سے بڑی خبرداری کر کہ زندگانی کے انجام اسی سے ہیں (امثال ۴/۲۳) +	
اور میں تمہیں ایک نیا دل بخشونگا اور ایک نئی رُوح تمہارے اندر ڈالونگا اور تمہارے گوشت میں سے سنگین دل نکال ڈالونگا۔ اور گوشتین دل تمہیں عنایت کرونگا۔ (حزقی ایل ۳۶/۲۶-۲۷) +	
اگر تم نہ پھرو اور بچّوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہوگے (متی ۱۸/۳) +	
یسُوع نے جواب میں اُس سے کہا۔ میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا (یوحنا ۳/۳) +	
تو اُن کی آنکھیں کھول دے تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف رجوع لائے ہیں (اعمال ۲۶/۱۸) +	
وہ یہودی نہیں جو ظاہر کا ہے اور نہ وہ ختنہ ہے جو ظاہری اور جسمانی ہے بلکہ یہودی وہی ہے جو باطن میں ہے اور ختنہ وہی ہے جو دل کا اور روحانی ہے نہ کہ لفظی (رومیوں ۲/۲۸-۲۹) +	
ہم جو گناہ کے اعتبار سے مر گئے کیونکر اُس میں آئندہ کو زندگی گزاریں بلکہ نئی زندگی کی راہ چلیں (رومیوں ۶/۲) +	
گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اس کی خواہشیں	

<table>
<tr><th>قرآن</th><th>بائبل</th></tr>
<tr><td></td><td>کے تابع رہو (رومیوں ۶/۱۲) +
گناہ جس کی قید میں تھے اس کے اعتبار سے مر کر اب ہم شریعت سے ایسے چھوٹ گئے کہ روح کے نئے طور پر نہ کہ لفظوں کے پرانے طور پر خدمت کرتے ہیں (رومیوں ۷/۶) +
پرانا خمیر نکال کر اپنے آپ کو پاک کرلو تاکہ تازہ گندھا ہوا آٹا بن جاؤ۔ (ا۔ کرنتھیوں ۵/۷) +
نہ ختنہ کچھ چیز ہے نہ نامختونی۔ بلکہ نئے سرے سے مخلوق ہونا (گلتیوں ۶/۱۵) تم اپنے اگلے چال چلن کی اُس پرانی انسانیت کو اتار ڈالو جو فریب کی شہوتوں کے سبب سے خراب ہوتی جاتی ہے اور اپنی عقل کی روحانی حالت میں نئے بنتے جاؤ۔ اور نئی انسانیت کو پہنو جو خدا کے مطابق سچائی کی راستبازی اور پاکیزگی میں پیدا کی گئی ہے (افسیوں ۴/۲۲-۲۴) +
تم نے پرانی انسانیت کو اس کے کاموں سمیت اتار ڈالا۔ اور نئی انسانیت کو پہن لیا جو معرفت کے حاصل کرنے کے لئے اپنے خالق کی صورت پر نئی بنتی جاتی ہے (کلسیوں ۳/۹-۱۰) +
ہر طرح کی بدخواہی اور سارے فریب اور ریاکاری اور حسد اور ہر طرح کی بدگوئی کو دُور کر کے نوزاد بچوں کی مانند روحانی دودھ کے مشتاق رہو (ا۔ پطرس ۲/۱-۲) +</td></tr>
</table>

انجیل نے وہ خاص بات جس پر سب سے زیادہ زور دیا ہے دل کی تبدیلی ہے۔ دل جو تمام افعال و اعمال کا مصدر ہے جب وہ ناپاک اور آلودہ ہو اُس سے بجز ناپاکی اور آلودگی کے کچھ صادر نہیں ہو سکتا۔ پس تہذیب باطن اور دل کے بدل جانے کی ضرورت ہے جس سے انسان ایک تبدیل شدہ انسان ہو جاتا ہے پرانی چیزیں جاتی رہتی ہیں اور وہ ایک نیا مخلوق ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا اور دُنیوی خواہشات اور گناہ کے اعتبار سے مرجاتا ہے اور یوں مر کر روحانی اعتبار سے زندہ جاوید رہتا ہے +

۵ جی کے مرنے میں کیا ہے ناز کی بات + مر کے جینا ہے امتیاز کی بات

چاہتی تھی زباں کرے توضیح دل پکارا کہ ہے یہ راز کی بات
اِسی نئی پیدائش اور نئی اِنسانیت اور دِل کے بدلنے کا قرآن میں کہیں ذکر نہیں

قرآن کی متفرق تعلیمات

۱۔ مومنو تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائیگا۔ تو خدا ایسے لوگ لائیگا جنہیں وہ چاہیگا۔ اور وہ اس کو چاہینگے۔ وہ مسلمانوں پر نرم دل اور کافروں پر سخت ہونگے۔ خدا کی راہ میں جہاد کرینگے۔ اور کسی الزام دینے والے کے الزام سے نہ ڈرینگے (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے (سورۂ مائدہ ع آیت ۵۹) +

۲۔ وہی ہیں ایماندار کہ جب اللہ کا نام آئے اُن کے دِل ڈر جائیں۔ اور جب ان کے سامنے اُس کی آیات پڑھی جائیں۔ اُن کا ایمان بڑھے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور ہمارا دیا ہوا خرچ کرتے ہیں (انفال ع آیت ۲) +

۳۔ (جنّت پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے) جو آسائش اور تنگی میں خرچ کرتے (اور غصہ کو ضبط کرتے اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ اور اللہ نیکوں سے محبت رکھتا ہے (آلعمران ع آیت ۱۴/۱۲۸) +

۴۔ یہ لوگ توبہ کرنیوالے عبادت گذار تعریف کرنیوالے سفر کرنیوالے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنے والے نیک باتوں کا حکم دینے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور حدود الٰہی کے محافظ ہیں۔ تو ایسے ایمان داروں کو بشارت دے (توبہ ع آیت ۱۱۳) +

۵۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ اور جب اُن سے جاہل لوگ باتیں کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ سلام اور جو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام میں رات کاٹتے ہیں۔ اور وہ جو کہتے ہیں اے ہمارے رب جہنم کا عذاب ہم سے ہٹا بیشک اُسکا عذاب ایک چٹی ہے۔ وہ بری قرارگاہ اور برا مقام ہے۔ اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اُڑاتے۔ اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ اور اس کے درمیان معتدل گزران کرتے ہیں اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو جسکا مارنا خدا نے حرام کیا ہے ناحق نہیں مارتے اور زنا نہیں کرتے ۞ اور وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ

(شخص) یا کام ہے کے پاس سے گذرتے ہیں تو بزرگانہ روش پر گذر جاتے ہیں ۵ اور وہ کہ جب اُنکو اُنکے رب کی آیتوں کے ساتھ نصیحت کی جاتی ہے۔ تو اُن پر بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گرتے ۵ اور وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری عورتوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک بخش (کہ وہ نیکوکار رہوں) اور ہمیں متقیوں کا پیشوا بنا (فرقان رکوع آیت ۶۴-۶۸-۷۲-۷۴)

۶- یہ لوگ (بہشتی) اس سے پہلے نیکوکار تھے ۵ رات کو کم سوتے تھے ۵ اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے تھے اور اُن کے مالوں میں سائل اور ہارے کا حق ہوتا (ذاریات ع آیت ۱۶-۱۹) +

۷ مگر دہنی طرف والے کو کہ وہ باغوں میں ہیں۔ مجرموں سے پوچھتے ہیں کہ تمہیں کون چیز دوزخ میں لائی۔ وہ کہینگے۔ ہم نمازیوں میں نہ تھے۔ اور ہم فقیر کو کھانا نہ کھلاتے تھے اور بکواس کرنیوالوں کے ساتھ بکواس کرتے تھے۔ اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے تھے (مدثر ع آیت ۴۱-۴۷) +

۸ اور باوجود احتیاج فقیر اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں۔ تو محض اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے۔ نہ ہم تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکرگذاری (دہر ع آیت ۸-۹) +

۹- اور بخوفِ افلاس اولاد کو نہ مارو۔ تمہیں اور انہیں رزق ہم دیتے ہیں اور بے حیائی کے نزدیک نہ جاؤ۔ جو ظاہر ہو اسکے بھی۔ اور جو چھپی ہو اسکے بھی (انعام ع آیت ۱۵۲) +

۱۰- اور رشتہ دار کو اُس کا حق دے اور محتاج اور مسافر کو بھی اور فضول خرچ نہ ہو ۵ بیشک فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے (بنی اسرائیل ع آیت ۲۸-۲۹) +

۱۱- اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاجاؤ۔ اور نہ اُسکو حکام تک پہنچاؤ کہ گناہ کے ساتھ آدمیوں کے مال میں سے کچھ کاٹ کاٹ کر کھاجاؤ۔ اور تم کو معلوم ہے (بقر ع آیت ۱۸۸) +

۱۲- مومنو دینِ اسلام میں پورے طور پر داخل ہوجاؤ۔ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ وہ تمہارا کھُلا دشمن ہے۔ ۵ پھر اگر تم صاف حکم پانے کے بعد بھی ڈگمگا گئے تو جانو اللہ زبردست ہے حکمت والا (بقر ع آیت ۲۰۴-۲۰۵) +

۱۳- مومنو۔ تم مسلمان ہی مرو ۵ اور تم سب مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑو۔ اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ (العمران ع آیت ۹۷-۹۸) +

۱۴- مومنو۔ اللہ کی نشانیوں اور ماہِ حرام اور قربانی اور گلے میں ہار پہنے ہوئے جانوروں کی اور

بیت الحرام (یعنی کعبہ) کے آنیوالوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ کہ وہ اپنے رب کے فضل اور خوشی کی تلاش میں ہیں ۵ اور جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو۔ اور لوگوں کی دشمنی بسبب اسکے کہ انہوں نے تمہیں مسجد الحرام سے روکا۔ تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ اُن پر زیادتی کرو۔ اور نیکی اور پرہیزگاری میں باہم ایکدوسرے کی مدد کرو اور گناہ و زیادتی میں معاون نہ ہو اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ سخت عذاب دینیوالا ہے (مائدہ ع آیت ۲-۳) +

۱۵- بُری بات کو پکار کر کہنا خدا کو پسند نہیں لیکن جس پر ظلم ہوا اور اللہ سُنتا جانتا ہے ۵ اور اگر تم بھلائی کو ظاہر کرو یا چھپاؤ یا کوئی بدی معاف کرو تو خدا بھی بخشنے والا قدرت والا ہے (نساء ع آیت ۱۴۷) +

۱۶- مومنو۔ اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کی نسبت کفر کو دوست رکھیں۔ تو تم ان کو اپنا رفیق نہ بناؤ اور جو تم میں سے ان کی رفاقت کریگا۔ وہی ظالم ہیں (توبہ ع آیت ۲۳) +

۱۷- جب تم خدا کی آیتوں کی نسبت انکار یا ٹھٹھا سُنو تو اُن کے پاس نہ بیٹھو۔ جب تک وہ دوسری بات میں خوض نہ کریں۔ ورنہ تم بھی اُن کی مانند ہوگے (نساء ع آیت ۱۳۹) +

۱۸- اور جب تو اے محمد اُن لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں کو کریدتے ہیں۔ تو اُن سے یکسو ہوجا یہاں تک کہ وہ اسکے سوا کسی اور بات میں لگ جائیں (انعام ع آیت ۶۷) +

۱۹- اور تم مسلمان اُنکے معبودوں کو جنکو وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں۔ بُرا نہ کہو کہ وہ بے سمجھے سرکشی سے اللہ کو بُرا کہینگے (انعام ع آیت ۱۰۸) +

۲۰- اور افلاس کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اُنہیں اور تمہیں رزق ہم دیتے ہیں۔ اُنکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے (بنی اسرائیل ع آیت ۳۳) +

۲۱- اور جو لوگ صبح شام اپنے رب کو پکارتے اسکی رضامندی چاہتے ہیں (یعنی فقراء) تو اُنکے ساتھ رہ اور تیری آنکھیں اُن کی طرف سے پھر نہ جائیں۔ کیا تو حیاتِ دنیا کی زینت ڈھونڈھتا ہے اور اُس شخص کا مطیع نہ ہو جسکے دل پر ہم اپنی یادگار کی طرف سے پردہ ڈالدیا ہے۔ اور وہ اپنی خواہش کا پیرو ہے اور اُسکا کام حد سے نکلا ہوا ہے (کہف ع آیت ۲۷) +

۲۲- تو کہہ میرے رب نے سب بدکام ظاہر اور پوشیدہ اور گناہ اور ناحق بغاوت حرام کی ہے۔ (اعراف ع آیت ۳۱) +

۲۳- بیٹے نماز پڑھا کر اور بھلائی کا حکم دے اور بُرائی سے منع کر اور جو تجھ پر پڑے اُس پر صبر کر بیشک یہ ہمت کے کام ہیں (لقمان ع آیت ۱۶) +

۲۴۔ درمیانہ چال چل اور اپنی آواز نیچی رکھ۔ بیشک تمام آوازوں سے بُری آواز گدھوں کی ہے (لقمان آیت ۱۸) +

۲۵۔ یتیموں کو اُن کے مال دیدو۔ اور پاک سے ناپاک کو نہ بدلو اور انکے مال اپنے مال میں ملاکر نہ کھاؤ (نساء آیت ۲) +

۲۶۔ یتیموں کو آزماؤ۔ یہاں تک کہ وہ نکاح کی حد کو پہنچیں۔ اگر تم اُن میں ہوشیاری پاؤ۔ تو اُنکے مال انکو دیدو۔ اور اس خوف سے کہ کہیں وہ بڑے نہ ہوجائیں۔ ان (مالوں) کو زیادتی اور جلدی سے نہ کھاؤ (نساء آیت ۵) +

۲۷۔ مومنو سوائے اپنے گھروں کے اور لوگوں کے گھروں میں بغیر اجازت لئے۔ اور گھر والوں کو سلام کئے داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ شاید تم نصیحت پکڑو۔ پھر اگر تم اُس گھر میں کوئی آدمی نہ پاؤ۔ تو جب تک تمہیں اجازت نہ ملے۔ اُسکے اندر داخل نہ ہو۔ اور جو تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو۔ اس میں تمہارے لئے خوب ستھرائی ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو (نور آیت ۲۷-۲۹) +

۲۸۔ مومنو جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کھُل کر بیٹھو۔ تو تم جگہ کشادہ کردیا کرو۔ کہ اللہ تمہیں کشادگی دیگا اور جب کہا جائے کہ اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہوا کرو (مجادلہ آیت ۱۲) +

۲۹۔ مومنو جب تم رسول کے کان میں بات کہنا چاہو تو کان میں بات کرنے سے پہلے کچھ خیرات آگے رکھ لیا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر اور زیادہ صفائی کا موجب ہے (مجادلہ آیت ۱۳) +

۳۰۔ مومنو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ مگر یہ کہ تمہیں کھانیکے لئے اجازت دیجائے۔ کھانا پکنے کی راہ نہ دیکھا کرو۔ لیکن جب تم بلائے جاؤ تب آؤ۔ پھر جب کھا چکو تو چل دو اور باتیں سننے کے لئے جی لگا کر نہ بیٹھو (احزاب آیت ۵۳) +

۳۱۔ بے جانہ اڑاؤ۔ کہ وہ (خدا) مُسرفوں کو پسند نہیں کرتا (انعام آیت ۱۴۲) +

۳۲۔ مومنو چاہئے کہ تمہارے ہاتھ کے مال (باندی غلام) اور تمہارے نابالغ لڑکے تین وقت تم سے اجازت لیکر گھر میں آیا کریں۔ نماز فجر سے پہلے اور جب تم دوپہر کو اپنے کپڑے اُتارتے ہو۔ اور بعد نماز عشا۔ یہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں۔ بعد ان وقتوں کے اُن پر اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم ایک دوسرے کے پاس ہیرا پھیری رکھتے ہو (نور ع آیت ۵۷) +

۳۳۔ جو اللہ کے پاس ہے وہ ایمانداروں اور اُنکے لئے جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ بہتر اور پائیدار ہے اور اُن کے لئے جو کبیرہ گناہ اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب انہیں غصہ آتا ہے تو وہ معاف کردیتے ہیں اور اُن کے لئے جنہوں نے اپنے رب کا فرمان مان لیا اور نماز پڑھی اور اُن کا کام اُن کے درمیان مشورے سے ہوتا ہے۔ اور جو ہم نے دیا اُس میں سے خرچ کرتے ہیں اور اُنکے لئے کہ جب اُن پر زیادتی ہوتی ہے۔ تو وہ بدلا لیتے ہیں (شوریٰ آیت ۳۴-۳۶)

انجیل کی متفرق تعلیمات

۱۔ اور اُن میں یہ تکرار بھی ہوئی کہ ہم میں سے کون بڑا سمجھا جاتا ہے؟ ۰ اُس نے اُن سے کہا کہ غیر قوموں کے بادشاہ اُن پر حکومت چلاتے ہیں۔ اور جو اُن پر اختیار رکھتے ہیں۔ خداوند نعمت کہلاتے ہیں ۰ مگر تم ایسے نہ ہونا۔ بلکہ جو تم میں بڑا ہے۔ وہ چھوٹے کی مانند۔ اور جو سردار ہے۔ ۰ خدمت کرنیوالے کی مانند ہے (لوقا باب ۲۲ ۲۴-تا ۲۶) +

۲۔ مسیح نے اُن سے کہا کہ جب کوئی تجھے شادی میں بُلائے تو صدر جگہ پر نہ بیٹھ۔ کہ شاید اُس نے تجھ سے بھی کسی زیادہ عزتدار کو بلایا ہو ۰ اور جس نے تجھے اور اُسے دونوں کو بلایا ہے۔ آکر تجھ سے کہے کہ اُسکو جگہ دے پھر تجھے شرمندہ ہوکر سب سے نیچے بیٹھنا پڑے۔ بلکہ جب تو بلایا جائے تو سب سے نیچی جگہ جا بیٹھ۔ تاکہ جب تیرا بلانیوالا آئے تو تجھ سے کہے کہ اے دوست۔ آگے بڑھکر بیٹھ۔ تب اُن سب کی نظر میں جو تیرے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے ہیں تیری عزت ہوگی ۰ کیونکہ جو کوئی اپنے آپ کو بڑا بنائیگا وہ چھوٹا کیا جائیگا۔ اور جو اپنے آپ کو چھوٹا بنائیگا وہ بڑا کیا جائیگا پھر اُس نے اپنے بلانیوالے سے بھی یہ کہا کہ جب تو دن کا یا رات کا کھانا تیار کرے تو اپنے دوستوں یا بھائیوں یا رشتہ داروں یا دولتمند پڑوسیوں کو نہ بلا۔ کہ ایسا نہ ہو وہ بھی تجھے بلائیں اور تیرا بدلہ ہوجائے ۰ بلکہ جب تو ضیافت کرے۔ تو غریبوں لُنجوں لنگڑوں اندھوں کو بلا ۰ تو تجھ پر برکت ہوگی۔ کیونکہ اُن کے پاس تجھے بدلہ دینے کو کچھ نہیں۔ اور تجھے راستبازوں کی قیامت میں بدلہ ملیگا (لوقا باب ۱۴ ۸-تا ۱۴) +

۳۔ جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں۔ ویسا ہی تم بھی اُنکے ساتھ کرو (متی باب ۵ ۱ تا ۱۷)

۴۔ اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے تو جا کیلے میں بات چیت کرکے اُسے سمجھا۔ اگر وہ تیری سنے۔ تو تو نے اپنے بھائی کو پالیا ۰ اور اگر نہ سُنے تو اور ایک دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لیجا۔ تاکہ ہر ایک بات دو تین

گواہوں کی زبان سے ثابت ہو جائے ۰ اگر وہ ان کی بھی سننے سے انکار کرے تو کلیسیا سے کہہ اور اگر کلیسیا کی بھی سننے سے انکار کرے تو تو اُسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان۔ (متی باب ۱۸ ۱۵ تا ۱۷) +

۵۔ کوئی اچھا درخت نہیں جو بُرا پھل لائے۔ اور نہ کوئی بُرا درخت ہے جو اچھا پھل لائے ۰ ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ کیونکہ جھاڑیوں سے انجیر نہیں توڑتے اور نہ جھڑبیری سے انگور۔ اچھا آدمی اپنے دل کے اچھے خزانے سے اچھی چیز نکالتا ہے اور بُرا آدمی بُرے خزانے سے بُری چیزیں نکالتا ہے۔ کیونکہ جو دل میں بھرا ہے وہی اُسکے منہ پر آتا ہے (لوقا باب ۶ ۴۳ تا ۴۵) +

۶۔ پس اپنے اُن اعضا کو مردہ کرو جو زمین پر ہیں۔ یعنی حرامکاری اور ناپاکی اور شہوت اور بُری خواہش اور لالچ کو جو بُت پرستی کے برابر ہے ۰ کہ اُنہیں کے سبب سے خدا کا غضب نافرمانی کے فرزندوں پر نازل ہوتا ہے ۰ اور تم بھی جس وقت اُن باتوں میں زندگی گذارتے تھے اُس وقت اُنہیں پر چلتے تھے۔ لیکن اب تم بھی اِن سب کو یعنی غصہ اور قہر اور بدخواہی اور بدگوئی اور منہ سے گالی بکنا چھوڑ دو ۰ ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولو۔ کیونکہ تم نے پُرانی انسانیت کو اُس کے کاموں سمیت اُتار ڈالا ۰ اور نئی انسانیت کو پہن لیا ہے۔ جو معرفت حاصل کرنے کے لئے اپنے خالق کی صورت پر نئی بنتی جاتی ہے ۰ پس خدا کے برگزیدوں کی طرح جو پاک اور عزیز ہیں۔ دردمندی اور مہربانی اور فروتنی اور حلم اور تحمل کا لباس پہنو ۰ اگر کسی کو دوسرے کی شکایت ہو تو ایک دوسرے کی برداشت کرے اور ایک دوسرے کے قصور معاف کرے جیسے خداوند نے تمہارے قصور معاف کئے۔ ویسے ہی تم بھی کرو ۰ اور ان سب کے اوپر محبت کو جو کمال کا پٹکا ہے باندھ لو (کلسیوں باب ۳ ۵ تا ۱۴) +

۷۔ خداوند میں ہر وقت خوش رہو۔ پھر کہتا ہوں کہ خوش رہو ۰ تمہاری نرم مزاجی سب آدمیوں پر ظاہر ہو خدا قریب ہے ۰ کسی بات کا فکر نہ کرو۔ بلکہ ہر ایک بات میں تمہاری درخواستیں دُعا اور منت کے وسیلے سے شکرگذاری کے ساتھ خدا کے سامنے پیش کی جائیں +

غرض اے بھائیو جتنی باتیں سچ ہیں۔ اور جتنی باتیں شرافت کی ہیں۔ اور جتنی باتیں واجب ہیں۔ اور جتنی باتیں پاک ہیں۔ اور جتنی باتیں پسندیدہ ہیں۔ اور جتنی باتیں دلکش ہیں۔ غرض جو نیکی اور تعریف کی باتیں ہیں۔ اُن پر غور کیا کرو ۰ جو باتیں تم نے مجھ سے سیکھیں اور حاصل کیں اور سُنیں اور مجھ میں دیکھیں اُن پر عمل کرو۔ تو خدا جو اطمینان کا چشمہ ہے۔ تمہارے ساتھ

رہیگا۔ (فلپیوں باب ۴ ۴ تا ۹) +

۸۔ دراصل تم میں بڑا نقص یہ ہے کہ آپس میں مقدمہ بازی کرتے ہو۔ ظلم اُٹھانا کیوں نہیں بہتر جانتے؟ اپنا نقصان کیوں نہیں قبول کرتے؟ ۰ بلکہ تم ہی ظلم کرتے اور نقصان پہنچاتے ہو۔ اور وہ بھی بھائیوں کو ۰ (۱۔ کرنتھیوں باب ۶ ۷۔۸) +

۹۔ اب جسم کے کام تو ظاہر ہیں یعنی حرامکاری۔ ناپاکی۔ شہوت پرستی ۰ بُت پرستی۔ جادوگری۔ عداوت۔ جھگڑا۔ حسد۔ غصہ۔ تفرقے۔ جدائیاں۔ بدعتیں ۰ بُغض۔ نشہ بازی۔ ناچ رنگ اور اور اِن کی مانند۔ ان کی بابت تمہیں پہلے سے کہے دیتا ہوں۔ جیسا کہ پیشتر جتا چکا ہوں کہ ایسے کام کرنیوالے خدا کی بادشاہت کے وارث نہ ہونگے ۰ (گلتیوں باب ۵ ۱۹ تا ۲۱) +

۱۰۔ یکدل رہو یکساں محبت رکھو۔ ایک جان ہو۔ ایک ہی خیال رکھو ۰ تفرقے اور بیجا فخر کے باعث کچھ نہ کرو۔ بلکہ فروتنی سے ایک دوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھو ۰ ہر ایک اپنے ہی احوال پر نہیں۔ بلکہ ہر ایک دوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے ۰ (فلپیوں باب ۲ ۳ تا ۵) +

۱۱۔ کوئی گندی بات تمہارے منہ سے نہ نکلے بلکہ وہی جو ضرورت کے موافق ترقی کے لئے اچھی ہو۔ تاکہ اُس سے سُننے والوں پر فضل ہو ۰ اور خدا کے پاک رُوح کو رنجیدہ نہ کرو۔ جس سے تم پر مخلصی کے دن کے لئے مہر ہوئی ۰ ہر طرح کی تلخ مزاجی اور قہر اور غصہ اور شور و غل اور بدگوئی ہر قسم کی بدخواہی سمیت تم سے دُور کی جائیں ۰ (افسیوں باب ۴ ۲۹ تا ۳۱) +

۱۲۔ جس بُلاوے سے تم بُلائے گئے تھے اُسکے مناسب چلو یعنی کمال فروتنی اور حلم کے ساتھ تحمل کرکے محبت سے ایک دوسرے کی برداشت کرو ۰ اور اسی کوشش میں رہو کہ رُوح کی یگانگی صلح کے بندھن سے بندھی رہے (افسیوں باب ۴ ۱ تا ۴) +

۱۳۔ پس غور سے دیکھو کہ کس طرح چلتے ہو۔ نادانوں کی طرح نہیں بلکہ داناؤں کی مانند چلو ۰ اور وقت کو غنیمت جانو۔ کیونکہ دن بُرے ہیں ۰ اس سبب سے نادان نہ بنو۔ بلکہ خداوند کی مرضی کو سمجھو کہ کیا ہے (افسیوں باب ۵ ۱۵ تا ۱۸) +

۱۴۔ حرامکاروں سے صحبت نہ رکھنا ۰ یہ تو نہیں کہ بالکل دنیا کے حرامکاروں یا لالچیوں یا ظالموں یا بُت پرستوں سے ملنا ہی نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں تو تم کو دنیا ہی سے نکل جانا پڑتا۔ لیکن میں نے تم کو درحقیقت یہ لکھا تھا۔ کہ اگر کوئی بھائی کہلا کر حرامکار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو۔ تو اُس سے صحبت نہ رکھو۔ بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا ۰ (۱۔ کرنتھیوں باب ۵ ۹ تا ۱۱)

۱۵۔ رات بہت گذر گئی اور دن نکلنے والا ہے۔ پس ہم تاریکی کے کاموں کو ترک کرکے روشنی کے ہتھیار باندھ لیں۔ جیسا دن کو دستور ہے شائستگی سے چلیں۔ نہ کہ ناچ رنگ اور نشے بازی سے۔ نہ زناکاری اور شہوت پرستی سے اور نہ جھگڑے اور حسد سے۔ بلکہ خداوند یسوع مسیح کو پہن لو اور جسم کی خواہشوں کے لئے تدبیریں نہ کرو (رومیوں باب ۱۳ ۱۲/۱۴) +

۱۶۔ کوئی اپنے آپ کو فریب نہ دے اگر کوئی تم میں اپنے آپ کو اس جہان میں حکیم سمجھے۔ تو بیوقوف بنے تاکہ حکیم ہو جائے۔ کیونکہ دنیا کی حکمت خدا کے نزدیک بیوقوفی ہے (۱۔ کرنتھیوں باب ۳ ۱۸/۱۹)

۱۷۔ اور جب وہ خداوند اور منجی یسوع مسیح کی پہچان کے سبب دنیا کی آلودگیوں سے چھوٹ کر پھر اُن میں پھنسے اور اُن سے مغلوب ہوئے۔ تو اُنکا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہوا۔ کیونکہ راستبازی کی راہ کا نہ جاننا اُن کے لئے اس سے بہتر ہوتا کہ اُسے جانکر اُس پاک حکم سے پھر جاتے۔ جو اُنہیں سونپا گیا تھا۔ اُن پر یہ سچی مثل صادق آتی ہے کہ کتا اپنی قے کی طرف رجوع کرتا ہے اور نہلائی ہوئی سوئرنی دلدل میں لوٹنے کیطرف (۲۔ پطرس باب ۲ ۲۰ تا ۲۲) +

۱۸۔ جو تم میں محنت کرتے اور خداوند میں تمہارے پیشوا ہیں۔ اور تم کو نصیحت کرتے ہیں۔ اُنہیں مانو اور اُن کے کام کے سبب محبت سے اُن کی بڑی عزت کرو۔ آپس میں میل ملاپ رکھو۔ اور اے بھائیو ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ بیقاعدہ چلنے والوں کو سمجھاؤ۔ کم ہمتوں کو دلاسا دو۔ کمزوروں کو سنبھالو سب کے ساتھ تحمل کے ساتھ پیش آؤ (۱۔ تھسلنیکیوں ۵ باب ۱۲/۱۴) +

۱۹۔ تاکہ آئندہ کو اپنی باقی جسمانی زندگی آدمیوں کی خواہشوں کے مطابق نہ گذارے بلکہ خدا کی مرضی کے مطابق اسواسطے کہ غیر قوموں کی مرضی کے موافق کام کرنے۔ اور شہوت پرستی۔ بُری خواہشوں۔ مے خواریوں۔ ناچ۔ رنگ۔ نشے بازیوں۔ اور مکروہ بت پرستیوں میں جس قدر ہم نے پہلے وقت گذارا وُہی بہت ہے (۱۔ پطرس باب ۴ آیت ۳) +

۲۰۔ یہ جان رکھ کہ اخیر زمانے میں بُرے دن آئینگے۔ کیونکہ آدمی خودغرض۔ زر دوست۔ شیخی باز۔ مغرور۔ بدگو ماں باپ کے نافرمان۔ ناشکر۔ ناپاک۔ طبعی محبت سے خالی۔ سنگدل۔ تہمت لگانیوالے۔ بے ضبط۔ تُندمزاج۔ نیکی کے دشمن۔ دغاباز۔ ڈھیٹھ۔ گھمنڈ کرنیوالے۔ خدا کی نسبت عیش و عشرت کو زیادہ دوست رکھنے والے ہونگے۔ وہ دینداری کی وضع تو رکھینگے مگر اُسکے اثر کو قبول نہ کرینگے ایسوں سے بھی کنارہ کرنا (۲۔ تمطاؤس باب ۳ ۱ تا ۶) +

۲۱۔ پس ہر طرح کی بدخواہی اور سارے فریب اور ریاکاری اور حسد اور ہر طرح کی بدگوئی کو دور کرکے

نوزاد بچوں کی مانند خالص روحانی دودھ کے مشتاق رہو۔ تاکہ اُسکے ذریعہ سے نجات حاصل کرنیکے لئے بڑھتے جاؤ (۱۔ پطرس باب ۲ ۱/۲) +

۲۲۔ غرض سب کے سب یکدل اور ہمدرد رہو۔ برادرانہ محبت رکھو۔ نرم دل اور فروتن بنو۔ بدی کے عوض بدی نہ کرو۔ اور گالی کے بدلے گالی نہ دو۔ بلکہ اسکے برعکس برکت چاہو۔ کیونکہ تم برکت کے وارث ہونے کے لئے بلائے گئے ہو (۱۔ پطرس باب ۳ ۸/۹) +

۲۳۔ کسی بڑی عمر والے کو ملامت نہ کر۔ بلکہ باپ جانکر نصیحت کر۔ اور جوانوں کو بھائی جانکر۔ اور بڑی عمر والی عورتوں کو ماں جانکر۔ اور جوان عورتوں کو کمال پاکیزگی سے بہن جانکر۔ اُن بیوہ عورتوں کی جو واقعی بیوہ ہیں عزت کر۔ اور اگر کسی بیوہ کے بیٹے یا پوتے ہوں تو وہ پہلے اپنے ہی گھرانے کے ساتھ دینداری کا برتاؤ کرنا۔ اور ماں باپ کا حق ادا کرنا سیکھیں کیونکہ یہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ جو واقعی بیوہ ہے۔ اور اُسکا کوئی نہیں۔ وہ خدا پر امید رکھتی ہے۔ اور رات دن مناجات اور دعا میں مشغول رہتی ہے۔ مگر جو عیش و عشرت میں پڑ گئی ہے۔ وہ جیتے جی مر گئی ہے۔ ان باتوں کا بھی حکم کر تاکہ وہ بے الزام رہیں۔ اگر کوئی اپنوں اور خاصکر اپنے گھرانے کی خبرگیری نہ کرے تو ایمان کا منکر اور بے ایمان سے بدتر ہے (۱۔ تمطاؤس باب ۵ آیت ۱ تا ۹) +

۲۴۔ جس طرح تم نے اپنے اعضا بدکاری کرنیکے لئے ناپاکی اور بدکاری کی غلامی کے حوالے کئے تھے اسی طرح اب اپنے اعضا پاک ہونیکے لئے راستبازی کی غلامی کے حوالے کرو (رومیوں باب ۶ ۱۹/۲۰) +

۲۵۔ پس اگر تو یہودی کہلاتا اور شریعت پر تکیہ اور خدا پر فخر کرتا ہے۔ اور اُسکی مرضی جانتا۔ اور شریعت کی تعلیم پاکر عمدہ عمدہ باتیں پسند کرتا ہے۔ اور اگر تجھکو اس بات پر بھی بھروسہ ہے کہ میں اندھوں کا رہنما اور اندھیرے میں پڑے ہوؤں کے لئے روشنی۔ اور نادانوں کا تربیت کرنیوالا۔ اور بچوں کا اُستاد ہوں۔ اور علم اور حق کا جو نمونہ شریعت میں ہے وہ میرے پاس ہے۔ پس تو جو اوروں کو سکھاتا ہے اپنے آپکو کیوں نہیں سکھاتا؟ تو جو وعظ کرتا ہے کہ چوری نہ کرنا آپ خود کیوں چوری کرتا ہے؟ تو جو کہتا ہے کہ زنا نہ کرنا۔ آپ خود کیوں زنا کرتا ہے۔ تو جو بتوں سے نفرت رکھتا ہے آپ خود کیوں مندروں کو لوٹتا ہے؟ تو جو شریعت پر فخر کرتا ہے۔ شریعت کے عدول سے خدا کی کیوں بے عزتی کرتا ہے؟ (رومیوں باب ۲ ۱۷ تا ۲۳) +

۲۶۔ پس ہم کیا کہیں؟ کیا گناہ کرتے رہیں تاکہ فضل زیادہ ہو۔ ہرگز نہیں! ہم جو گناہ کے اعتبار سے مر گئے۔ کیونکر اس میں آئندہ کو زندگی گذاریں (رومیوں باب ۶ ۱ تا ۲) +

۲۷- پس گناہ تیرے فانی جسم میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اسکی خواہشوں کے تابع رہو اور اپنے اعضا ناراستی کے ہتھیار ہونیکے لئے گناہ کے حوالے نہ کیا کرو- بلکہ اپنے آپکو مردوں میں سے زندہ جانکر خدا کے حوالے کرو- اور اپنے اعضا راستبازی کے ہتھیار ہونیکے لئے خدا کے حوالے کرو (رومیوں باب ۶ [۱۲ تا ۱۳]) +

۲۸- اگر خدمت ملی ہو تو خدمت میں لگا رہے- اگر کوئی معلم ہو تو تعلیم میں مشغول رہے- اور اگر ناصح ہو تو نصیحت میں- خیرات بانٹنے والا سخاوت سے بانٹے- پیشوا سرگرمی سے پیشوائی کرے رحم کرنیوالا خوشی کے ساتھ رحم کرے محبت بے ریا ہو- بدی سے نفرت رکھو- نیکی سے لپٹے رہو- برادرانہ محبت سے آپس میں ایک دوسرے کو پیار کرو- عزت کی رو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو- کوشش میں سستی نہ کرو- روحانی جوش میں بھرے رہو- خداوند کی خدمت کرتے رہو- امید میں خوش مصیبت میں صابر- دعا مانگنے میں مشغول رہو- مقدسوں کی احتیاجیں رفع کرو- مسافر پروری میں لگے رہو- جو تمہیں ستاتے ہیں اُنکے واسطے برکت چاہو- برکت چاہو- لعنت نہ کرو- خوشی کرنیوالوں کے ساتھ خوشی کرو- رونے والوں کے ساتھ روؤ- آپس میں یکدل رہو- اونچے اونچے خیال نہ باندھو بلکہ ادنیٰ لوگوں کی طرف متوجہ ہو- اپنے آپ کو عقلمند نہ سمجھو (رومیوں باب ۱۲، ۷ تا ۱۶) +

۲۹- مُبارک ہیں وہ جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے +
مُبارک ہیں وہ جو غمگین ہیں کیونکہ وہ تسلی پائینگے +
مُبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہونگے +
مُبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہونگے (متی باب ۵، ۳ تا ۶) +

۳۰- مُبارک ہیں وہ جو رحم دل ہیں کیونکہ اُن پر رحم کیا جائیگا +
مُبارک ہیں وہ جو پاک دل ہیں کیونکہ وہ خدا کو دیکھینگے +
مُبارک ہیں وہ جو صلح کراتے ہیں- کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائینگے +
مُبارک ہیں وہ جو راستبازی کے سبب ستائے گئے ہیں- کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہیں کی ہے جب میرے سبب لوگ تمہیں لعن طعن کرینگے اور ستائینگے- اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہینگے تو تم مبارک ہوگے- خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے اسلئے کہ لوگوں نے اُن نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اسی طرح ستایا تھا +

تم زمین کے نمک ہو لیکن اگر نمک کا مزہ جاتا رہے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائیگا- پھر وہ کسی کام نہیں- سوا اسکے کہ باہر پھینکا جائے- اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے روندا جائے- تم

دُنیا کے نور ہو- جو شہر پہاڑ پر بسا ہوا ہے وہ چھپ نہیں سکتا- اور چراغ جلاکر پیمانے کے نیچے نہیں بلکہ چراغدان پر رکھتے ہیں تو اُس سے گھر کے سب لوگوں کو روشنی پہنچی ہے- اسی طرح تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے بڑائی کریں (متی باب ۵، ۷ تا ۱۶) +

آخری گذارش

اس کتاب کے مطالعہ سے معزز ناظرین کی تفکر و تدبر اور غور و خوض کرنیوالی طبائع پر منکشف ہوگیا ہوگا کہ قرآن شریف اعلیٰ اور ادنیٰ- اچھے اور بُرے ہر قسم کے احکام کا مجموعہ ہے- اسکی صداقتوں کا سراسر انکار کس سے بن آتا ہے- اس میں خدا کی توحید- حقوق اللہ- حقوق العباد- اخوت باہمی مواسات- حُریت و مساوات- تقویٰ- بے ریائی اور اخلاق کے بیشمار موتی بکھرے پڑے ہیں اور یہ کتاب بہت حد تک حکمت سے لبریز اور دانائی سے معمور ہے- لیکن اوراقِ ماسبق میں جو قرآن اور بائبل کی تعلیمات کا باہم موازنہ کیا گیا ہے- اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بائبل روحانیات کا وہ بحر ناپیدا کنار ہے- قرآن جس کا ایک سوتا ہے وہ ایک آفتاب صداقت ہے اور قرآن اس کی ایک کرن- وہی ایک میٹھا چشمہ ہے- جس کا خوشگوار اور جان بخش پانی ہم قرآن کے گھاٹ سے بھی پیتے ہیں- لیکن قرآن میں بعض ایسی تعلیمات بھی ہیں جو اخلاق سے گری ہوئی معلوم ہوتی ہیں- کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جنہیں صالح فطرت اور صحیح انسانی طبیعت برداشت نہیں کرسکتی- کہیں تو ایسے میٹھے اور پیارے بیانات ہیں کہ گویا شہد کے گھونٹ ہیں مگر کہیں حنظل کا ست بھی ہے جو حلق کو کڑوا اور بدمزہ کر دیتا ہے کہیں عرفانِ الٰہی کی تجلیاں ہیں- اور کہیں حور و غلمان سے چھیڑ چھاڑ +

ناظرین قرآن میں آپ نے اُن صداقتوں کو دیکھا جو انجیل و تورات میں مذکور و مسطور ہیں جہاں وہ بدرجہا زیادہ خوبصورتی اور عمدگی سے بیان ہو چکی ہیں اور حق تو یہ ہے کہ کوئی حقیقتاً پاکیزہ اور اعلیٰ اخلاقی تعلیم قرآن شریف سے پیش نہیں کی جا سکتی جو بائبل میں درج نہ ہو- اور میں تمام اسلامی دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ کوئی خوبصورت اور عمدہ تعلیم قرآن سے ایسی نکالکر پیش کریں جو

پچھلے صحائف میں مذکور نہ ہو۔ اور میرے دعوے کو باطل ٹھہرائیں۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة +

پس ضرورت ہے کہ اُس زندگی کے پانی کے حقیقی چشمہ پر جا کر اُس میٹھے پانی کو چکھا جائے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ پانی جب چشمے سے نکلتا ہے تو اسکا ذائقہ و تازگی اور ہوتی ہے لیکن جب وہی پانی بہتا ہوا کھیتوں اور میدانوں اور جنگلوں پر سے گذرتا ہوا دُور نکل جاتا ہے تو اُسکا نہ وہ مزہ رہتا ہے اور نہ وہ تازگی۔ بلکہ بہت سے خس و خاشاک اور گندگیاں اُس میں مل جاتی ہیں پس پیاسو آؤ اور اُس اصلی چشمہ سے آب حیات پیو۔ اور زندگی پاؤ۔ اور وہ چشمہ بائبل ہے۔ دوستو جب وہ تمام صداقتیں بائبل میں یکجا موجود ہیں۔ جن میں سے چند قرآن نے پیش کیں اور انہیں چند نے انہیں وہ شان دیدی کہ رہتی دُنیا تک اسکا نام رہیگا۔ تو ان صداقتوں کے سارے خزانے پر قبضہ کرو۔ تمہارے گھر میں گنگا بہ رہی ہے۔ افسوس ہے کہ اور لوگ اس سے پیاس بجھائیں اور کھیتیاں سیراب ہوں مگر تم خود تشنہ کام رہو۔ وہ جسے قرآن ہدایت اور نور کہتا ہے اُس کی طرف توجہ کرو۔ میں کون ہوں کہ تم میری طرف التفات کرو۔ مگر قرآن کی سُنو اور دیکھو کہ وہ ایک قطب نما ہے۔ پس جس سمت اسکی سوئی کا رُخ دیکھو اُدھر ہو لو۔ قرآن کی جداگانہ حیثیت کچھ نہیں۔ وہ تو وکیل اور شاہد ہے پچھلی صداقتوں کا۔ کانوں سے روئی نکال پھینکو اور اس کی پکار کو سُنو۔ دھندلی روشنی میں کیوں چلتے ہو۔ حجروں سے باہر نکلو کہ دن چڑھا اور آفتاب نکلا ہوا ہے۔ تاریک رات میں مشعل بھی غنیمت ہے۔ مگر دیکھو کہ نیّر اعظم نے طلوع کیا ہے۔ اور اندھے بھی اگر اسکی روشنی کے اثر کو نہیں دیکھتے [illegible] تمازت کو محسوس کرتے ہیں۔ پس آنکھیں کھولو ایسا نہ ہو کہ آنکھیں رکھتے ہوئے نہ دیکھو۔ میں اتمام حجت کر چکا اب فیصلہ تم پر موقوف ہے +

وما علینا الا البلاغ